

حضور اقدس
یاحیٰ کار و حضور

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۳۳۴۵
Author عبود الدین دکنی 3345
Title دیباچہ کار و کثر

This book should be returned on or before the date
last marked below.

اِنَّ صَدَاقَ تَدَاكُنْ
و کٹوریہ غمزد کہ نام نگو گذاشت

1975

یادگار و کٹوریہ

لیف

ملکہ و کٹوریہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے
عہد حکومت کی مجمل تاریخ

مُرتَبَّہ و مؤلفہ

مولوی فیروز الدین غفر اللہ لہ مالک
انجمن شیعہ لاہور مؤلف یادگار سعدی و دربار اسلام

و مرقع اسلام وغیرہ
مطبع صدقہ ہند پریس لاہور

صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون	صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون
۲۱	دودہ چھڑانا	۹	ایک بچہ
۲۱	دانٹ سکھانا	۹	حمد الہی
	فصل چہارم	۱۰	نعت مصطفوی
۲۲	شہزادی کے والدین کے خیالات	۱۱	مہتید
	فصل پنجم	۱۲	قابل نمونہ اشخاص
۲۳	شہزادی و کٹوریہ کی شادی	۱۲	سبب تالیف کتاب
۲۳	شہزادی کے والد کی وفات	۱۵	اعتراف قصور
۲۴	شہزادی کے دادا کی وفات		باب اول
۲۵	شہزادی کے تایا کی تخت نشینی		ملکہ و کٹوریہ کے ابتدائی حالات
	فصل ششم		پیدائش سے سن بلوغ تک
۲۵	شہزادی کی والدہ کا زمانہ سلوک و ادب		فصل اول
۲۸	شہزادی کی کٹوریہ کی پرورش اور تعلیم	۱۶	شہزادی و کٹوریہ کا خاندان
۳۰	تقسیم اوقات		فصل دوم
۳۱	شہزادی کا وظیفہ پرورش		شہزادی و کٹوریہ کی پیدائش
۳۲	باغبانی اور آبپاشی		نام - اصطلاح وغیرہ
۳۲	موسیقی	۱۹	پیدائش
۳۳	نقاشی و مصوری	۱۹	نام اور اصطلاح
۳۳	زبان دانی		فصل سوم
۳۳	ریاضی	۲۰	شہزادی کی رضاعت
۳۴	راستبازی	۲۱	چھپک کا ٹیکہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	فصل پنجم	۳۳	در بار داری
۶۵	ملکہ و کٹوریہ کی تخت نشینی پر	۳۴	سلیقہ شعاری
	علاقہ ہندو و رکی علیحدگی		فصل ششم
	فصل ششم	۳۵	شہزادی و کٹوریہ کا جانشان چاندنا
۶۶	تخت نشین ہو کر ملکہ کی پہلی کارروائی	۳۶	فصل ہفتم
۶۷	مشکرانہ الہی	۳۸	شہزادی و کٹوریہ کی تختہ کاری اور پہلی گڈا
۶۸	ملکہ سابق کا لحاظ		فصل دوم
۶۹	قدر دانی و رفقہ	۳۹	شہزادی و کٹوریہ کی بخت
۷۰	خوش معاہلی		فصل سوم
۷۱	نام بیس الگرنیدرینہ کا اخراج		ملکہ و کٹوریہ کی تخت نشینی
۷۲	جان بخشی		فصل اول
۷۳	پابندی و وفات	۴۰	تاریخ انگلستان پر ایک سری نظر
۷۴	ہر کام میں غور کرنے کی عادت	۴۱	فصل دوم
۷۵	دینداری	۴۲	ملکہ کی تخت نشینی کے اسباب
	فصل ہفتم	۴۳	ملکہ و کٹوریہ کی تخت نشینی کی اسدیں
۷۶	ملکہ و کٹوریہ کا جشن تلج پوشی		فصل سوم
۷۷	تخت نشینی سو تاج پوشی و نکاح	۴۴	وہیم جہانم کی وفات اور ملکہ
۷۸	ملکہ و کٹوریہ کا تلج	۴۵	و کٹوریہ کی جانشینی
۷۹	عام طیاریاں		فصل چہارم
۸۰	شایقین دیدار کا ہجوم	۴۶	ملکہ و کٹوریہ کی پہلی کونسل
۸۱	تاج پوشی کا دن		اور اعلان شہی
۸۲	ملکہ کی شاہانہ پوشاک	۴۷	اعلان

نمبر صفحہ	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ	خلاصہ مضمون
۸۷	شہزادہ کا پھر انگلستان آنا۔	۷۵	ملکہ وکٹوریہ کا جلوس شہزادہ -
۸۷	ملکہ کا اظہار محبت اور شہزادہ کی عقلمندانہ قبولیت	۷۶	رسومات بلج پوشی
۸۸	ملکہ وکٹوریہ کا خط شہزادہ لیوپولڈ کو	۷۷	شاہی دعوت
۹۰	کونسل شاہی میں مسئلہ شادی۔	۷۸	تاج پوشی کا خرچ
	فصل چہارم		فصل ہفتم
۹۱	شادی کی تکمیل	۷۸	تبدیل وزارت پر
۹۱	شہزادہ البرٹ کا انگلستان آنا۔		ملکہ وکٹوریہ کی خود رانی اور
۹۳	شادی کا دن		مخالفین کی ہرزہ درائی
۹۳	رسومات شادی	۷۹	ملکہ کا استقبال
۹۴	ملکہ کی صاف باطنی اور سچی انگ سار		باب سوم
۹۴	مہنی امون		وکٹوریہ کی شاد خیانہ آبادی
۹۵	جلسہ ہائے تہنیت		اور خانہ دار زندگی
۹۵	دعوت شادی		فصل اول
۹۶	شادی کا خرچ	۸۱	ملکہ وکٹوریہ کا عالم شباب -
۹۶	شہزادہ البرٹ کے عزیز و رشتہ داروں کی دعا گوئی	۸۲	ملکہ کے طلبکار
	فصل پنجم		فصل دوم
۹۷	پرنس البرٹ کے حقوق و امتیاز	۸۳	شہزادہ البرٹ کا ابتدائی کمال
۹۷	اور ملکہ کی محبت و طاقت	۸۵	اور شاہی کا خیال
۹۷	پرنس کا خطاب و وطنیت		ملکہ وکٹوریہ کا البرٹ کو اپنی تصویر پہنچانا
۹۹	رسومات شادی شہزادہ البرٹ کا استقبال		ماریوسی
۱۰۰	شہزادہ کی شکلات	۸۶	فصل سوم
			شادی کی بخت و پیر

نمبر صفحہ	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ	خلاصہ مضمون
	فصل دوم	۱۰۶	آیام زوجگی و بیماری میں فن و محنت
۱۱۷	اولاد شاہی کی تعلیم و تربیت		فصل ششم
۱۲۱	بلوغت تربیت	۱۰۷	شاہی جوڑے کا طریق معاشرت
۱۲۱	عجائیب خانے	۱۰۷	تقسیم اوقات
۱۲۱	فلاحیت و باغبانی کی تعلیم	۱۰۶	بیردنی سائیش اور آزاد زندگی
۱۲۳	بادرچی گری - سجادری آسٹری	۱۰۸	شاہی جوڑے کی سادگی
	سجاری رشادنی ملک بقصویر کشی		فصل ہفتم
۱۲۳	ورزش و ہوا خوری	۱۰۹	ملکہ و کٹوریہ کا آمد و خرچ
۱۲۳	سیر و سفر	۱۰۹	آمدنی
	فصل سوم	۱۱۱	خرچ
۱۲۵	اولاد شاہی کی شادیاں		باب چہارم
۱۲۶	شادی اول		شاہی اولاد اُس کی تعلیم
۱۲۶	دوم		و تربیت بنیادیں و غیر
۱۲۶	سوم		فصل اول
۱۲۶	چہارم	۱۱۳	ملکہ و کٹوریہ کی اولاد
۱۲۶	پنجم	۱۱۳	ولادت اول
۱۲۶	ششم	۱۱۴	دوم
۱۲۶	ہفتم	۱۱۴	سوم
۱۲۶	ہشتم	۱۱۴	چہارم
۱۲۶	نہم	۱۱۴	پنجم
	فصل چہارم	۱۱۴	ششم
۱۲۹	اولاد شاہی کے وظائف	۱۱۴	ہفتم
۱۲۹	شہزادے	۱۱۵	ہشتم
۱۳۰	شہزادیاں	۱۱۵	نہم

صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون	صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون
۱۳۸	اُسرا و وزراء کی خاطر داری		فصل پنجم
۱۳۸	رے تعصبی	۱۳۱	خاندان شاہی کی رفاه جوئی خلائی
۱۳۹	قدر دانی	۱۳۱	ملکہ معظمہ
۱۵۱	تانیف قلوب	۱۳۱	نمائش ۱۸۵۴ء
۱۵۲	بے تکلفی	۱۳۲	نمائش ۱۸۵۶ء
۱۵۳	رفاه عام معاملات میں بقت	۱۳۵	لارڈ بیکنز فیملڈ کی یادگار
	فصل چہارم	۱۳۵	مشرکار فیملڈ کی یادگار
۱۵۳	ملکہ وکٹوریہ کا ملکی سپر و سز		باب پنجم
	فصل پنجم		ملکہ وکٹوریہ کا طریق جہان بینی
۱۶۰	دول غیبہ تعلقات		فصل اول
۱۶۰	دوستانہ تعلقات	۱۳۶	انگلستان کا طرز حکومت
۱۶۱	انگلستان کی سفارتیں	۱۳۶	خاندانی تاج داری
۱۶۳	شاہی رشتہ داری	۱۳۶	بادشاہ کے اختیار
۱۶۴	ملکہ کے شاہی جہان	۱۳۸	پارلیمنٹ
	فصل ششم	۱۳۹	وزارت
۱۶۵	ملکہ معظمہ کے عہد میں مقبوضات انگلستان کی وسعت	۱۴۱	مذہب سلطنت
۱۶۸	انگلستان کا جغرافیہ	۱۴۱	پادری
۱۶۹	مقبوضات انگلستان یورپ میں		فصل دوم
۱۶۹	ایشیائیں	۱۴۳	ملکہ وکٹوریہ کے ملکی وزیر
۱۷۰	افریقہ میں		فصل سوم
۱۷۰	امریکا میں	۱۴۴	ملکہ وکٹوریہ کے خصائص ملکہ داری
۱۷۱	اسٹریلیا میں	۱۴۵	ملکی رائے کی پیروی
	فصل ہفتم	۱۴۶	افتتاح پارلیمنٹ
	عہد ملکہ وکٹوریہ کی فوجی کارروائیاں		

صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون	صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون
۱۹۳	ریاستہائے سبزو	۱۶۲	فوجی نظم و نسق
۱۹۸	غور مختار ریاستیں	۱۶۴	فوج انگلشیہ کی تعداد
۱۹۹	سفرائے دول یورپ	۱۶۵	فوجی بیج
۱۹۹	ہندوستان کے وائسرائے	۱۶۵	بحری طاقت
۱۹۹	پنجاب کے لفٹننٹ گورنر	۱۶۶	فوجی لڑائیاں
	باب ششم		فصل ششم
	ملکہ وکٹوریہ کے سلطنتی جشن	۱۶۹	ہنگامہ ۱۵۵ اور ملکہ معظمتہ کا تختہ
	فصل اول	۱۸۰	ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر
۲۰۰	جشن قیسری	۱۸۲	لطیفہ
۲۰۱	ہندوستان میں دربار قیسری کا آغاز	۱۸۳	ملکہ کی رحمدلی
۲۰۱	دہلی میں دربار قیسری	۱۸۳	اعلان ملکہ معظمتہ
۲۰۲	لطیفہ	۱۸۶	عذر کا خاتمہ
۲۰۳	حضور وائسرائے کی درباری سیچ		فصل ہفتم
	فصل دوم	۱۸۸	عہد ملکہ وکٹوریہ میں ہندوستان کی تاریخ
۲۱۰	جشن جوبلی	۱۸۸	وائسرائے کا منصب
۲۱۰	جوبلی کی اصلیت	۱۸۸	حکمران عہدہ دار
۲۱۱	فرمانروایان انگلینڈ کی جوبلی	۱۸۹	فوجی انتظام
۲۱۲	ملکہ وکٹوریہ کی حکومت پنجاہ سالہ	۱۸۹	ریل اور تار و دھک
۲۱۲	اعلان جوبلی	۱۸۹	ہندوستان کے صوبے
۲۱۳	انتظام جوبلی کی مینجنگ کمیٹی	۱۹۰	ہندوستان کے محکام کی تنخواہات
۲۱۴	دربار جوبلی کا دن	۱۹۱	ہندوستان کی دیسی ریاستیں
۲۱۴	دربار جوبلی	۱۹۲	اسلامی ریاستیں
۲۱۵	جوبلی امپیریل انسٹیٹیوٹ		
۲۱۵	تمام دنیا میں جشن جوبلی		
۲۱۵	ہندوستان کا جشن جوبلی		
۲۱۶	وائسرائے صاحب کی جوبلی تقریر		
۲۱۹	فصل سوم - ڈائمنڈ جوبلی		

صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون	صفحہ نمبر	خلاصہ مضمون
۲۲۰	پانچواں حملہ	۲۲۸	دربارِ شہنشاہی میں
۲۲۰	چھٹا حملہ	۲۲۸	دائیں سرگرمی کی تقریر
۲۲۰	ساتواں حملہ		باب ہفتم
۲۲۰	آٹھواں حملہ		ملکہ وکٹوریہ کی تین نکاحیاں
	باب ہشتم		فصل اول
	ملکہ وکٹوریہ کا انتقال پیر لال	۲۲۹	ملکہ کی والدہ کی وفات
	فصل اول	۲۲۹	فصل دوم
۲۲۱	ملکہ وکٹوریہ کی بیماری اور موت	۲۳۰	پرنس البرٹ شہزادہ وکٹوریہ کی وفات
۲۲۱	ملکہ وکٹوریہ کی بیماری	۲۳۱	پرنس البرٹ کی بیماری
۲۲۲	پرنس ووفی	۲۳۱	پرنس البرٹ کے حالات زندگی کا خلاصہ
۲۲۲	ملکہ کی وصیت	۲۳۲	شاہی قبرستان
۲۲۳	ملکہ کی موت	۲۳۲	ملکہ وکٹوریہ کی بیوی
۲۲۳	ملکہ کا خاتمہ		فصل سوم
۲۲۳	فصل دوم		اولاد شاہی کی موتیں
۲۲۴	ملکہ کا جنازہ اور تدفین	۲۳۴	پرنس الیسی
۲۲۴	جنازہ کی تاریخ	۲۳۴	پرنس لیوپولڈ کی وفات
۲۲۴	جنازہ کا جلوس	۲۳۴	پرنس البرٹ وکٹوریہ
۲۲۴	ملکہ کی تدفین	۲۳۸	ویوک اورف اور ہبرا
۲۲۴	ملکہ کی عمر	۲۳۸	پرنس کریمین
	فصل سوم		فصل چہارم
۲۲۴	ملکہ وکٹوریہ کا خاتمہ	۲۳۸	ملکہ وکٹوریہ کی ذات خاص بہت
۲۲۸	خاتمہ وکٹوریہ کی بیجا	۲۳۹	بہلا حملہ
	فصل چہارم	۲۳۹	دوسرا حملہ
۲۲۹	ملکہ وکٹوریہ کی یادگار	۲۳۹	تیسرا حملہ
۲۳۹	شاہی تدفین	۲۳۹	چوتھا حملہ
۲۳۹	اورنگیہ خانہ		

مقامی سرکار کے اظہارِ رائے کے تحت جاری خط و کتابت - ۲۰۰

مقامی سرکار کے اظہارِ رائے کے تحت جاری خط و کتابت

شاہی سرکار کے اظہارِ رائے کے تحت جاری خط و کتابت - ۲۰۰

۳۵۳
دربار

۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

حمد الہی کا دعویٰ اور انسان ضعیف البیان جو چہ نسبت خاک را با عالم
پاک۔ ایسا حکم الحاکمین شہنشاہوں کا شہنشاہ لازوال بادشاہت کا مالک
جس کی بارگاہِ معنی میں بڑے بڑے دنیوی بادشاہ بھی عام آدمیوں کی طرح
تھر تھراتے اور اپنی بے بود ہستی پر تأسف و تالم کے آنسو بہاتے ہیں۔
ایسا عادل و منصف کہ جس کے حکم کی کوئی اپیل نہیں۔ اور جس کے نفاذ کو
کوئی ٹیک تو کیا تمام عالم بھی مل کے روک نہیں سکتے۔ ایسی ابدی سلطنت
کا مالک کہ جس کو باوجود بے انماز و شمار اور بے حد و پایاں رعایا (مخلوق)
کے کسی غم و بغاوت اور غنیم و رقیب کا اندیشہ نہیں۔ ایسا بڑا جلیل القدر
شہنشاہ کہ جس کے حلقہٴ اقتیاد و اطاعت سے کسی مذہب کسی ملت کسی فرقہ
کسی مملکت کسی ملک کسی خطہ کے افراد بھی باہر نہیں ہو سکتے۔ ایسا حکیم و دان
کہ اتنی بڑی مخلوق کے انتظام کے لئے جس کو کسی کونسل کے انعقاد کسی چیز
کے تقرر کسی مشیر کے مشورہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور ایسا جیم و کریم کہ جس کی

ورگاہ ذی جاہ میں عرضِ مدعا کے لئے کسی تحریرِ بری درخواست۔ کسی کوٹھنیر
 کسی سٹیپ۔ کسی مختار۔ کسی وکیل کی حاجت نہیں۔ ایسا صاحبِ جود و کرم
 کہ جس کا خوانِ نعمت۔ دوست۔ دشمن۔ مدعی۔ مدعا علیہ۔ عالمِ فاضل۔ جاہل۔
 اپاہج۔ امیرِ غریب۔ آزاد اور قیدی سب پر یکساں فراخ ہے۔ ایسا امید گاہ
 خلایق کہ ہر فرد کو بجائے خود جس پر جدا گانہ ہی فخر و ناز ہے۔ اور جس طرح ایک
 عالم با عمل اُس کے انعام کا متمنی ہے۔ ویسا ہی ایک رند بادہ خواہ بھی اُس کے
 افضانِ اکرام سے مایوس نہیں۔ غرض کہ جو کمالیت اور جامعیت کی ایسی سی
 بیشمار صفات کا نہ صرف مجموعہ ہی ہے۔ بلکہ انکھا صانع و خالق بھی ہے۔
 اُس کی حمد و ستائش سے انسان کن الفاظ اور کس زبان میں عہدہ برآ
 ہو سکتا ہے۔

بندہ جہاں بہ کہ ز تقصیرِ خویش عذرِ بدرگاہِ خدا آورد
 ورنہ سزاوارِ خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

نعتِ مصطفویٰ جو حمدِ الہی کے بعد دو سرورِ جہ ہے۔ اُس کی حد و ہمتا
 بھی آج تک کوئی نہ پاسکا۔ اور فی الواقع حضرت خاتم النبیین شیخ الحدیث
 رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع اور رتبہ
 رفیع کے بیان کر دینے کو بھی علوم و الفاظِ مروجہ کب پورے ہو سکتے ہیں۔ جس کی
 تعریف میں خود اللہ تعالیٰ نے کوئی حد نہ رکھی ہو۔ تو بھلا کوئی فرد بشر کیا کہہ سکتا
 ہے۔ ایسا محسن و منفق کہ جس نے مخلوقِ الہی کو جلتی آگ سے بچا لیا۔ ایسا
 فاتحِ القلوب کہ جس کے نام کا سکھ و خطبہ کر وٹا گیا۔ اُن گنت مخلوق کے دل و پر
 منقش و منبت ہو گیا۔ ایسا صاحبِ التذییر کہ باوصف آئی ہونے کے بھی حکم
 آئین و قوانینِ بلا تشبیح قیامت تک کے لئے جاری و ساری ہو گئے۔ ایسا

جلیل القدر بادشاہ کہ جس کی روحانی حکومت کو کوئی فکر و اندیشہ نہ مانہ کی
دستبرد کا نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی جبار و قہار بادشاہ بھی جس کی خوش آئند
یا دکودلوں سے بہلا نہیں سکتا۔ ایسا انسان کامل کہ جس نے انسانیت کے
گہریتا کہ مخلوق الہی کو حیوانیت سے انسانیت اور انسانیت سے قدسیت کے
مدارج تک پہنچا دیا۔ ایسا محبوب القلوب کہ جس کا نام دونوں کی بیماریوں کو کھو
اور فرحت و قوت دینے میں اکسیرِ عظم سے بھی بڑھ گیا۔ ایسا فداے امت کہ
جس کی مثال دنیا میں آج تک ہوئی اور نہ ہونے کی امید ہو سکی۔ اس کی
مدحت و شان میں سوائے اظہارِ ادب کے کیا کہا جاسکتا ہے۔

اسے برتر از مقام ملک بر آسمان بمنصبِ زیر ترین پایہ عسلا
نعت آدم بحضرت عالیت زینہاد باوچی آسمان چہ زند سحر مفر

محبوبِ دوستو! دنیا ایک ایسا مقام ہے کہ جس میں صد ہا میدان
انسان کی سیر کے لئے طفلی، شباب، جوانی، کہولت، بڑھاپے، تنج و راحت اور
عزت و ذلت کے کھلے پڑے ہیں۔ اور کسی کو انہیں سے گزرنے کے بغیر چارہ و
یا را نہیں۔ ان میدانوں کے سبزہ زار کچھ ایسے دلفریب واقع ہوئے ہیں کہ آدمی
انکے نظارہ اور خوشبود میں رستہ تو کیا اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے۔ اور اس کی
بھول بھولیاں اور طلسم میں برسوں بے راہ ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اسلئے
صاحبانِ خیرت اور اربابِ بصیرت نے ان خطرات سے آگاہ کرنے اور منزلِ عمر
تک پہنچنے کے لئے بعض بعض اُن لوگوں کے سفر نامے (لائف) طیار کئے ہیں جو
ان پر فضا میدانوں کے مہم و احتیاط خیر و خوبی کے ساتھ گزر گئے ہیں۔ تاکہ انکا
پڑھنے والا بھی حالاتِ راہ سے واقف ہو کر اُسی احتیاط سے سفر کرے جو اس کی
فائز لاجی کا باعث ہو۔ یہی بنا ہے اس علم کی جس میں مختلف لوگوں کی سوانحِ عمر

وغیرہ لکھی جاتی ہیں۔

قابل نمونہ استخفاف۔ چن لوگوں کی سوانح عمریاں لکھی جاتی ہیں وہ بالعموم ایسے اشخاص ہوتے ہیں۔ کہ بڑی زندگی بہ نسبت عوام کے کسی نہ کسی سبب سے مافوق اور مایہ الامتیاز ہو کر رہتی ہے۔ مثلاً گوئی لائق حکیم۔ یا اقبالند۔ بادشاہ ہو۔ یا اعلیٰ درجہ کا خوبصورت ہو یا پرلے درجہ کا محتاط اور ہر دلعزیز ہو۔ یا کسی ملک کا مشہور فلاح ہو۔ یا کسی اعلیٰ ایجاد کا موجد ہو وغیرہ وغیرہ تاکہ عام و خاص اپنے آپکو استخفاف نمونہ بنانے میں جہانتک اُنکے امکان میں ہو اپنی زندگی کو نامور اور کامیاب بنا سکیں۔

اس کتاب میں ملکہ وکٹوریہ متوفیہ کی مختصر سوانح عمری لکھی گئی ہے۔ جو حسن اتفاق سے نہ صرف یہ کہ کسی ایک امر میں ہی مشہور و معروف ہوئی ہیں۔ بلکہ ہر معاملہ میں اُنکی زندگی اسی قابل تھی۔ کہ اُسکو دکھاجاتا۔ اور اپنے ملک کے روبرو اُن کی نیک مثال پیش کی جاتی۔ اُنکی لیاقت۔ سنجیدگی۔ خوبصورتی۔ خوب سیرتی سلیقہ شعاری۔ خوش اخلاقی۔ دینداری۔ انکسار و محبت۔ اقبالندی۔ فتیالیہ ہر دلعزیزی۔ ترقی حکومت وغیرہ کی نسبت یہاں لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کتاب میں آپ جا بجا خود ہی ملاحظہ فرمالیں گے۔

سبب تالیف کتاب۔ ملکہ معظمہ کی خبر وفات ہندوستان میں عید الفطر کے روز پہنچی۔ جو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان مذہبی ہتوار ہے۔ اُسی کے دوسرے دن بخت کاموسی میلہ تھا۔ جو اہل ہندو سے منسوب ہے۔ لیکن جہانتک دیکھا گیا ہے ان خوشی کی تقیہوں میں اس خبر کے سنتے ہی ایک اس قسم کی غمتا کی اور اُداسی پھیل گئی۔ کہ غالباً کسی کے اپنے عزیز و قریب کے مرنے پر بھی اس سے زیادہ کیا ہوتی۔ ظالم بادشاہوں کے مرنے پر تو لوگ خوشیاں مناتے ہیں

لیکن عادل و باذل سلاطین سلف میں سے بھی اتنی بڑی ہر دلعزیزی بہت ہی کم لوگوں کو حاصل ہوئی ہے۔ کہ جنکی رہائے کبھی انکی صورت تک نہ دیکھی ہو۔ اور پانچہزا میل کی مسافت بعیدہ پر تجربہ تک نہ صرف ماتم بچھاٹھے میں نے غور کیا۔ تو اس قدر ہر دلعزیزی کا باعث صرف ملکہ کی وسیع سلطنت اور انکے شہنشاہی حلال جبروت کو ہی نہیں پایا۔ بلکہ اس میں زیادہ تر حصہ انکے ذاتی محاسن و اوصاف کا پایا گیا۔ جنہوں نے انکو لوگوں میں ہیچ و حساب ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ اسکا ماتم نہ صرف انکے اپنے خاندان اور اپنے ملک اور اپنی رعایا کے ہی کیا ہے۔ بلکہ ممالک غیر میں بھی ان کی موت پر کمال رنج و تاسف اور حزن و ملال کا اظہار ہوا ہے۔ اور یہ وہ کامیابی ہے کہ غالباً بہت کم لوگوں کو میسر ہوئی ملکہ معظمہ متوفیہ کی سی وسیع ہر دلعزیزی تو کوئی شک نہیں کہ وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو انکی طرح تلخ و تخت کا مالک ہو کر ان اخلاقی محاسن کا مجموعہ بھی ہو جو ان میں موجود تھے لیکن بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ اگر ایک معمولی عزیز آدمی بھی اپنے آپ کو ان اوصاف سے متصف کرنے کی طرف دلی توجہ کرے۔ تو وہ اپنی سوسائٹی کا ہر دلعزیز معتبر اور کارآمد ممبر ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کے مطالعہ سے ہندوستانی شرفا معقول سبق لے سکتے ہیں۔ دیندار می اور سلیقہ شعاری۔ ترقی تعلیم اور علمی کارکنی کی ہندوستان میں واقعی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ دن بدن انہیں تنزل پیدا ہوتا جاتا ہے۔ گو کسی زمانہ میں ہندوستان ان تمام صفات سے متصف مشہور تھا۔ اور اب بھی تعلیمی ترقی میں اس کو پست نہیں کہا جاتا۔ مگر وہ تعلیم کہ فی الواقع انسان میں لیاقت پیدا کر دے۔ اور وہ علمی کارکنی کہ کہنے سے زیادہ کر کے دکھا دیا جائے۔ وہ دینار کی طرح بانیان مذہب کے خیال کے مطابق تو ہے ہی مغلوب ہو کر خضوع و خضوع پیدا ہو جائے۔ اور وہ سلیقہ شعاری

کہ بجائے لفاظی کے جس سے واقعی امورِ خانہ داری میں مدد ملے۔ ابھی بہت دوسرے۔ ہندوستان نے انگلستان کی ظاہری تقلید بہت کچھ کی ہے۔ مگر اصل تقلید کی طرف توجہ نہیں کی جس کی کمال ضرورت ہے۔ اور غالباً ان دلوں کے اُبھارنے کے لئے یہ کتاب بھی کچھ نہ کچھ مدد ضرور دیگی۔ اس کے علاوہ مردوں کی سوانح و عمریں تو بہت لکھی گئی ہیں۔ مگر عورتوں کی بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ پس ہماری ہندو بہنوں کے لئے بھی یہ کتاب اُسی ہے۔ کہ مفید ثابت ہوگی۔ یہی خیال تھے جنہوں نے اس مختصر مجموعہ کو طبع کر کے پبلک میں پیش کر دیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہندوستانی والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت اور ہندوستانی عورات کو فرایض خانہ داری اور باہمی زن و شوہر کی موافقت اور نوجوان طلباء کو ملکہ کے قابلِ قدر چال چلن سے خصائلِ نیک کی استواری کا سبق لینا چاہیئے۔ اس کتاب میں ہندوستانی اولادِ ملکہ کے اُس طریقِ عمل کو بخوبی دیکھ سکتی ہے۔ جو وہ اپنی والدہ اور دوسرے بزرگوں سے کرتی تھیں اور انکی عالیجاہی کو خیال کر کے یہ بھی اندازہ لگا سکتی ہے۔ کہ اُنکو اس معمولی حالت میں اپنے والدین اور بزرگوں کی اطاعت کہانتک کرنی چاہیئے اس کے ساتھ اُنکو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ انہیں تحصیلِ علوم میں کہانتک اعلیٰ کو شخص اور کارکنی کی ضرورت ہے۔ جبکہ ملکہ با وسعتِ بادشاہی کے آخر وقت تک خود بھی سیکھتی رہیں۔ اور اولاد کو اس جد و جہد سے پڑھانی رہیں کہ جس کا ٹھکانہ نہیں۔ اور اس کے علاوہ اُنکو اس کتاب میں سلطنتِ انگریزی کی طرزِ حکومت کا بھی بخوبی پتہ لگ جائے گا۔

مقامی ریشوں کے لئے یہ کتاب اور بھی قابلِ مطالعہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اس سے اپنے اہل کے طریقِ تمدن و معاشرت اور اپنے ذاتی خیالاتِ مستطیعہ تعلیم و ترقی

کا انگلستان اور بالخصوص ملکہ متوفیہ کے خاندان کے حالات و خیالات سے بہت کچھ موازنہ کر سکتے ہیں۔ اور عام طور پر اس سے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو لوگ ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ اور بالخصوص ملکہ وکٹوریہ نے جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے۔ آیا وہ صرف انکی تاجداری کے سبب تھی یا ان کے ذاتی اوصاف کے باعث۔

سوال اس کے بچہ کتاب بالخصوص دیسی والیان ریاست کو زیر نظر رکھنی چاہئے تاکہ ملکہ معظمہ کی زندگی سے وہ کامیابی اور ہر دلعزیزی کے گہر معلوم کر کے خود بھی انکا نمونہ بننے کی کوشش کریں۔

اعتراف قصور۔ انگریزی زبان میں ملکہ کی لائیف پر بہت ضخیم کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جن میں سے ولسن صاحب کی تصنیف زیادہ تر ضخیم اور مفصل ہے۔ اور قریباً چار ہزار بیس صفحات پر آئی ہے۔ اگرچہ ملکہ کی روزانہ کارروائیوں اور انکے تمام سلطنتی معاملات پر واقع ہونے کے لئے ایسی ہی کتاب زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوستان میں ابھی تک اتنا مذاق پیدا نہیں ہوا کہ وہ ایسی گراں قیمت کتابیں خرید کر لطف اٹھائے کیونکہ اردو میں اگر ویسی کتاب لکھی جائے تو پچیس تیس روپیہ سے کم تو کیا ہی پڑے گی۔ اور یہاں اول تو مفت کتاب دیکھنے کا مذاق ہے اور یہ نہایت ارزاں قیمت پر خریدنے کا۔ علاوہ اس کے عوام کے لئے اس بات سے وقف ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہیں کہ انکے وقت میں اتنے ممبران پارلیمنٹ ہوں اور انکے انتخاب پر ایسی ایسی کارروائی ہوئی۔ لہذا کتاب ہذا کو ایسے ایجاز و اختصار کے طریق پر لکھا گیا ہے۔ کہ لوگوں کو ملکہ کے حالات زندگی اور انکی سلطنت کی اجمالی تصویر نظر آجائے۔ البتہ ارادہ ہے کہ اگر ملک و گورنمنٹ نے

اس کو پسند فرمایا۔ تو ملکہ و کٹوریہ کی تقریروں کو ایک علیحدہ جلد میں جمع کر دیا جائے۔ فی الحال جس قدر لکھا گیا ہے۔ غالباً ناکافی نہ ہوگا۔ اور چونکہ یہ کتاب ملکہ کی یادگودلوں میں مدتوں تازہ رکھے گی۔ اور زبان اردو میں اُنکے حالاتِ زندگی کو عام و خاص پر روشن کیے گی۔ اس لئے اس کا نام انہیں کے نام پر یادگار و کٹوریہ رکھا جاتا ہے۔

اخیر میں اربابِ بصیرت اور بالخصوص انگریزی خواں حضرات سے التماس ہے کہ اس میں اگر کوئی سہو و خطا پایا جائے۔ تو معاف فرمائیں کہ ہم کہہ سچ فرد بشر خالی از خطا نہ بود۔

الراقم

خاکسار۔ فیروز الدین غفر اللہ لہ
مالک اخبار مشیر ہند لاہور

باب اول

ملکہ وکٹوریہ کے ابتدائی حالات

(پیدائش سے سن بلوغ تک)

فصل اول

شہزادی وکٹوریہ کا خاندان

شہزادی وکٹوریہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے یورپ کے اعلیٰ ترین شاہی خاندانوں کی چشم و چراغ ہوئی ہیں۔ باپ کی طرف سے انگلستان کے مشہور و معروف زمانہ دراز تک سلطنت کرنے والے جارج سوم جیسے جلیل القدر شہنشاہ کے خاندان سے ہیں۔ جو اپنی پچاس سالہ حکومت کی جو سیڑھی اڑ چکا ہے۔ اور ماں کی طرف سے یہ جرمنی کے خاندان شاہی کی یادگار ہیں۔ یعنی شہزادی وکٹوریہ کے والد ماجد شہزادہ ایڈورڈ سوم بہ ڈیوک آف کینٹ

Prince Edward Duke of Kent جارج سوم شہنشاہ انگلینڈ

کے فرزند چہرام تھے۔ اور ان کا ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ شہزادی کی سلطنت کی طرف سے مقرر تھا۔ ڈیوک ممدوح تمام خاندان شاہی میں بسبب اپنے جود و سخا اور طبع رسا کے بڑے بھاری عقید و عظیم گئے جاتے تھے چنانچہ

اسی خیال پر ایک دفعہ جبرالٹر کے گورنر جنرل بھی مقرر ہو گئے تھے۔ اور ملکہ کی
 ماں شہزادی وکٹوریامیری لوئیس Victoria Mari Louisa
 جرمنی خاندان شاہی میں سے ڈیوک آف سیکس برگ سائیفیلڈ
 Duke of Sax Coburg Gotha کی بیٹی اور شہزادہ لیوپولڈ

والی بیگم کی ہمیشہ تھیں۔

شہزادی وکٹوریہ کی والدہ کی ایک شادی اس ازدواج سے قبل
 پرنس لینکنجمن Prince Liuingon سے بھی ہوئی تھی۔ مگر وہ بہت جلد
 بیوہ ہو گئیں۔ اور صرف ایک لڑکی ہی اُس پہلے شوہر کی یادگار اپنے پاس تھی
 جسکو فیوڈور Fedora کہا جاتا تھا۔ ملکہ کی والدہ جرمن کے
 شہر امریک Amerik میں اپنے متوفی شوہر کے محل میں
 راکرتی تھیں۔ اور ایک معقول آمدنی رکھتی تھیں۔ جب شہنشاہ جارج
 سوم کی مرضی اور خواہش سے اُنکا نکاح ۲۴ مئی ۱۸۵۸ء کو پرنس ایڈورڈ
 ڈیوک آف کیٹس کے ساتھ عمل میں آیا۔ تو انکی عمر تیس برس کے
 قریب تھی۔ اور شہزادہ کی ۱۵ برس کی۔ اور یہ نیکدل اور خوش قسمت جوڑا
 اس مناکحت سے کمال محفوظ تھا۔ نکاح کے بعد ساٹھ ہزار روپیہ کا ایک اڈر
 وظیفہ علاوہ وظیفہ ساید کے ڈیوک آف کیٹس کو دیا گیا تھا۔ کہ اگر ڈیوک کی بیگم
 بیوہ ہو جائے۔ تو یہ ساٹھ ہزار کا وظیفہ اُسے نام مستقل کر دیا جائیگا۔ لیکن اس
 رشتہ کے قائم ہونے ہی اپنی پیاری بیگم شہزادی لوئیس کے منشا کے موافق
 ڈیوک آف کیٹس جرمن کے شہر امریک میں جا رہے تھے۔ جو انکی بیگم کا مسکن
 اور اُس کے متوفی شوہر کا مامن تھا۔ چنانچہ یہ دیرتیم (شہزادی وکٹوریہ) بھی
 انہیں آیام فراغت میں صلب پدر سے رحم مادر میں آئی تھیں۔

فصل دوم

شہزادی و کٹوریا کی پیدائش - نام مصطبیٰ وغیرہ

پیدائش - شہزادی کی والدہ اس شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اپنے ملک میں بار واد ہو گئی تھیں۔ اور جیسا کہ مناسب ہے۔ دورانِ حمل میں تمام مناسب احتیاط عمل میں لائی جاتی تھیں۔ لیکن جب ایام ولادت فریب ہوئے۔ موجب الوطنی کے خیال سے بھی۔ اور مصالحتِ ملکی کے اقتضاء سے بھی ملکہ کے والد کی یہی تجویز ہوئی۔ کہ یہ ولادت خاص سرزمینِ انگلستان میں ہی چلکر واقع ہو۔ چنانچہ اس خیال سے شہزادی کی والدہ نے بھی اتفاق کیا۔ اور شہزادہ کے ساتھ لندن کے کنسٹنٹن محل میں اقامت اختیار فرمائی۔ اور اسی ابوان شاہی میں بخلع کے پور ایک سال گزرنے پر ۲۴ مئی ۱۷۷۱ء کو سوا چار بجے قبل صبح شہزادی کو کٹوریا پیدا ہوئیں جس کی باضابطہ طور پر تمام اراکینِ خاندان کو اطلاع ہوئی۔ اور بے اظہارِ مسرت و شادمانی کیا۔ لیکن بھکے خبر بھی کہ یہی تو مولود شہزادی ایکدن بلکہ انگلینڈ ہوگی۔

نام اور اصطلح - ولادت سے ایک ہفتہ بعد ۲۴ جون ۱۷۷۱ء کو کنٹریری کے بشپ نے آکسٹنٹن مصطبیٰ (بپٹسم) دیا۔ اور الگزینڈر شہنشاہ روس انکے دینی باپ قرار دیے گئے۔ نام کی نسبت مختلف تجویزیں تھیں۔ اکثر خویش و اقارب انگلستان کے مشہور شہنشاہ جارج سوم کی مناسبت سے جارجینہ کا نام تجویز کرتے تھے۔ اور شہزادی کے والد ایلزبتہ کا نام پسند کرتے تھے۔ کیونکہ انگلستان میں یہ نام نہایت مقبول اور پیارا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ولید سلطنتِ روم کو جارج چہام

کے لقب سے محنت نشین ہوئے اس کو مولوی کے لئے انجی والدہ کے نام پر قیام
کا نام ہی پیش کرتے تھے۔ چنانچہ یہی نام قرار پایا۔ اور اس کے علاوہ شہنشاہ روس کے
دینی باپ جو جلتے کی نسبت سے الگ نڈرنہ کا نام بھی ساتھ چپاں رہا۔ اور اسی
نام پر وہ پجاری جلتے لگیں چنانچہ انکے والد متوفی کا ایک خط مرقومہ بدست
اسی معاملہ کی نسبت درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے کسی اپنے محب کو لکھا تھا۔
یہ خط مع اذرحہ خطوں کے پندرہ سال ہوئے ہیں کہ پیرس میں چار سو روپیہ
کو بکا تھا۔ شہزادہ متوفی لکھتے ہیں کہ۔

”میری لڑکی کا نام انکے دینی باپ شہنشاہ روس کی مناسبت سے الگ نڈرنہ
اور انجی والدہ کے نام پر وکٹوریہ رکھا گیا ہے۔ اور انہیں دونوں ناموں سے
وہ گھر میں پجاری جلاتی ہیں۔ اور وہ شکل و صورت میں اپنے والدین کی تصویر معلوم
ہیں۔ انہوں نے نہایت خوشنما چہرہ اور سیاہ بال تو اپنی والدہ کی میراث میں
پایا ہے۔ اور نیلگون آنکھیں اور سڈول ناک مجھ سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے علاوہ
انکی توانائی بہت اچھی ہے۔ کل انکی پیدائش کل بارہواں ہفتہ ختم ہوا ہے۔
مگر وہ دیکھنے میں پانچ مہینے کی معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ دانت نکلنے کے آثار بھی
پائے جاتے ہیں“

اس نام کے علاوہ انکو اہل خاندان دی سے لٹل فلاور دگل بہار کہا کرتے
تھے جن میں خاص خوبصورتی یہ تھی کہ ملکہ ماہ می میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور
وہ مہینا انگشت نام میں خوب آیام بہار کا مہینا ہوتا ہے۔

فصل سوم شہزادی کی رضاعت

شہزادی کی والدہ کو جو محبت اس گل بہار سے تھی۔ اور جس اسطے طریق

پرورش و تربیت سے وہ کام لینا چاہتی تھیں وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ انہوں نے ملکہ کو خاص اپنی چھاتیوں سے دودھ پلایا۔ امیر ادیب اور شہزادیوں کی طرح جبکہ دایوں کے حوالہ کر دینے سے ہی کام نہیں رکھا۔ گوچوں کو دایوں کا دودھ پلانے کا دستور اب عام ہو گیا ہے۔ لیکن ایشیائی شرفاء ہر اور بالخصوص فرمانروا اس طرح بلا تمیز و تفریق دایاں مقرر کرنے کے سخت برخلاف رہے ہیں۔ کہ بس معمولی طریق پر جس عورت کو تندرست اور شیردار پایا اسی کو رکھ لیا۔ بلکہ انکو زیادہ تر اس بات کی تلاش ہوتی رہی ہے کہ دای عالی خاندان۔ نیک بخت اور خوش اخلاق بھی ہو۔ کیونکہ ایک تو وہ دودھ کی تاثیر کے قائل تھے اور اسکے علاوہ دایاں مثل ماؤں کے اور انکے دوسرے لڑکے مثل بہائونے ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس کا ثبوت تاریخ سے بخوبی ملتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا کہ بادشاہوں کی دایوں اور رضاعی بہائیوں نے کیسے کیسے اعلیٰ مراتب میں حاصل کئے تھے۔

چھیک کا شیکا: اگست ۱۹۱۷ء کے اخیر میں جبکہ شہزادی وکٹوریہ کی عمر تین مہینے کی تھی۔ انکو چھیک سے بچلنے کے لئے ٹیکا لگوا یا گیا۔ اور خاندان شاہی سب سے پہلی یہی شہزادی تھیں۔ جن پر یہ عمل کیا گیا تھا۔

دودھ پھرانا: پیدائش سے صرف چھ مہینے تک شہزادی نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے۔ اس کے بعد انکا دودھ بڑھا دیا گیا۔ اور وہ عام دودھ پر لگائی گئیں۔ **دانت نکلنا:** جنوری ۱۹۱۷ء میں جبکہ شہزادی کی عمر سات مہینے کی تھی۔ انکو پہلا دانت نکلا۔ جس کے بعد اسی طرح باقی دانت بھی نکلنے شروع ہو گئے۔ اور چونکہ پوری احتیاط غور و نوش اور حفظ صحت میں کی جاتی تھی۔ اسلئے دانتوں سے کوئی بیماری نہیں ہوئی۔

فصل چہارم

شہزادی کے والدین کے خیالات

ایشیائی ملکوں کے رہنے والے اس امر میں متفق اللفظ اور یک زبان ہیں کہ والدین کی دُعا کا اثر اولاد کے حق میں بڑا موثر ہوتا ہے۔ اور واقعی یہ صحیح بھی ہے۔ سسائینس اور طبابت کے روسے بھی والدین کے خیالات کا بچوں کی زندگی پر جو نمایاں اثر پڑتا ہے۔ اُس سے کسی کو رنج نہ ہو سکتا اور اپنی اولاد کی نسبت جو بُرا یا بھلا جملہ اُنکی زبان و لہجہ سے نکلتا ہے وہ خالی نہیں جاسکتا۔ اس کا بدیہی ثبوت شہزادی و کٹوریہ کی حالت سے ہو سکتا ہے۔ جو حالات اب تک لکھے جا چکے ہیں اُن سے شہزادی کے خاندان شاہی کے ممبر ہونے کا تو بیشک پتہ چلتا ہے۔ مگر کہیں سے یہ نہیں نکلتا۔ کہ اُنکے ملکہ انگلستان ہونے کی بھی کوئی اُمید ہو سکتی تھی۔ اور گو شہزادہ اپنی اولاد کے صاحبِ اقبال و حشم ہونے کا خواہشمند ہوا کرتا ہے۔ مگر کسی حالت میں ایسے شایستہ اور لائق والدین سے (جیسے کہ ملکہ و کٹوریہ کے تھے) یہ اُمید نہیں کیجا سکتی۔ کہ وہ دُور انکار اُمیدیں باندھ بیٹھے ہوں گے۔ لیکن پھر بھی شہزادی کے والدین ایک اندرونی تحریک سے اس مولود مسعود کی نسبت ایسی اُمیدیں رکھتے تھے کہ گویا اُنہوں نے اس کی پیشانی سے خطِ تقدیر کو دیکھ لیا ہے۔ اور بے اختیاری و بے صبری سے اس کے ظہور کی آرزو میں ہیں۔

شہزادی کے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ ”یہ لڑکی ایک دن انگلستان

کی ملکہ بنے گی۔“ یہ بات انہوں نے اپنے بے تکلف دوستوں میں بیسیوں بار کہی چنانچہ ایک دن ایک جلیل القدر پادری صاحب انکے ماں آئے۔ تو انہوں نے اُس سے بھی یہی خیالات ظاہر کر کے اپنی لڑکی کے لئے دُعاے خیر و برکت کی خواہش کی۔ جس پادری صاحب نے گہوارہ کے پاس جا کر صدقِ دل سے دُعا دی۔ کہ ”تیری عمر کے ساتھ عزت و اقبال بھی سترتی ہو۔ اور خُدا کی مہربانی اور اُس کی مخلوق کی محبت تیرے شامل حال ہو“ یہاں پہنچ کر شہزادی کے والد نے آمین کہا۔ اور ساتھ ہی اپنی طرف سے اتنا اور بھی مُستزاد فرمایا کہ ”زمانہ تیرے موافق رہے۔ اور جو مشکلات تیرے والد کو پیش آتی رہی ہر خُدا اُن سے تجھے محفوظ و مصون رکھے کے اپنا مبارک سایہ تیرے سر پر رکھے۔“ شہزادی کی والدہ بھی ایسی ہی دُعا میں اپنی نورِ نظر کے لئے خُدا سے مانگا کرتی تھیں۔ اور کہہ دیا کرتی تھیں۔ کہ ”اُس میری لڑکی کو دیکھو۔ یہ ایک دن انگلستان کی ملکہ ہوگی۔“

فصلِ پنجم

شہزادی و کٹوریا کی یتیمی

شہزادی کے والد کی وفات۔ شہزادی و کٹوریا کو پیدا ہوا بھی سات ہی مہینے ہوئے تھے۔ کہ فلک شُعبدہ باز نے دلِ غِیتی لگا دیا۔ یعنی شہزادی کے والد جو اس تو مولود کا دودھ چُھڑانے کے بعد اپنی چاہتی بیگم سمیت تبدیلِ آبِ ہوا و تر ترقی صحت کے لئے سدِ موتھ Sidmott تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ایک دن وہیں انکی طبیعت بگڑی۔ جس کی ابتدا یوں بیان کی جاتی ہے

کہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۷ء کو سیر و تقریر میں پھرتے چلتے ابرو باد نمودار ہو کر کچھ ترشح ہوئے لگا۔ تو شہزادہ موصوف اپنی معمولی پوشاک میں ہی گہر واپس آتے آتے کسی قدر بھیگ گئے۔ گہر میں نہنچے۔ تو ملاقاتیوں کا مجمع موجود تھا۔ انہیں گیلے کپڑوں سے اُن سے ملاقات کی۔ اور انہیں رخصت کر کے پھر اُسی پوشش میں دلی محبت و اُلفت سے اپنی دیئے لٹل فلاور (شہزادی و کٹوریا) کے ساتھ کھیل میں مصروف ہو گئے۔ اور لڑکی کی بھولی بھالی مگر اقبال صورت دیکھتے دیکھتے اس پوشاک بدلنا بھی یاد نہ رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردی کا غلبہ ہو کر بخار چڑھ آیا اور قلب میں بھی سوزش شروع ہو گئی۔ ہر چند کہ اطلاع ہوتے ہی لندن سے شاہی ڈاکٹر حاضر ہوئے۔ مگر وقت پورا ہو چکا تھا۔ قضا سربراگئی تھی۔ پس

از قضا سرنگیں صغرا فزود روغن بادام خشکی نے نمود

کسی کی پیش رفت نہ گئی۔ اور وہیں مقام سہل سوتھ میں ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء کو ۵۳ برس کی عمر پا کر آپ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی میں رحلت فرمائی۔ جس میں ایک دن سب کو جانا ہے۔ اور کوئی شاہ و گدا اُس سے محفوظ و مصون نہیں ہے۔

شہزادی کے دادا کی وفات۔ جس دن شہزادی و کٹوریا لوٹیا اپنا سر تاج خاوند کھو کر اور سد تموتھ سے بیوہ ہو کر اپنے لندن کے محل نگلٹن میں نہیں وہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۷ء کا دن تھا۔ کوئی اسکے دل سے پوچھتا۔ کہ اُس علیشان محل کو خالی دیکھ کر اسکے قلب پر کیا کیا صدیات نہوئے ہونگے۔ مگر زمانہ اپنے حلوٰ میں ایسے رجحان خیالات کو جگہ نہیں دیا کرنا۔ پس اُس نے ایک اور چرکا دیا۔ یعنی اُسی دن ۲۶ جنوری ۱۹۱۷ء کو ملکہ کے دادا شہنشاہ جارج سوم نے سفر آخرت کیا اور اس طرح ملکہ کی بیوہ والدہ اور یہ نومولود لڑکی سچ فحش یتیم ہو گئی۔ کیونکہ

جارج سوم کی زندگی سے انہیں پھر بھی بہت کچھ ڈھارس بندھ سکتی تھی۔ مگر واقعی یوں ہے۔ کہ شہزادی وکٹوریہ کے بام مراد پر پہنچانے کے لئے ہی زمین شیر سی تھی۔ جو آسمان نے لگائی تھی۔

شہزادی کے تاج کی تخت نشینی۔ شہنشاہ جارج سوم کی وفات پر انکا ٹیڑھا جو ولیعہد سلطنت تھا۔ جب قاعدہ جارج چہارم کے خطاب سے تخت نشین کیا گیا۔ لیکن یہ صاحب کچھ عجیب و غریب عادات کے مجموعہ تھے۔ کانوں کے کچے۔ جنوں کے کچے۔ تخت نشینی سے پہلے ہی ہوائی گھوڑے دوڑانے کے عادی تھے۔ نظر میں بھی قصور تھا۔ اور دماغ میں بھی فتور۔ اپنے باپ کی موجودگی میں تخت نشینی کی آرزو میں خیالی طور پر خود بخود بادشاہ بن جاتے۔ اور خوشی میں آکر کمرؤں میں دوڑیں لگایا کرتے۔ اور خیالی طور پر پرانے پارلیمنٹ کو موقوف اور نئے کو قائم فرما کر مواعی احکامات جاری کرتے۔ بیٹھے بیٹھے خیال ہی خیال میں فوج کا علیمہ ہو رہا ہے۔ اور داد دے رہے ہیں۔ خیر آخر رش ان کی بھی سنی گئی۔ اور یہ بادشاہ کی جگہ تخت انگلستان پر متمکن ہوئے۔ انکو اپنی یتیم بہتیجی کا جس قدر خیال ہو سکتا تھا خود بخود دظاہر ہے۔

فصل ششم

شہزادی کی والدہ کا زمانہ سوگواری

شہزادی کی والدہ کے دل پر ان پہم سرد سے جو اثر ہوا۔ وہ کسی زیادہ تشیخ کا محتاج نہیں۔ انکے خوبصورت اور خوب سیرت خاندان کے کھو جانے اور لائق و ذیجاہ خسر کے تلف ہو جانے کا رنج گونام ممبران خاندان شاہی کو تھا۔ مگر جو اثر انکا

انہیں بیچ سکتا تھا۔ دوسرے اُس سے بچے ہوئے تھے۔ یہ محض بن تہنا تھیں اور گھر انکو کھانے کو دوڑتا تھا۔ اس پر اجنبی ولایت ہونا اور بھی ستم تھا۔ جس طرف نظر جاتی تھی۔ کوئی دل کا محرم اور دوسو زغم خوار نظر نہ آتا تھا۔ لہذا انہوں نے دانشمندی کر کے اپنے بہائی شہزادہ لیو پولڈ کو درجو بلجیم کے فریازوا بھی رہ چکے ہیں، اپنے پاس رہنے کو بلایا۔

جارج سوم کا طرز عمل بالکل روکھا پھیکا تھا۔ وہ اپنے شاہی عیش و نشاط میں مصروف تھا۔ اور ایک دسماندہ بیوہ اویٹیم کی خبر گیری کے لئے انکے مکان پر جانا اور تسلی و تسفی کے الفاظ کہہ کر انکے دردِ دل کو خفیف کرنا اُس سے کب ہو سکتا تھا۔ انہوں نے یہاں تک سرد مہری اختیار کی کہ اپنی بہتیبی کے لئے کوئی وظیفہ بھی مقرر نہ فرمایا علاوہ ازیں اُس وقت کے شاہی دربار کے رجنٹ سٹاک دیکھ کر خود ملک کی والدہ بھی زیادہ خلا ملا سے محظا ہو رہی تھیں۔ شہزادی وکٹوریہ کے دو سر کرنا یا ڈیوک اوف یارک البتہ ان باتوں

کو ہڈا محسوس کرتے تھے۔ اور اپنے آنے جانے سے حتی الوسع اپنی پیاری بہتیبی اور بیوہ بھانج کا درد و غم ہٹانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور قدردانی طور پر چونکہ انکی صورت شہزادہ ایڈورڈ بیٹے اپنی متوفی بیوی سے مشابہت رکھتی تھی اسلئے اُنکے دیکھنے سے شہزاد کی بھی بڑی تسلی ہو جاتی تھی۔ اور وہ انکو دیکھتے ہی

نہایت شوق سے اپنی باہیں بڑھادیتیں اور وہ بھی نہایت پیار سے انہیں جھانکتے رہتے لگا کر کھیلتے رہتے مگر فلک مشعبہ باز کو پھر بھی ناگوار ہوا۔ اور شہزادہ میں جبکہ شہزادی وکٹوریہ کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔ یہ بھی رہ کر اس عالم جاودانی ہو گئے۔ اور اس طرح شہزادی وکٹوریہ کے سر پر سے مہربانی رنگوں کا سا نیغور سالی میں ہی اٹھ گیا۔ گو اس سے قصر مقصود پر چڑھنے کے ذینہ

میں ایک منزل کی آؤر ترقی ہوئی۔ اس کے علاوہ عیمہ آؤر بھی لائق غور ہے کہ ڈیوک آف کینٹ کے مرنے کے باعث انکا وظیفہ تو بند ہی ہو چکا تھا۔ اور اب صرف ڈچس آف کینٹ کا ہی ساٹھ ہزار سالانہ باقی تھا۔ جس میں اس یتیم شہزادی کے لئے کچھ بھی اضافہ نہ کر گیا۔ اور نیز ڈیوک متوفی کا گران پرنس قرضہ باقی تھا۔ جو انکی فیاضی اور شہ نرجی سے واجب الادا چلا آتا تھا۔

شہزادی وکٹوریہ کی والدہ کچھ تو اس وجہ سے کہ ابتدائیں وہ جرمن کی رہنے والی تھیں۔ اور انگلستان والوں کی طرح زبان انگریزی میں پوری طرح ماہر اور قادر الکلام نہ تھیں۔ اور کچھ اپنی گوشہ نشینی اور پرہیزگاری کے تقاضا سے اور پھر زیادہ تر اسلئے کہ ڈیوک کی وفات نے انکے دل پر سخت اثر کیا تھا۔ سوچ رنگ کی مجلسوں اور حتیٰ کہ خاندان شاہی کی تقریبات میں بھی شریک نہ ہوا کرتی تھیں۔ سیر و تفریح کے لئے انکو اپنا بلوغ کافی تھا۔ یا کہیں اور آنا جانا ہوتا تو وہ اپنی چھوٹی بچی کے ساتھ نامعلوم طور پر جاتیں۔ چنانچہ نقل ہے کہ روشنی کا مینا رجب کبھی کھلا کرتا تو وہ شہزادی کو سیر کرانے وہاں لجا یا کرتی تھی۔

اور چونکہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے لباس بیوگی پہنے ہوئے باقی تھیں جس کسی سے بولنے کی ضرورت ہوتی۔ بالکل بے تکلف اور اس وسن اخلاقی سے بولتیں۔ کہ سیکوار کے رتبہ کی نسبت خیال تک نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس حالت میں بھی جب کبھی سیر کر کے واپس آتیں۔ تو ایک ملائی سادہ سن پاپوٹ اس بڑھیا عورت کو مرست فرماتیں۔ جو اس مینار کی محافظ تھی۔ اس پر اس عورت کو تعجب ہوتا تھا۔ آخر ایک دن اس نے انکی بیوگی پر اظہار متعجب کر کے تسلی آمیز کلمات سے دلجوئی کرنی چاہی۔ کہ بیگم اس عمر اور اس صورت میں تمہارا بیوہ ہو جانا سخت ہی لائق غور ہے۔ اور اس نے میرٹ و لبرٹا پس اثر کیا ہے۔

شہزادی کی والدہ نے اس کے جواب میں اس بڑھیا کا شکریہ ادا کیا اور مکان پر سے آکر اس کو بینٹ پونڈ رتین سو روپیہ کا نوٹ ایک چٹھی میں بطور عطیہ روانہ فرمایا۔ جس کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ وہ سوگوار بیڑیوں کو ادون کینٹ کی بیوہ اور دوسرے سیم لڑکی شہزادی و کٹوریہ تھیں۔

فصل ہفتم

شہزادی و کٹوریہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت

شہزادی و کٹوریہ کی والدہ نے جس استقلال و قابلیت اور اہتمام سے شہزاد کی موصوفہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ پرنس آسمارک۔ مسٹر گلیڈسٹون اور لارڈ سائبرری جیسے شہنشاہی مدبر باوجود اس کہن سالی اور تجربہ کاری کے بھی اگر اس خدمت پر مقرر کئے جاتے تو اس سے بہتر نہ کر سکتے۔ باوجودیکہ وہ آسمانی صدقات کا نشانہ بن چکی تھیں اور باوجودیکہ اجنبیت اور تنہائی کے باعث سخت شکستہ دل ہو رہی تھیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے نہایت شوق سے اپنی لڑکی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود اپنے رونا مچہ میں لکھتی ہیں کہ۔

”اپنے عزیز شوہر کے مرنے سے ہم انگلستان میں بالکل بے یار ویا در اور یکہ و تنہا رہ گئے ہیں۔ اور میں تو ابھی اچھی طرح اس ملک کی زبان بھی نہیں بول سکتی۔ اور میرے عزیز۔ رشتہ دار سب چھوٹ گئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اپنے ضروری فرض کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گی۔ جو میری زندگی کی اصلی غرض و غایت ہے۔“

چنانچہ انہوں نے واقعی نہایت ہی عساکرمانہ فلسفہ حق سے اس کام کو
 انجام دیا۔ سب سے اول یہ کہ انہوں نے انکی خوراک پر شک۔ بہو خوری
 صحبت وغیرہ کا نہایت اہتمام سے انتظام کیا۔ گھڑی بہر کو اہیں آنچہ سے
 او جہل نہونے دیتیں۔ حتیٰ کہ دس برس کی عمر تک وہ اپنی عزیز لڑکی کو خاص
 اپنے ساتھ ہی ایک بستر پر سلاتی تھیں۔ انکے کھلونے بھی تھے۔ تو خاص نظر
 سے چنے جاتے تھے۔ اور اٹھنے بیٹھنے کی نگرانی اس طرح کی جاتی تھی۔ کہ گویا وہ
 انکا یقیناً ملکہ انگلستان ہونا جانتی تھیں۔ اور انہیں ایک عالی خیال ملکہ
 کی سی لیاقت و قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

شہزادی ممدوحہ کی والدہ، جس اوف کینٹ نے نہایت گہری نظر سے
 شہزادی کے استاد اور استانیوں کا انتخاب کیا تھا۔ جس میں انہوں نے
 لیاقت کے ساتھ دینداری اور بہترین چال چلن کا سب سے
 زیادہ لحاظ رکھا۔ چنانچہ مردوں میں پادری ڈیوڑ صاحب میر استاد دیا
 یا ہیڈ ماسٹر تھے۔ اور عورتوں میں بیرونس لیزن صاحبہ اتالیقہ تھیں۔ انکے
 علاوہ مسز بروک شہزادی موصوفہ کی انا تھیں۔ جو نہایت ہی نیکدل اور اچھی
 سہیلی کا کام دیتی تھیں۔ عام صحبت اور زیادہ سہیلیوں کی سخت بندش
 رکھتی جاتی تھی۔ اور دینی تعلیم کا یہاں تک خیال تھا۔ کہ جب تک شہزادی کو تو
 خود پڑھنے لکھنے کے قابل نہو گئیں۔ انکی والدہ انکو کتاب مقدس (انجیل) کی
 آیات خود پڑھ کر سنایا کرتی تھیں۔ تاکہ دینی تعلیم سے انکے کان آشنا ہوتے
 رہیں۔ اور گھر کا طور و طریق دیکھنے سے مذہبی جذبہ فطرتی طور پر ان کے
 صفحہ دل پر راسخ ہو جائے۔ اور واقعی یہ وہ اعلیٰ اصول ہے۔ کہ جس سے سوا
 مفاد کے نقصان کا احتمال تک نہیں ہو سکتا۔ اور اسی کا یہ اثر تھا۔ کہ

شہزادی کی والدہ نے اس کے جواب میں اس مہتر صہیا کا شکریہ ادا کیا اور مکان پر سے آکر اس کو بینٹ پونڈ رتین سو روپیہ کا نوٹ ایک چھٹی میں بطور عطیہ روانہ فرمایا۔ جس کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ وہ سو گوار بیو ڈیوک اوف کینٹ کی بیوہ اور وڈ سیس لڑکی شہزادی وکٹوریہ تھیں۔

فصل ہفتم

شہزادی وکٹوریہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت

شہزادی وکٹوریہ کی والدہ نے جس استقلال و قابلیت اور اہتمام سے شہزادی موصوفہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر بابا مبارک نے کہنا پڑتا ہے کہ پرس تبارک مٹر کلید سٹون اور لارڈ سائبرری جیسے شہوت مند تبار و جو داس کہن سالی اور تجربہ کاری کے بھی اگر اس خدمت پر مقرر کئے جاتے تو اس سے بہتر نہ کر سکتے۔ باوجودیکہ وہ آسمانی صدقات کا نشانہ بن چکی تھیں اور باوجودیکہ اجنبیت اور تنہائی کے باعث سخت شکستہ دل ہو رہی تھیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے نہایت شوق سے اپنی لڑکی کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ۔

”اپنے عزیز شوہر کے مرنے سے ہم انگلستان میں بالکل بے یار دیا در اور یکہ و تنہا رہ گئے ہیں۔ اور میں تو ابھی اچھی طرح اس ملک کی زبان بھی نہیں بول سکتی۔ اور میرے عزیز رشتہ دار سب چھوٹ گئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اپنے ضروری فرض کی آدائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گی۔ جو میری زندگی کی اصلی غرض و غایت ہے۔“

چنانچہ انہوں نے واقعی نہایت ہی عساکرمانہ فلسفہ سے اس کام کو
 انجام دیا۔ سب سے اول یہ کہ انہوں نے انکی خوراک پر شک۔ بہو خوری
 صحبت وغیرہ کا نہایت اہتمام سے انتظام کیا۔ گھڑی بہر کو اسیر آئیے سے
 او جہل نہونے دیتیں۔ حتیٰ کہ دس برس کی عمر تک وہ اپنی عزیز لڑکی کو حاضر
 اپنے ساتھ ہی ایک بستر پر سلاتی تھیں۔ انکے کھلونے بھی تھے۔ تو خاص نظر
 سے چنے جاتے تھے۔ اور اُنٹھنے بیٹھنے کی نگرانی اس طرح کی جاتی تھی۔ کہ گویا وہ
 انکا یقیناً ملکہ انگلستان ہونا جانتی تھیں۔ اور انہیں ایک عالی خیال ملکہ
 کی سی لیاقت و قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

شہزادی ممدوحہ کی والدہ ڈچس آف کینٹ نے نہایت گہری نظر سے
 شہزادی کے استاد اور استانیوں کا انتخاب کیا تھا۔ جس میں انہوں نے
 لیاقت کے ساتھ دینداری اور بہترین چال چلن کا سب سے
 زیادہ لحاظ رکھا۔ چنانچہ مردوں میں پادری ڈیوڈ صاحب میر استاد یا
 یا ہیڈ ماسٹر تھے۔ اور عورتوں میں بیرونس لیزن صاحبہ اتالیقہ تھیں۔ انکے
 علاوہ سربروک شہزادی موصوفہ کی انا تھیں۔ جو نہایت ہی نیکدل اور اچھی
 سہیلی کا کام دیتی تھیں۔ عام صحبت اور زیادہ سہیلیوں کی سخت بندش
 رکھتی جاتی تھی۔ اور دینی تعلیم کا یہاں تک خیال تھا۔ کہ جب تک شہزادی کٹورت
 خود پڑھنے لکھنے کے قابل نہ بنیں۔ انکی والدہ انکو کتاب مقدس (بائبل) کی
 آیات خود پڑھ کر سنایا کرتی تھیں۔ تاکہ دینی تعلیم سے انکے کان آشنا ہو
 رہیں۔ اور گھر کا طور و طریق دیکھنے سے مذہبی جذبہ فطرتی طور پر ان کے
 صفحہ دل پر مرسم ہو جائے۔ اور واقعی یہ وہ اعلیٰ اصول ہے۔ کہ جس سے سوائے
 مفاد کے نقصان کا احتمال تک نہیں ہو سکتا۔ اور اسی کا یہ اثر تھا۔ کہ

ملکہ وکٹوریہ مرتے دم تک مذہبی خیالات پر قائم و برقرار رہیں۔ اور ان کا چال چلن منونہ کے طور پر ضرب المثل ہو گیا۔ اسی طرح غذا کی سادگی اور وقت کی پابندی کا بھی اہتمام خاص تھا۔ جس سے انکی صحت اور کاروبار ہمیشہ اعتدال پر رہے۔

تقسیم اوقات۔ کی بچہ حالت تھی۔ کہ صبح دم اٹھ کر حواش ضروریہ سے فراغت پکے کچھ چھوٹا خاندان آٹھ بجے سے پہلے صبح کے ناشتہ کے لئے ایک میز پر جمع ہو جاتا۔ جس میں دودھ کھین۔ روٹی اور میوہ جات چنے جاتے تھے۔ اور پھولوں کے مارسترا دکرنے سے میز کو خوشنمائی اور خوشبوئی کا جامہ پہنایا جاتا تھا۔ جس کے بعد ایک گھنٹہ ہوا خوری کے لئے مقرر تھا۔ ڈچس صاحبہ خود مع اپنی لڑکی اور خاص خادمہ عورتوں اور ایک دم دھندلکار کے (جو عند الضرورت سواری کے لئے خچر یا گھوڑا ساتھ رکھتے تھے) ہوا خوری کو نکلتیں جس میں پیادہ پائی کو ترجیح دی گئی تھی۔ اور جب سواری کی ضرورت ہوتی تو شہزادی وکٹوریا بالعموم اس خچر پر سوار ہوتیں۔ جو ڈیوگ آؤن یارک اسکے چچا نے انکو تحفہ دیا تھا۔ اور جو ایک چھوٹے قر کا نہایت خوبصورت جانور تھا۔ واپسی پر ٹو سے بارہ بجے تک انکی تعلیم ہوا کرتی تھی جس میں خود انکی والدہ کا بھی بہت بڑا حصہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد محل کے خاص کمروں میں شہزادی وکٹوریا کو مسز بروک کے ساتھ کھیلنے کودنے کی اجازت ہوتی۔ جس سے شہزادی محدودہ کو خاص محبت تھی۔ اور ڈیر پولی کہہ کے پکارا کرتی تھیں۔ اس بعد دو بجے پھر ایک میز پر کھانا چنا جاتا۔ اور اس فراغت کے بعد پھر چار بجے تک تعلیم شروع رہتی۔ اور اس سے فارغ ہو کر پھر محل کے باغات میں ہوا خوری ہوتی جس میں قریب ختام ڈچس صاحبہ

خود بھی شریک ہوتیں۔ اور شام کا خوشنما نظارہ بالعموم گھاس کے فرش
نزدین پر بیٹھ کر کیا جاتا۔ واپسی پر شام کا کھانا پھر سارا کنبہ متفقہ طور پر کھا
اور لڑکپوں کو اپنی دایوں کے ساتھ کھیلنے کی رخصت بلجانی جس کے بعد نو بجے
شب کے سب لگ بھگ اپنے پلنگوں پر آ جاتے۔ اور شہزادی موصوفہ کا بستر
دُجس کے پہلو میں بچھا دیا جاتا۔

تعلیم سے صرف نوشت و خواندہ ہی مقصود نہ تھی۔ بلکہ سینا۔ پرونا۔ گانا۔ بجانا
باغبانی اور مصوری سب کچھ اس میں شامل تھا۔ جس کے بعد اگر وکٹوریہ ملکہ
ہو گئیں۔ تو بھی نہایت اعلیٰ طریق پر کام کو سنبھال سکیں۔ اور اگر وہ معمولی
طور پر ہی رہتیں تو بھی ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خاتون گنی جاتیں۔ اور
امی کا بھرتیجہ ہے کہ جوں جوں شہزادی موصوفہ کی عمر بڑھتی جاتی تھی۔ توں
توں انکی نسبت بہتر خیالات ہر ایک دل میں جاگزین ہوتے جاتے تھے۔

شہزادی کا وظیفہ پُرورش۔ دُجس کی عمدہ تعلیم و تربیت اور مستقل
مزاجی کا پہلا اثر یہ ہوا۔ کہ بادشاہ وقت جارج چہارم کو اس طرف خاص توجہ
ہوئی۔ اور شہزادی وکٹوریہ کی جو بھتی سالگرہ پر شہنشاہ نے انکو اپنے دربار
میں دیکھ کر کمال محبت کا اظہار فرمایا۔ اور اسی دانت بہرینی ہونٹ اپنی ایک ہنر
خوبصورت تصویر تحفہ عنایت کی۔ اور شہزادی کو سینے سے لگا کر کہا۔ کہ پیاری
بیٹی! میں تجھ سے پدرانہ سلوک کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد ابھی شہزادی
کی پانچویں سالگرہ ہونے پائی تھی۔ کہ ۲۵ مئی کو شہزادی وکٹوریہ کی پورٹ
کے لئے سلطنت کی طرف سے ساڑھے ہزار روپیہ سالانہ کا ایک وظیفہ مقرر کیا گیا۔
اس کے بعد انکی تعلیم و تربیت میں اور بھی احتیاط ہونے لگی۔ اور چونکہ انکی
طبیعت میں قابلیت کا جو ہر موجود تھا۔ اس لئے وہ بہت جلد ہر علم و فن میں

یکتا ہوتی گئیں۔ اور چھوٹی عمر میں ہی جبکہ عقل و تمیز کا مادہ بہت کم ہوتا ہے ان میں علم بردباری۔ پابندی اوقات۔ اخلاق و مروت۔ سادگی۔ خوش معاملگی۔ کارکنی۔ اور نیکو کاری کی صفات ایسی جمع ہو گئیں کہ گویا نیکو جان ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے ہیں۔ ہر ایک شخص کے ساتھ اس کے حسب حیثیت و مدارج گفتگو کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ بزرگوں کا ادب و لحاظ ملحوظ رکھنا۔ چھوٹوں پر لطف و عنایت کرنا۔ اور بھولیوں کی پاس خاطر کا خیال رکھنا۔ نوکروں اور زیر دستوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔ اپنے جذبات پر قابو پانا۔ اور آمد و خرچ میں قاعدہ اور سلیقہ کا پابند رہنا۔ مستحقین کی امداد کرنا۔ اور مناسب کفایت شعاری سے ہر کام کو سوچنا۔ ان اوصاف میں انکی یہاں تک شہرت ہوئی کہ زمانہ تسلیم کر گیا۔

باغیانی اور آبپاشی کی مہارت سات سال کی عمر میں شہزادی کوٹورا کو بخوبی حاصل ہو گئی تھی۔ اور وہ پھول پتوں اور درختوں کی شناخت اور ان کے بار آور ہونے کے اوقات سے بہت عمدگی سے واقف تھیں۔ اور نہایت شوق سے اپنے باغ کے بعض عزیز پودوں کو اپنے ہاتھ سے پانی دیا کرتیں اور موقع ہوتے خود وسیع کرتی تھیں۔

موسیقی کا تو شہزادی کوٹورا کو ابتدا سے ہی از حد شوق تھا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ انکی والدہ کو بھی اس میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ اور اسی لئے بچہ بہت جلد ترقی کر گئیں۔ اس کے متعلق ایک لطیف بھی قابل تذکرہ ہے۔ کہ شہزادی کوٹورہ آٹھ نو سال کی عمر میں ایک نونوٹ باجا بجا رہی تھیں۔ کہ استاد نے کہا شہزادی! صبر شوق نہ کر۔ کام نہیں چلتا۔ جب تک باجے پر پورا قبضہ نہ کر لو۔ شہزادی نے جیت بلب کو صندوق میں قفل کر کے استاد سے کہا مجھے بتو پورا قبضہ ہو گیا ہے۔

لفاشی اور مصوری۔ میں شہزادی وکٹوریہ نے وہ یدِ طولیٰ حاصل کیا تھا۔ کہ مافی و بہرِ اَد بھی ہوتے تو ان مان جاتے۔ چنانچہ یورپ کے ماہرِ استاد ان فن کا اس پر اتفاق رائے ہے۔ کہ اگر ملکہ جہانباں کو پیدا نہ ہو تو وہ اپنے زمانہ کی ایک بے عدیل نقاشہ اور بے نظیر مصورہ ہوتیں۔ زبانِ دانی کی یہ کیفیت تھی کہ جرمن انکی مادی زبان تھی۔ اور انگریز ورتہ پدری تھا۔ مگر اس کے علاوہ فریخ۔ لیٹن۔ یونانی وغیرہ پر بھی کافی عبور تھا۔ ریاضی :- میں تو یہاں تک فضیلت تھی کہ بڑے بڑے استاد مان گئے۔ چنانچہ سٹر بارنٹ سمپتہ صاحب انکے استاد ریاضی کا قول ہے۔ کہ ملکہ وکٹوریہ ریاضی میں نہ صرف بہترین بلکہ بے نظیر قابلیت رکھتی ہیں۔“

راستبازی :- کا یہ حال تھا کہ ایک دن انکی والدہ نے انکی استانی سے پوچھا کہ آج وکٹوریہ نے ضد کی تھی؟ استانی نے کہا ایک بار۔ مگر شہزادی نے خود کہا کہ استانی جی آپ بھول گئی ہیں۔ دوبار۔

دربارِ داری :- کے قواعد کم عمری میں شہزادی وکٹوریہ کو ایسی معقولیت سے ازبر کرائے گئے تھے۔ کہ شاہی درباروں میں جب کہی وہ بطورِ مہرِ خاندان ہی ہونیکے اپنی والدہ دُچس او ف کینٹ کے ساتھ شامل ہونے کو جاتیں تو انکے دلربا یا نہ طور و طریق اور مودبانہ طرز و اندازِ حضارِ دربار کو خواہ مخواہ بھی اپنی عظمتِ منوادی تھے۔ اور انکا حسنِ اخلاق طبعیتوں کو جذبِ مقناطیسی کی طرح اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ جاتے چہارم اور ولیم چہارم جو دو بادشاہ ان کی تخت نشینی کے زمانہ سے پہلے پہلے انکے وقت میں فرمانروا ہوئے ہیں وہ سب انکی سعادتِ مندی کے قائل و معترف گذرے ہیں۔ اور اُمراءِ دربار میں انکی ایک خاص وقعت ہو گئی تھی۔ جس نے یوماً فیوماً انکی شرکت کو ہر ایک

دربارِ شاہی میں لازمی کر دیا تھا۔

سلیقہ شعاری کی بچہ نوبت تھی۔ کہ ہر چیز کا انداز اور پیمانہ اور ہر خواہش پر حیثیت اور ضرورت کی تمیز ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ شہزادی و کٹوریہ کم عمری میں حسب قاعدہ اپنی انالیۃ بیرونس لیزن صاحبہ کے ساتھ بازار کی سیر کو تشریف لے گئیں۔ اور کچھ گھلوتے خریدنے کے بعد واپس ہونے لگیں۔ تو ایک بکس نظر پڑا۔ جس نے اپنی خوشنمائی سے شہزادی کو اپنی خریداری پر مائل کر لیا۔ جس کی بابت آپ نے سوداگر کو حکم دیا۔ کہ اسے بھی گاڑی میں رکھ دو۔ لیکن اُسی وقت بیرونس لیزن صاحبہ نے آپ سے کہا۔ کہ شہزادی صاحبہ! آپکا جیب خچ ختم ہو گیا ہے۔ اور کوئی ایسی خاص اور اشد ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ جو بکس کے بغیر مل سکے اسلئے آپکو اس خریداری کو اسوقت تک ملتوی کر دینا چاہیے۔ جب تک کہ آپکی جیب میں روپیہ جمع نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے اس عمدہ نصیحت کو سنکر بلا آکراہ و اجبار فی الفور دوکاندار کو حکم دیا۔ کہ ”میں اس وقت اسکو خرید نہیں سکتی۔ اگر تم اس کے کچھ دنوں تک اپنے پاس رکھ سکو تو میں اس کے خریدنے کی کوشش کروں گی“ دوکاندار نے اسی طرح تعمیل حکم کی۔ اور آپ نے چند ہی دنوں میں اپنے جیب خچ کے پس انداز کرنے سے وہ بکس خرید لیا۔ لیکن آپ نے اس نصیحت کو اچھی طرح اور بہت اچھی طرح پتے باندھ لیا۔ کہ ”بغیر گنجائش کے کوئی چیز خریدنی نہ چاہیے“ چنانچہ اس کے بعد آپکے ایام جوانی کا ایک بچہ واقعہ بھی خاص کر کے لائق تذکرہ ہے۔ کہ آپ حسب معمول ایک دن خریداری اشیاء کے لئے اپنی گولڈر کے ساتھ بازار گئیں اور ایک جوہری کی دوکان پر کچھ چیزیں پسند کرنے

لگیں۔ تو ایک اور لیڈی بھی نہایت ططراق اور زرق برق سے آکر داخل
 ہوئیں اور اُس نے گلے میں پہننے کی ایک نہایت عمدہ بیش قیمت زنجیر لپیٹ
 کر کے دام پُوچھا تو دوکاندار نے جو قیمت بتائی اُس کی ادائیگی کی اپنے گنگناش
 نہ پائی۔ لہذا ایک آہ سرد بہر کے اُس نے اُسکو چھوڑ دیا۔ اور ایک دوسری
 کم قیمت زنجیر خرید کر کے گلے میں پہن لی۔ شہزادی وکٹوریہ اُس کی تمام حرکتوں
 کو غور سے دیکھتی رہی تھیں۔ اور جس مایوسی سے اُس نے بیش قیمت زنجیر کو
 چھوڑا تھا اُس کو بھی شہزادی موصوفہ نے خوب مٹا لیا تھا۔ لیکن نہ تو
 ۲۷ اپنے اپنا رتبہ جتایا۔ نہ کوئی اُس کی حرکات پر رائے دی۔ البتہ بعد فراغت
 سوداگر سے اُس کا نام و نشان پُوچھا۔ اور وہ زنجیر خرید کر لی۔ یہاں تک تو
 معمولی بات تھی۔ لیکن گھر پر جا کر آپ نے وہ زنجیر اپنے آدمی کے ہاتھ
 اسی لیڈی کو بھیج دی۔ اور ساتھ ایک خط بھی لکھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ
 ”ہیں! مجھے تمہاری یہ حرکت کہ تم نے باوصف دل سے پسند کرنے کے زنجیر
 کو صرف اپنی بے مقدوری اور اُس کی گرائی قیمت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ نہایت
 پسند ہوئی ہے۔ اور میں اُمید کرتی ہوں کہ آئندہ بھی تم اسی طریق پر عامل
 رہو گی۔ کہ جس چیز کی خریداری کے لئے روپیہ جیب میں موجود نہ ہو۔ قرض نہ لیجائے۔
 اور اس کے ساتھ میں تمہاری پسند کردہ زنجیر اپنی طرف سے نہیں تھکتا بھیج
 ہوں۔“ اس اعلیٰ مثال اور برگزیدہ عمل کا جو نتیجہ اُس شریف لیڈی کے دل پر
 پڑا وہ کسی بیان کا محتاج نہیں۔ کہ اُس نے زنجیر تو گلے میں لٹکائی اور نصیحت کو
 دل میں جگہ دیدی۔ سچ ہے ہزار لکچروں سے بڑھ کر ایک عمل موثر ہوا کرتا ہے۔
 اس کھائیت شعاری اور سجاوٹ کا سبق شہزادہ کو بڑے کراچی والدہ نے اپنے
 باپ کے حالات پر نگاہ کرنے سے دیا تھا۔ جو اپنی فیہ منیوں کے باعث سخت

قرضدار ہو گئے تھے۔ پس انہوں نے ہر چیز کے لئے تحینہ سے کام لیا تھا۔ اور اُس سے تجاویز پسند نہ فرمائی تھیں۔ اور یہی تعلیم انہوں نے اپنی لڑکی کو دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ شائد فیاضی بھی میراثی اور طبعی خاصہ تھا۔ اسلئے وہ بھی برابر جاری رہی۔ لیکن اس میں بھی ضرورت اور مصلحت ضرور مد نظر رہتی تھی۔ اور اُس کا اظہار ایسے ہی مواقعات پر ہوتا تھا جیسکہ ایک اوپر بیان ہوا ہے۔

فصل ہشتم

شہزادی و کٹوریا کا جانتا حادثات بچنا

ابتدائی عمر میں جبکہ شہزادی و کٹوریا ایک یتیم شہزادی تھیں۔ چندانے حادثے بھی پیش آئے جنکی مسموم فلک سوز سے اس نو نہال باغ کامرانی کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ چنانچہ مورخین یورپ ایسے حادثات سے بچ رہنے کے باعث شہزادی و کٹوریا کی زندگی کو طلسمی زندگی کہتے ہیں۔ اور واقعی وہ حادثات ایسے ہی ہیں کہ اُن سے بچ نکلنا سوائے تائیدِ ایزدی اور افضالِ الہی کے سخت مشکل ہے۔ مثلاً۔

پہلا حادثہ سلسلہ کا ہے۔ جبکہ شہزادی و کٹوریا اپنی عمر کا پہلا سال بھی ختم نہ کر چکی تھیں۔ جس کی کیفیت یہ ہے کہ انکی والدہ تبدیل آب و ہوا کے لموضع سے موتھ تشریف لے گئی ہوئی تھیں۔ اور قیامگاہ میں شہزادی و کٹوریا دای کے پاس سو رہی تھیں۔ کہ ایک پیفکرا لڑکا جو گھر سے بندوق لیکر ادھر ادھر باد و ہوائی گوبیاں چلا رہا تھا۔ اُس کی ایک گولی خاص اسی کمرے کی کھڑکی

توڑ کر جس میں خورد سال شہزادی دکنوڑیا سو رہی تھیں، میں کرتی ہوئی انکے
 سکرپاس سے گزر گئی۔ اور صرف بال بھر فرق رہ جانے سے انکی جان بچ گئی۔
 دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۲۲ء میں جبکہ وہ ایک گھوڑا گاڑی پر بیٹھی ہوئی
 جا رہی تھیں کہ چانک زمین پر گر گئیں۔ اور قریب تھا کہ گاڑی کا پہیہ انپر سے
 گزر جائے۔ لیکن ایک چابکدست اور پیرتیلے سپاہی سمسے بان ملونی نے انکو
 اس خطرناک مقام سے کھسکا لیا۔ اور اس طرح انکی جانبری ہو گئی۔
 تیسرا یہ کہ بارہ برس کی عمر میں وہ ایک کوہستان پر سیر کرتی ہوئیں ایک ایسے
 ڈھلوان مقام پر پہنچ گئیں جہاں سے چکر نکل آنا محالات سے تھا۔ مگر ایک بے بردست
 کسان نے آپکو دیکھتے ہی دوڑ کر اس مقام پر سے آہنگی کے ساتھ کھینچ لیا اور
 جان بچ گئی۔

جو تھا یہ کہ ایک دفعہ آپ اپنی والدہ ڈچس اوف کینٹ کے ساتھ ایل آف وٹسٹ
 نامی جہاز پر جا رہی تھیں۔ کہ کادسیندر پر پہنچتے پہنچتے ایک طوفان باد و باران
 آگھیرا۔ رعد کی کرک اور بجلی کی چمک کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو خیرہ کرنے لگی
 اتنے میں جہاز کا مستول بھی ٹوٹ گیا۔ اور مرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ مگر
 مزید کم گم پہنچنے سے عین وقت پر خلاصی ہو گئی۔ اور پھر مطلع بھی صاف ہو گیا
 لیکن یہ بات اس میں آؤر بھی قابلِ تحریر ہے کہ باوصف اس قدر تامل امواج
 اور طوفانِ عظیم کے شہزادی دکنوڑیا تمام عرصہ میں بالکل متغیر نہیں ہوئیں۔ اور
 نہایت استقلال سے تماشہ دیکھتی رہیں۔

انکے علاوہ کئی دفعہ بیماری کے خطرناک ہو جانے سے بھی سخت تشویشیں پیش
 آتی تھیں۔ مگر ایک دفعہ ہی بچھت ہونے پر انکی صحت ترقی کرتی رہی۔ ایسی بیماریوں
 میں ۱۸۲۹ء کی بیماری سخت تشویشناک تھی۔ جبکہ شہزادی محدودہ کی پندرہویں

ساگرہ کی طیاریاں تھیں۔ اور آپ سفر سے واپس تشریف لایں تھیں۔ اُس وقت
انکی کمزوری اور ضعیف حال سخت بڑھ گیا تھا۔ اور اعزہ کے صدمات سے اس کو
اور بھی تقویت ملی تھی۔ مگر خدا نے فضل کر لیا۔ اور اس نیک خاتون کو تریستہ^{۳۳}
برس تک داؤد کامرانی دینے کے لئے بچا لیا۔

فصل نہم

شہزادی و کٹوریا کی مچلتے کاری اور پہلی کارگزاری

تعلیم و تعلم کے علاوہ شہزادی موصوفہ کی والدہ دُجیس ادن کینٹ انکو میسر
کے فوائد سے بھی بخوبی آشا کرتی جاتی تھیں۔ چنانچہ شہزادی ممدوحہ نے پہلا سفر
نہایت کم عمری میں اپنی والدہ کے ساتھ ملکِ بحرِ منی کا کیا۔ جہاں انکے نہنیاں کا
گھر تھا۔ اور پھر ۱۳۲۷ء میں انگلستان کا ایک لمبا سفر اختیار کر کے تمام ملک کو
دیکھ ڈالا۔ جس سے وہ ۲۰۔ اگست ۱۳۲۷ء کو واپس ہوئیں۔ اور اس طرح انکی والدہ نے
ملکی حالات۔ اور معاشرت و تمدن کے کئی وسیع میدان انکی نظر سے گذر دیئے
اور نیز اس سے پہلے بازاریں آنے جلنے اور عند الضرورت اشیاء ضروریہ کی
خرید و فروخت اور پسند و ناپسند کرنے سے جو تجربہ انسانی طبائع کا شہزادی کو پورا
کو ہو گیا تھا۔ وہ بھی کچھ کم نہ تھا۔

شہزادی موصوفہ کی پہلی عام گزاری یہ خیال کی جاتی ہے کہ وہ ۱۳۲۷ء میں
اپنی والدہ کے ساتھ شاہی گاڑی میں سواری ہو کر عدالتِ العالیہ میں تشریف لگئیں
اور اس کے علاوہ ۱۳۲۷ء میں جبکہ آپکی عمر پندرہ سال کی تھی آپنے ۸۹ ویں
پلٹن کو مقامِ پنے موٹھ میں اپنے ماٹھ سے فوجی نشانِ تقسیم فرمٹے۔ اور ان

دونوں مواقعات پر لوگوں میں ہرے درجہ کی خوشی منائی گئی۔ کیونکہ اسوقت شہزادی وکٹوریہ کے تخت نشین ہونے کی اُمیدیں بندھ گئی تھیں۔ اور اپنے مستقبل حکمران کی کارروائیاں لوگوں میں اعزاز و احترام حاصل کر رہی تھیں۔

فصل دہم

شہزادی وکٹوریہ کی بلوغت

شہزادی وکٹوریہ اپنی جسمانی صحت اور ذہنی طاقت کے باعث یوں تو ابتدائی عمر سے بالغ شمار ہونے کے قابل تھیں۔ کیونکہ بزرگی بعقل است نہ بہ سال۔ لیکن قانونی طور پر وہ ۲۴ برس تک کو بالغ قرار دی گئیں۔ اور ۲۳ ستمبر ۱۸۴۱ء کو ایک سال و ۲۴ روز والا بچہ لیکر نئے مبارکبادی سنائے کو سرکاری طور پر علی الصبح آپ کے محل کنگٹن میں حاضر ہوئے۔ اس دن شہزادی کی اٹھارویں سالگرہ تھی۔ جس کا خاص یہ نہایت اہتمام کیا گیا تھا۔ اور نیز چونکہ اس وقت ولیم چہارم کے بعد بلا اختلاف شہزادی وکٹوریہ ہی انگلستان کی مستقبل حکمران تسلیم کی جاتی تھیں۔ اسلئے سلطنت کی طرف سے بھی ایک شاہانہ دعوت اس تقریب سعید میں دی گئی جس میں ہوا بادشاہ اور بادشاہ بیکیم کے (جو برب بیماری کے شرکت سے معذور رہے تھے) تمام اکابران قوم اور اعیان سلطنت حاضر و موجود تھے۔ اس موقع پر ایک عجیب و غریب پیاٹو فورٹ باجی قیدی سوا چار ہزار روپیہ بادشاہ کی طرف سے شہزادی کو تحفہ پیش کیا گیا۔ اور اس تقریب سعید میں اس دن عام تعطیل منائی گئی جیسی کہ بالیمینٹ بھی اس دن کے لئے بند کیا گیا۔ یہ شاہی دعوت رات کو محل سینٹ جیمس میں نہایت تکلف سے دی گئی تھی۔ اور خود شہزادی وکٹوریہ کو اس کا

صدرِ نشین بنایا گیا تھا۔ اور شہزادی و کٹوریہ کے لئے بھی اپنی ٹہریں یہی پہلایا
تھا کہ وہ اپنی ماں سے بالاتر ایک عالیشان شہری چوکی پر بٹھائی گئی تھیں۔ اس
شرفائے ملک اور عائدینِ سلطنت اور لارڈ میر کی جانب سے نہایت خلوص اور
مودبانہ سپاسنامے انکی اور انکی والدہ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ جن کے
جواب میں انکی والدہ نے نہایت معقولیت اور موزونیت سے ایک مختصر تقریر
کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ۔

”صاحبو! میں ان خالص اور مخلص سپاسناموں کے لئے آپکی تہ دل سے
شکر گزار ہوں۔ اور جو نیالائے ان میں آپ نے شہزادی و کٹوریہ اور میری
نسبت ظاہر کئے ہیں۔ انکی بابت بھی دلی شکر یہ پیش کرتی ہوں۔ آپکو بخوبی یاد
ہوگا۔ کہ میں نے اپنے مصائب و آلام کے باعث سلطنتی تعلقات سے پچھلے ایام
میں بالکل بے تعلقی اختیار کر رکھی تھی۔ مگر میں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے اس
اعلیٰ ترین فرض کی ادائیگی سے غافل نہیں ہوئی۔ جو شہزادی و کٹوریہ کے
ایک قابل ترین شہزادی بنانے کے متعلق میرے ذمہ تھا۔ میں نے انکو بخوبی
سمجھا دیا ہے۔ کہ فرائضِ سلطنت کیسے نادرک اور اہم ہوا کرتے ہیں۔ اور ان میں
کس قدر احتیاط لازم ہے جس میں کوتاہی و غفلت بالکل سببِ قاتل ہیں۔ اور اب
بقول آپکے وہ زمانہ قریب ہے۔ جبکہ وہ ایسے امورِ خیر میں لائق اور مستعد اور
ہر دلعزیز ثابت ہونگی۔ انکو ہر درجہ کے لوگوں سے ملنے جلنے کے بعد بخوبی معلوم
ہو چکا ہے۔ کہ جس قدر دینداری۔ علم اور آندادی ملک میں پھیلتی جائیگی۔ اُس قدر
ملک میں محنتی جفاکش منتظم اور دولتمند لوگ پیدا ہوں گے۔ اور اسی قدر
ملک کی بہتری اور سرسبزی عمل میں آئے گی۔ اور غالباً شہزادی و کٹوریہ نسبت
سلطنتی اختیارات رکھنے کے عام لوگوں کے خیالات کے موافق کام کرنے اور

آزاد خیالی اور شاہی اختیارات کے کسی حد و پیمان تک محدود ہونے کو زیادہ پسند کریں گی۔“

ایسے خیالات نے اُڈر بھی اپنی آئندہ ملکہ کو ہر دغیریز کر دیا تھا۔ اور خدا کی قدرت اس تقریر کے صرف ایک ہی مہینہ بعد قضا و قدر نے تاج شاہی شہزادی و کٹوریہ کے سر پر رکھ دیا۔

غرض کہ شہزادی و کٹوریہ نے سن بلوغ تک پُنتے پُنتے اپنی والدہ کی بہترین تعلیم و تربیت کے باعث ملک میں کافی اعتبار اور اعتماد پیدا کر لیا تھا۔ اور عام و خاص لوگ باوصف انکے دو چھاؤں کی موجودگی کے انکو زیادہ محبت اور شوق سے سخت نشین ہونیکے قابل سمجھتے تھے۔ اور یہ وہ اثر ہے۔ کہ جو بہت ہی کم لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اور بالخصوص شہزادی و کٹوریہ کی بیٹی دیکھتے ہوئے۔ تو اس کو ایک قدرت الہی کا کرشمہ سمجھنا چاہیے۔ بہر حال اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ بہتر تعلیم و تربیت کا اثر کس قدر انسان کی کامیابی اور ہر دغیریز کا باعث ہوا کرتا ہے۔ اور اس میں جہان تک ممکن ہو سکے اچھے والدین کو ایسی ہی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسی کہ شہزادی موصوفہ کی والدہ نے اس یتیم بچہ کی تعلیم اور تربیت میں کی۔

باب دوم

ملکہ وکٹوریا کی تخت نشینی

فصل اول

تاریخ انگلستان پر ایک سری نظر

تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگلستان جب کی شہرت اور ناموری اُس وقت چاروانگ عالم میں اپنا ڈنک بجوار ہی ہو پہلے مہربانیکاکہلاتھا۔ (چنانچہ اب تک برطانیہ شہور ہے) اور آج سے دو ہزار برس پہلے ایک ایسا وحشی ملک تھا کہ جس پر تہذیب و تمدن کا سایہ تک نہ پڑتا تھا۔ اور عموماً بت پرستی کا رواج تھا جس میں انسانی قربانی بھی شامل تھی اور وہاں کے باشندے اکثر تو مادرِ زاد نگ رہتے تھے۔ مگر سردی سے بچنے کے لئے جسم کو پتوں یا جانوروں کی کھالوں سے ڈھانپنا جانتے تھے۔ ان عالیشان مکانوں کی جگہ جو آج ہفت اقلیم پر سر بلند ہو رہے ہیں۔ اس ملک کے باشندے جنگل اور پہاڑوں کی کھوٹ اور درختوں کی خوبوں میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اور شکار کے گوشت سے اکثر گزارہ ہوتا تھا۔ چنانچہ سب سے اول قیصر جولیس نے جب سترہویں اس ملک پر چڑھائی کی تو اس کی یہی حالت تھی۔ اور ایسی حالت میں سوائے شکست کھانے کے اس کے باشندوں کا چارہ بھی کیا تھا۔ لیکن پھر بھی

انہوں نے نہایت جدوجہد سے افواج شاہی کا مقابلہ کیا۔ اور قیصر جو لیس کو
 معلوم ہو گیا کہ یہ ناتربیت یافتہ قوم بھی آسانی سے زیر نہیں ہو سکتی۔ مگر آخر
 قیصر کی فتح ہوئی۔ اور اس نے یہاں رومیوں کا تھکن پہلانا شروع کیا۔ مندر بھی
 دھما دیئے گئے۔ اور دین سچی کی اشاعت شروع کی گئی۔ کیونکہ جو تیس خودی
 مذہب رکھتا تھا غرضکہ جزیرہ برٹانیکا پر رومیوں کا پریرہ اڑنے لگا۔ لیکن
 ابھی وہ اس کے دو حصوں کا ٹنڈو وغیرہ پر قابض ہونے نہ پائے تھے کہ شہنشاہ
 نیوریس کے وقت میں جب اہل اسلام نے روم پر حملے شروع کئے۔ تو رومیوں
 نے اپنی افواج برٹانیکا سے واپس بلالیں۔ اور اس داپی کو غنیمت سمجھ کر شہنشاہ
 والوں نے اس پر حملے شروع کر دیئے جسے تنگ ہو کر باشندگان برٹانیکا نے
 سکس قوم کی اعانت چاہی۔ جو جرمنی کے رہنے والی تھی۔ چنانچہ اس قوم کے
 فرقہ انگل نے برٹانیکا والوں کی امداد تو کی۔ مگر خود میں رہ گئے۔ اور اپنی قوت
 و جمعیت کے باعث وہی قوم حکمران تسلیم ہوئی۔ اور اسی لحاظ سے اسکو انگلینڈ
 کہنے لگے۔ کیونکہ لینڈ کے معنی انگریزی میں زمین کے ہیں۔ یعنی قوم انگل کی زمین
 اس قوم انگل کے سات سرداروں نے اپنی اپنی جدا جدا ریاستیں قائم کر لیں
 جو کچھ عرصہ تک اپنی اپنی جگہ حکمران رہیں۔ لیکن دن بدن زمانہ کی ضروریات
 اور وقتی تغیرات نے ایک بادشاہ کی ضرورت کو تسلیم کر لیا۔ تو سب سے پہلے
 نامی انگلینڈ کا سب سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا۔ چونکہ یہ بارہ فرانس کے
 شہنشاہ شارلمین کا تربیت یافتہ تھا۔ اسلئے اس نے عمرگی سے اپنا وقت گزارا
 اور ملک کو اٹالیاں ڈنمارک کے حملوں سے بخوبی بچاتا رہا۔ اس کے بعد ۳۸۰ میں
 اٹھل ڈلف نامی بادشاہ ہوا۔ اس کے وقت میں ڈنمارک والوں نے ایک چھوٹے
 سے جزیرہ ٹینٹ نامی پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کے انتظام سے زیادہ جرأت نہ ہو سکی

یہ شخص اپنے دیرک بڑا پابند تھا۔ شہداء میں اس کے مرنے پر اس کے بیٹے اٹھل بلد اور اٹھل برٹ حکمراں ہوئے۔ مگر انتظام و سنبھل سکا۔ آخر شہداء میں انکو مرنے پر انکا تیسرا بھائی اٹھل رڈ تخت نشین ہوا۔ اس کے وقت میں بھی بدستور ڈنمارک والوں کے حملے جاری تھے۔ اور اگرچہ اٹھل رڈ بڑا جری تھا۔ مگر انکم کی جنگ میں شدید زخمی ہونے سے جانبر نہ ہو سکا۔ اور شہداء میں اس کا بیٹا الفرد اعظم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اس نے ڈنمارک والوں کے چہین حملوں کا نہایت خوش تدبیری اور شجاعت سے مقابلہ کیا۔ جس کے بعد انہیں مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ اسی بادشاہ کی وقت میں اکسفورڈ کا دارالعلوم قائم ہوا۔ جو اس وقت دنیا بھر میں بے عدیل ہے۔ پچائیت کا طریقہ بھی اسکی وقت میں جاری ہوا۔ اور انگلستان میں سب سے پہلے اینٹ کے محلات بھی اسی نے بنوائے۔ آخر شہداء میں اس کا بیٹا ٹمر لبریز ہوا۔ تو ایڈورڈ اول اور اس کے بعد اٹھل آسٹن۔ اور بعد از ان ایڈمنڈ اول۔ اور ہچراڈ ورڈ دوم۔ اور پھر شاہ ایڈدی۔ اور شاہ ایڈگار۔ اور ایڈورڈ سوم کے بعد دیگرے تخت نشین ہوتے رہے۔ اور پھر اٹھل رڈ دوم کے زمانہ میں قوم ڈین نے انگلینڈ کو ستانا شروع کر دیا۔ پہلے تو اس نے کچھ دے دلاکر ملا۔ لیکن جب اسی چپکے کی وجہ سے انہوں نے پھر حملے شروع کئے۔ تو اس نے تنگ آکر حکم دیا کہ جس جگہ قوم ڈین کا کوئی متعزز پایا جائے ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح اس پر عمل ہوا۔ جس سے شاہ ڈنمارک کو سخت اشتعال پیدا ہوا۔ اور وہ اپنی جرات و فوج سے بلغار کرنا ہوا۔ انگلینڈ پر چڑھ آیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھل رڈ دوم تو تاب مقابلہ نہ لاکر ہلاک گیا۔ اور شہداء میں ٹوموچکن ڈین شاہ ڈنمارک تخت انگلینڈ پر قابض ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد پھر کچھ اتہری رہی۔ مگر آخر شہداء میں اس کا بیٹا فانوت نام کُل ملک کا بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد شہداء میں اس کا بیٹا

ہر لڑاؤل حکمران ہوا۔ اور اس کے مرنے پر اس کا بہائی مار ڈی قتلوت
 ڈنمارک سے ہلا کر بادشاہ بنایا گیا۔ لیکن چونکہ اس سے لوگ خوش نہ تھے۔ لہذا
 اٹھلے رڈ دوم کے بیٹے کو تخت دیا گیا۔ مگر یہ سب بہت جلد تمام ہوئے گئے۔ اور
 سلسلہ میں ایڈورڈ سوم تخت نشین ہوا۔ اس نے ڈنمارک اور انگلینڈ والوں
 میں رابطہ اتحاد بڑھانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ایک امیر زادہ ہر لڈ
 نامی نے سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور اے لیاں دربار نے بھی اس کو مستحق اور لائق سمجھ کر
 سلسلہ میں تخت نشین کر دیا۔ اس کے بیٹھے ہی ولیم ڈیوک نارمنڈی نے جو
 ایڈورڈ سوم کا چچا زاد بہائی تھا، نہایت زور کا حملہ انگلینڈ پر کیا۔ اور اگرچہ ہر لڈ
 اس میں بڑی پامردی سے لڑتا رہا۔ مگر دشمن کی فوج کا ایک تیر خود اس کے سر کو
 چھید کر خیال حکمرانی کے ساتھ روح کو بھی نکال لے گیا۔ اور ڈیوک نارمنڈی ولیم
 فتح مند کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اور جب سلسلہ میں اس نے وفات پائی تو
 اس کا بیٹا ولیم روفس تخت نشین ہوا۔ مگر سلسلہ میں جبکہ بھیم اپنے مصاحب
 کے سیر و شکار کرتا تھا۔ تو کسی اپنے ہی مصاحب کا تیر نادانستہ اس کے سینہ کو
 چھید کر کے اس کو بار سلطنت سے سبکدوش کر گیا۔ جس کے بعد اس کا چھوٹا
 بھائی ہنری تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس نے سلطنت کے خیال سے
 اپنے بہائی کو قید کر دیا تھا۔ مگر چاہ کن راجہ درپیش اس کا بیٹا خود اس کی
 زندگی میں مر گیا تھا۔ سلسلہ میں جب اس کا انتقال ہوا۔ تو امرادھیان نے
 اسکی بیٹی مسئلہ کو تخت نشین کیا۔ مگر بہری کا بہانہ سمیٹوں یہ خبر سن کر
 فوراً چڑھ دوڑا۔ اور زبردستی سے تخت نشین ہو گیا۔ مسئلہ بہاگ گئی لیکن جب
 سمیٹوں سے کام نہ چل سکا۔ تو مسئلہ بھر آ موجود ہوئی۔ اور سمیٹوں کو معزول
 کر دیا۔ لیکن خود بھی ملک سنبھال نہ سکی۔ لہذا پھر وہی سمیٹوں بادشاہ ہوا۔

اور بٹلر کے لڑکے ہنر سی نے سلطنت کا دعویٰ کیا۔ سٹیون بھی چونکہ کچھ
 زور آور نہ تھا۔ اُس نے اس بات پر صلح کر لی کہ میرے بعد تم ہی تخت نشین
 ہو گے۔ چنانچہ لڑکے اے میں سٹیون کے مرنے پر ہنر سی دوم تخت نشین ہوا۔
 اور اس نے آئین و عدالت کا بخوبی رواج دیا۔ اس کے بعد لڑکے میں اس کا
 بیٹا رچرڈ سریر آرا ہوا۔ یہ بڑا دلیر اور شیر دل تھا۔ جنگ جلد سے اسے
 خاص دلچسپی تھی۔ اسی واسطے تاریخ میں اس کا نام رچرڈ شیر دل لکھا جاتا ہے
 جب سلطان صلاح الدین کے مقابلہ میں یہ بیت المقدس پر اپنی کثیر تعداد
 فوج لیکر گیا۔ تو مصار کی سختی اور گزشتہ مصائب سے تنگ ہو کر تنہا دہلی
 کی ٹہرائی۔ بد نصیبی سے اکیلے جاتے ہوئے اسٹریبا کے نواب کے ہاتھ لگا۔ اور
 اس نے گرفتار کر لیا۔ اور اس پر غضب بھرا کہ اُس لالچی نے شہنشاہ ہرمزن سے
 کچھ روپیہ لیکر اس کو اُس کے ہاتھ بچھڑایا۔ جس نے اسے بیڑیاں ڈاکا قید کر دیں
 اہل ملک کو اس واقعہ کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ صرف گم شدگی مشہور تھی۔ اسی بنا پر
 چند آدمی اس کی تلاش میں جا بھاگئے۔ راستے جنگ لوانڈی میں بھی خاص کیا
 تھی۔ اتفاقاً اس کا ایک متلاشی قیدی گتہ بھانا ہوا اُس قادمہ کے نیچے سے گذرا
 جس میں چھ قیدی تھے۔ تو رچرڈ مطالب سمجھ گیا۔ اور خود بھی جنگ لیکر وہی گتہ
 سبانی شرف کی۔ جس سے اُس متلاشی کو یقین ہو گیا کہ بادشاہ یہیں قید ہے۔
 پس اس نے اپنی ماہک میں خبر کی۔ تو انگریزوں نے نہ کثیر دیکر شیر دل رچرڈ کو
 اُس قیدی گراں سے چھڑایا۔ اور نہایت مسرت سے لیکر بدستور سلطنت پہنچایا۔
 مسلمانوں کے ساتھ اسی رچرڈ کی معرکہ آرائیاں اکثر ہوئی ہیں۔ خیر آخر ش کسی
 جنگ میں اس کے شانہ پر تیر لگ گیا تھا۔ جس سے یہ جانبہ زہر سکا۔ اور ۹۹ء
 میں اس کی جگہ اس کا چھوٹا بھائی جہان بادشاہ ہوا۔ یہ شخص بڑا ظالم تھا۔

جب اس نے رعایا کو سخت تنگ کیا۔ تو ملک نے بغاوت کر دی۔ اور جب کوئی مفرظ نہ آیا۔ تو اس نے رعایا کے حسبِ خواہ ایک سند لکھ کر اپنی جان چھڑالی۔ پھر سندھ اجون شاہ کو لکھی گئی تھی۔ اور اب تک انگلستان کے عجائب گاہ میں موجود ہے۔ اور یہی سند آزادی حقوق کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ شاہ نے اس کے مرنے پر اس کا ولیعہد مہر می سوم کے نام سے تخت نشین ہوا مگر یہ بھی باپ کا نمونہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈیوک آف یسٹر نے پہلے خفیہ اور پھر علانیہ طور پر ایک مجلس قائم کی۔ جس میں سوائے امرا اور پارلیو کے ہر محلہ کے دود و معززین باری باری سے بلوا کر انتظامِ ملک پر مشورہ ہوتا تھا۔ اور یہی مجلس پارلیمنٹ کے نام سے موسوم ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے اقتدار میں بہت کم فرق آگیا۔ اور آج تک اصلاحاتِ مناسب کے ساتھ وہی مجلس قائم ہے۔ اس نے مرنے کے بعد شاہ میں ایڈورڈ اول سربراہ آرائے سلطنت ہوا۔ ایڈورڈ اول کو اس واسطے کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ساتھ حکومت کرنے والا یہی پہلا ایڈورڈ تھا۔ اس نے پارلیمنٹ کو اور بھی زیادہ اختیارات دیدیئے تھے۔ جس کا ثبوت یہاں نفع یہ تھا۔ کہ ملکی سازشوں کی طرف سے بالکل بے فکری تھی۔ اور یہ خود سرزمینِ کینعان وغیرہ میں بڑی نمایاں فحشیاں کیا کرتا تھا۔ اس نے ویلر انگلینڈ کا مغربی علاقہ فتح کیا۔ اور سکاٹلینڈ کے بادشاہ کو شاہ میں پابجولان لندن میں لا کر چند عرصہ قید رکھنے کے بعد قتل کر دیا۔ اور پھر خود بھی شاہ میں پہلوانِ اجل سے پھر کر سخت سلطنت ایڈورڈ دوم کے لئے چھوڑ گیا۔ جو بیچارہ بڑا ہی بد نصیب اور کم بخت تھا۔ کہ ایک تو اس کے عہد میں سکاٹلینڈ کا بہت سا حصہ انگلینڈ سے نکل گیا۔ اور دوسرا خود اس کی تیمار کے خلاف سازش کر کے

اسے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بیٹے ایڈورڈ سوم کو برائے نام تخت نشین کر کے خود حکومت کرنے لگی۔ اور پھر اس پر بھی بس نہ کی۔ بلکہ قید میں ہی بیٹے میں ایک سینک کی نلی اُس کی مقعد پر چڑھا کر اُس کے ذریعہ سے ایک گرم آہنی سیخ اُس کے پیٹ میں پہنچا کر مار ڈالا۔ بجیم نے تو سوچا ہو گا۔ کہ اس سلطنت کی مالک بلا شرکت بیش ہی رہوں گی۔ مگر ایڈورڈ سوم نے بمشورہ پارلیمنٹ تین ہزار روپیہ ماہوار پیش کر کے والدہ کو قید کر دیا۔ جس میں ۲۵ سال تک رہنے کے بعد اس نے انتقال کیا۔ اس کے وقت میں سکاٹلنڈ چھریا ہوا۔ اور اس کے بیٹے جان نے بادشاہ فرانس کو بھی اچھی طرح زیر کر لیا تھا۔ مگر وہ خود موت سے بچ سکا۔ اور اسی غم سے ایڈورڈ سوم بھی اپنے بیٹے کے ایک برس بعد انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا رچرڈ دوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ مگر یہ شخص بھی حیلہ باز تھا۔ کئی مواقعات پر اس نے بیش قرار رعائتیں رعایا کو لکھ دیں اور کام نکلنے پر صاف مگر گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا کے میلان سے اس کا بھائی ڈیوک آف لنکاسٹر اس کا تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اس کے وقت میں بھی بغاوت تو ہوئی۔ مگر فسر ہو گئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ہنری پنجم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ اس نے فرانس پر فوج کشی کی۔ اور آخر الامر اس امر منسلح ہوئی۔ کہ شاہ فرانس کی لڑکی ہنری پنجم سے بیاہی جائے۔ اور ہنری پنجم ہی دلی عہد فرانس قرار دیا جائے۔ مگر جب دونوں ملکوں کے تاج و تخت کا یہی اکیلا وارث بنا تو موت آگئی۔ اور اس کا ایک نو ماہ لڑکا ہنری ششم کے نام سے تخت پر بٹھا کر بیٹہ فورڈ ایک فرزانہ شخص مختار مل گیا۔ مگر ڈیوک آف یارک نے چڑائی کر دی اور بعد بہت سی فح و شکست کے آخر ہنری ششم کو قتل اور اُس کی والدہ کو

قید کر کے وہی محکماً ہوا۔ جس کے آخر میں بیگم کو تو فرانس والوں نے زکریا
 دیکر چھڑا لیا اور تخت انگلینڈ اسی کے قبضہ میں رہا۔ مگر یہ بھی سخت ظالم تھا۔
 اور حسین ہونے کے باعث نانی بھی بڑا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ پہلے اس
 اس کا انتقال ہوا۔ تو اس کا دو آزدہ سالہ لڑکا ایڈورڈ پنجم کے نام سے
 تخت پر بٹھایا گیا۔ اور ڈیوک آف کلاسٹر جو اس کا چچا تھا۔ نائب السلطنت مقرر
 ہوا۔ لیکن اس نے موقع پا کر دونوں بھائیوں کا کلا گھونٹ کر خود بادشاہت
 حاصل کر لی۔ اور رچرڈ سوم سے مخاطب ہوا۔ مگر جب اس کی اس بد شکاری
 اور ظلم و ستم کی فراتس میں خبر پہنچی تو شاہ فرانس نے نارمن کے نواب کو مدد دیکر
 انگلستان پہنچا۔ جس نے اس ظالم کو قتل کر کے ہنری ہفتم کے نام سے پہلے
 میں تخت سلطنت سنبھال لیا۔ اس نے ایڈورڈ چہارم کی بیٹی ایلنہ زبجہ سے
 شادی کر کے نفاق خاندانی کو دفع کر دیا۔ اور اپن رہنے کے باعث اس کے عہد میں
 انگلینڈ کے فیشن نے بھی خوب ترقی کی۔ رونسترو میں اس کے مرنے پر اس کا بیٹا
 ہنری ہشتم تخت پر بیٹھا۔ جس کے ظلم و ستم کی داستانیں سب ظالموں کے
 کارناموں پر پانی پیر گئیں۔ اس نے اپنے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھنے
 والوں کو ایسی جا برباد و ظالمانہ اور وحشیانہ سزائیں دی ہیں کہ پناہ بخدا۔ سرکڑوڑنا
 تو خیر زندہ جلا دینا۔ گرم پانی میں جوش دلوادینا۔ معمولی باتیں تھیں۔ عبادت خانے
 منہدم۔ مدرسے موقوف۔ گرجے مسمار۔ شفا خانے لفظ۔ اس کے عہد میں جو عبادت
 اور گرجے وغیرہ بند ہوئے ان کی تعداد مورخین نے یہ لکھی ہے۔ معتبر ۶۴۷ء مدار
 ۹۰۔ گرجے ۷۳۷۔ شفا خانے ایک سو۔ آخرش یہ بھی نہ رہے۔ اور ۱۱۷۷ء میں سکا
 بیٹا ایڈورڈ ششم تخت نشین ہوا۔ جس نے پریسٹنٹ مذہب کا رواج دیا۔
 اور امور سلطنت میں کافی اصلاح کی۔ لیکن بعد ۱۱۷۷ء میں انتقال

کر گیا۔ اور اس کی جگہ اسکی لڑکی ملکہ تیری تخت پر بٹھائی گئی۔ جو بڑی جابرہ تھی اور خونی ملکہ کہلاتی تھی۔ اس نے اپنی حریف بی بی جتین گری کو قتل کروادیا تھا۔ آخر الامر مشہور ہو میں پانچ برس کی سلطنت کے بعد یہ بھی مر گئی۔ اور ملکہ ایللی نے بچہ تخت نشین ہوئی۔ یہ ملکہ پہلے درجہ کی حسین تھی لیکن غرور حسن بیانتک بڑھا ہوا تھا۔ کہ عمر بھر کسی کو اپنی شادی کے قابل ہی نہ سمجھا۔ حالانکہ ملکہ وکٹوریہ اس سے بھی زیادہ حسین تھیں (چنانچہ ہسپانیہ کے بادشاہ فلپ ثانی نے اسے شادی کا پیام دیا۔ تو اس نے حقارت سے نامنظور کر دیا جس پر اس نے بڑی کروفٹ سے چڑھائی کی۔ لیکن تقدیر سے ملکہ کی ہی فتح تھی اس کی تاریخ میں سب سے زیادہ یہ امر قابل تحریر ہے۔ کہ اس نے مذہب رومن کا تہنک کو جس کا پوپ مورتھا بالکل نیست و نابود کرنے کی جابرانہ کوشش کی۔ اور کلیساؤں میں حکماء مارٹن کو تہر کی تعلیم (مذہب جاثنت مروج کر کے رومن کا تہنک کے عقیدے والوں کو سنگین سزائیں دیں۔ حتیٰ کہ اپنی پہوپپی نادہن ملکہ تیری کو بھی اسی مذہبی مناقشہ کے سبب ابر قید رکھ کے مروادیا۔ تا بدگراں چہ رسد۔ اس کے زمانہ میں سروالٹر پیل ایک شخص اپنی حسن کارگزاری کے باعث اس کا منظور نظر ہو گیا تھا۔ مگر اسے بھی شادی نصیب نہ ہوئی۔ اور وہ بھی اس کی خوشخواطعبیت سے بچ نہ سکا۔ ایک س کے لوب پر بھی خاص نظر غنایت تھی۔ بلکہ ایک چھلا اسے بطور یادگار دے رکھا تھا کہ اگر کسی شاہی ناراضی ہو تو اسے شفاعت میں پیش کرنا۔ مگر وہ بھی اس کی جلائی کی پیٹ سے بچ نہ سکا۔ کہتے ہیں کہ اس نے وہ چہلا کسی بوڑھی عورت کے پاس امانت رکھا ہوا تھا جس نے کسی پر خاش خاص کیوجہ سے وقت پر دبار رکھا اور دم مار گیا۔ جب اس کی اطلاع ایللی نے بچہ کو ہوئی۔ تو اسے بڑا صدمہ ہوا۔ اور

عاشق کی آہ کام کر گئی۔ یعنی یہ بھی ایک برس بعد گھل گھل کر مر گئی۔ اس کے زمانہ میں ہی شکسپیر اور اسپینسر مشہور شاعر گذرے ہیں۔ اور اسی کے زمانہ میں تین لاکھ روپیہ جمع کر کے انگلستان کے بعض لوگوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ اور ہندوستان میں مسلسل تجارت جاری کیا۔ اور اسی وقت سے فرانس والوں نے انگلستان آنا جانا شروع کر کے انگلینڈ والوں کو صنعت و حرفت کی تحریص دلائی۔ غرض کہ اس کے وقت میں قومی ترقی کی بنیاد دنیا بھر میں مضبوط ہو گئی۔ اور اسی وجہ سے اس کے مظالم سے قطع نظر کر کے انگلستان اپنے آپ کو مبارک خیال کرتے ہیں۔ جب متحدہ لوہیں اس کا پیمانہ عمر لبریر ہوا۔ تو بسبب شادی نہ کرنے اور اولاد ہونے کے اس ملک میری مقولہ اپنی پہچان پہیڑاؤں کے بیٹے جیمس کو جو اس وقت حاکم سکالینڈ تھا۔ تخت نشین کرنے کی وصیت کی۔ چنانچہ اس کی تخت نشینی پر جیمس اول **خلافہ** اور **ٹک گریٹ برٹن** کے نام سے منسوب ہوا۔ مذہبی تعصب میں اس نے بھی اپنی زنجیر کی تقلید کی۔ بلکہ اپنی وہی طبیعت سے ایسی عورات کو چن کر چیل ہوئی کہ شبہ ہو سزائے موت دینے کا قانون جاری کیا۔ اس کے مار ڈالنے کے لئے بعض لوگوں نے ایک سڑنگ اس کے محل تک کھودی۔ مگر راز گھلنے سے یہ توج گیا۔ اور مفیدین مارے گئے۔ ۱۶۱۵ء میں اس کے مرنے پر اس کا بیٹا چارلس اول حکمراں ہوا۔ اس نے نئے سے پھر پوپ کا مذہب رومن کا تہلک جاری کر کے پڑاؤ شش مذہب والوں کو مارنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر کراہتوں نام ایک شخص کی سرغنائی سے رعایا نے بغاوت کی۔ اور بادشاہ بھی خوب لڑا مارا۔ مگر آخر اس کا ٹنڈا والوں کے ہاتھ گر فٹا ہو گیا۔ جنہوں نے اس لاکھ روپیہ پہلے سے باغیوں کے سرغنہ کراہتوں کے ہاتھ میں چھپایا۔ اور اس نے ۱۶۴۹ء میں

کو اس کا سر کاٹ دیا۔ اور کراہول جھوڑی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا رچرڈ کراہول بیٹھا۔ مگر کام نہ چل سکا۔ اور پھر چارلس اول کے مغرور بیٹے کو ہی بل کر سنہ ۱۶۷۹ء میں تخت نشین کیا گیا۔ چارلس دوم نے باپ کے قاتلوں کو سخت سزا دیں۔ اور اگرچہ خود بھی نالائق اور فاسق تھا۔ مگر تقدیر سے بادشاہ پر نکال کی لڑکی سے شادی کر کے کیقدرافرتیہ کا علاقہ اور ایک بیبی کا قلعہ اس کے جہیز میں آیا۔ سنہ ۱۶۷۹ء میں اس کے مرنے پر اس کا بیٹا جیمس دوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ مگر مذہبی تعصب کے باعث لوگ اس کے خلاف ہو گئے اور اس کے داماد ولیم اور بیٹی میری کو فرانس کے علاقہ اتر سے بلایا۔ چونکہ شاہی خاندان کے تمام ممبر اس کے خلاف تھے۔ اسلئے سنہ ۱۶۸۸ء میں ولیم کی ہی فتح ہوئی اور وہ مع اپنی ملکہ میری کے تاجدار ہوا جیمس دوم نے پھر بھی ایک دفعہ فرانس والوں کی مدد سے ولیم پر حملہ کیا۔ مگر منہ کی کھائی۔ ولیم دوم اور ملکہ میری دوم کی حکومت کی بھی کچھ پسندیدہ تو نہ ہوئی۔ مگر اس کے وقت میں پارلیمنٹ اور بادشاہ کے حقوق کی حدود مقرر ہوئیں۔ فوج جو اس سے پہلے ہر وقت ضرورت پکار یوں کھینچ کر لے جاتی تھی۔ اور کام نکال کر موقوف ہو جاتی تھی۔ اس طریق میں ترمیم ہو کر ایک آئینی فوج باقاعدہ طور پر ملازم رکھی گئی۔ اور سپرائٹ انڈیا کمپنی والوں نے ہندوستان میں میں سرکالاکا کر کلکتہ میں فورٹ ولیم اس کے نام پر تعمیر کیا۔ سنہ ۱۶۹۰ء میں یہ مرا تو اس کی بیٹی ملکہ اپنی تخت نشین ہوئی۔ کیونکہ جیمس دوم بھی اس کے پہلے مرجھا تھا۔ اور ملکہ میری بھی اس سے سات سال پہلے فوت ہو چکی تھی۔ ملکہ اپنی بیٹی خوبصورت اور خوب سیرت حکمران تھی۔ اس کے وقت میں انگلستان کو فرانس اور اسپین پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔ تاجر اترتے ہوئے آمل کے وقت میں اگرچہ سنگھٹا انجلیکینڈ کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ مگر پارلیمنٹ دونوں کے جدا جدا

اس کے وقت میں دونوں کا ایک ہی پارلیمنٹ مقرر ہوا۔ یعنی اسکا ٹکٹ والوں کو اپنے ۱۶-۱۷ اور ۵۴ ممبر پارلیمنٹ انگلستان میں ممبر مقرر کرینکا استحقاق دیکر وہاں کا جھانکا پارلیمنٹ توڑ دیا گیا۔ غرضکہ اس کا زمانہ انگلستان کے لئے بڑا غنیمت گذرا۔ نیوٹن۔ لاک۔ پوپ اور ایڈیسن جیسے عالمی دماغ شخص اسی کے وقت میں ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۱۸۷۱ء میں اس کے مرنے پر انگلستان اولیٰ نے ہنسور (جرمن) کے خاندان سے جارج اول کو بلکہ تخت نشین کیا۔ جو جیسے دوم کی بیٹی کا پوتا تھا۔ مگر بعد چندے اس سے بغاوتیں ہوئیں۔ آخر ۱۸۷۲ء میں اس کا بیٹا جارج دوم مقرر ہوا۔ اس کے وقت میں اکثر لڑائیاں ہوتی ہیں نتیجہ یہ کہ کوئی ہاک اور کناڈا کے شہر انگلستان میں شامل ہوئے۔ اس کے مرنے پر شہ ۱۸۷۵ء میں جارج سوم اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس کے مزاج میں حکومت خود اختیاری زیادہ تھی۔ جس سے اخبارات کو نکتہ چینی کا موقع ملتا تھا۔ اور ہر چند اس نے انکو دباننا چاہا۔ مگر وہ نہ دب سکے۔ اس کے وقت میں فرانس کی اعانت سے امریکا والوں نے اپنا ملک آزاد کر لیا۔ اور وہاں حکومت جمہوری قائم ہو گئی۔ اس نے فرانس پر فوج کشی کی۔ مگر نپولین نے بزور ہمت کی۔ ہندوستان میں البتہ حکومت کی ترقی ہوئی۔ اور واریسٹنگٹن پہلا گورنر جنرل کر کے بھیجا گیا۔ ۱۸۷۵ء میں اس کے مرنے پر جارج چہارم تخت پر بیٹھا۔ اس کے وقت میں نپولین بونا پارٹ سے بہت معرکہ آرائی کا آغاز ہوا جنہیں آخر کار نپولین قید ہو کر انگلستان لایا گیا۔ اور یہیں مر بھی گیا۔ لیکن سلطنت فرانس علیحدہ ہی رہی۔ اس کی اپنی یکم سے ان بن ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ مقدمہ پارلیمنٹ تک پہنچا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ پر یکم کی عاشق نرخی ثابت ہوئی۔ اور اس نے اس کا وظیفہ مقرر کر کے بادشاہ سے الگ رہنے کا

ساتھ ہی دادا کو بھی لے ڈالا۔ اور تختِ سلطنت آنکے ولیعهد کے حصہ آتا۔ جو جاتج چہارم کے لقب سے ملقب ہوا۔ اور اُس کی زندگی میں ہی اُس کے بھائی ڈیوک اوف یارک لا ولد مر گئے۔ اس کے علاوہ جاتج چہارم کی نسل سے شہزادی شارلٹ ایک دختر نیک اختر مستحق تاج و تخت ہونے والی تھیں جنکا بیاہ ۱۸۴۰ء میں ڈنمارک کے شہزادہ لیو پولڈ سے ہوا تھا۔ مگر ملکہ وکٹوریہ کی پیدائش سے صرف چھ مہینے بعد ہی ۲۵ جنوری ۱۸۴۱ء میں ۲۳ سال کی عمر پا کر یہ بھی حالتِ زچا میں انتقال کر گئیں۔ ورنہ ان کی موجودگی میں کسی کا بھی حق نہ تھا۔ جاتج چہارم کے بعد انکے بھائی ولیم چہارم ہو کے تخت نشین ہوئے جنہیں ۱۸۴۰ء میں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ مگر وہ بیجاری بھی گہوارہ شیر خوار میں ہی قضا کر کے ولیم چہارم کو لا ولد چھوڑ گئی۔ اس کے سوا ملکہ کے دو اور چچا انکے والد سے چھوٹے تھے۔ جنکا نام ڈیوک اوف کمبرلنڈ اور ڈیوک اوف سیکس تھا۔ اور انکے حق کو کوئی روک نہ سکتا تھا۔ مگر محض اتفاق سے برخلاف قواعدِ سلطنت انہوں نے اپنی اپنی منادیاں اپنی مرضی اور خواہش سے بغیر منظوریِ سلطنت کے کر لی تھیں۔ اور نیز وہ انگلستان کا باہر سرزمینِ جبریں پیدا ہوئے تھے جس سے انکی تخت نشینی کا حق نہ اٹل ہو چکا ہے۔ اور سطحِ تختِ سلطنت کی حقدار صرف ایک ملکہ وکٹوریہ ہی باقی رہ گئیں۔ جو جاتج سوم کے فرزند چہارم اور ولیم چہارم کے برادر نامدار پرنس ایڈورڈ ملقب بہ ڈیوک اوف کینٹ کی نورِ نظر تھیں۔ لیکن یہ تمام واقعات اٹھارہ برس کے اندر مرۃ بعد از مرۃ واقع ہوتے رہے ہیں۔ اور ملکہ وکٹوریہ کی پیدائش پر بلکہ بہت عرصہ بعد بھی اسکا سان وگنا کث تھا کہ یہ تیم شہزادی تختِ انگلستان پر بیٹھنے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔

ساتھ ہی داد کو بھی لے ڈالا۔ اور تختِ سلطنت اُنکے ولیعہد کے حصہ آ رہا۔ جو جاتج چہارم کے لقب سے لقب ہوا۔ اور اُس کی زندگی میں ہی اُس کے بھائی ڈیوک اوف یارک لاؤلد مر گئے۔ اِس کے علاوہ جاتج چہارم کی نسل سے شہزادی شارلٹ ایک دختر نیک اختر مستحقِ تاج و تخت ہونے والی تھیں جنکا بیاہ ۱۷۹۵ء میں ڈنمارک کے شہزادہ لیو پولڈ سے ہوا تھا۔ مگر ملکہ وکٹوریہ کی پیدائش سے صرف چھ مہینے بعد ہی ۲۵ جنوری ۱۸۱۹ء میں ۲۳ سال کی عمر پا کر وہ بھی حالتِ زچا میں انتقال کر گئیں۔ ورنہ ان کی موجودگی میں کسی بھی حق نہ تھا۔ جاتج چہارم کے بعد اُنکے بھائی ولیم چہارم ہو کے تخت نشین ہوئے جنہیں ۱۸۳۷ء میں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ مگر وہ بچاری بھی گہوارہ شیر خواہ میں ہی قضا کر کے ولیم چہارم کو لاؤلد جھور گئی۔ اِس کے سوا ملکہ کے دو اور چچا اُنکے والد سے چھوٹے تھے۔ جنکا نام ڈیوک اوف کمبرلنڈ اور ڈیوک اوف سیکس تھا۔ اور اُنکے حق کو کوئی روک نہ سکتا تھا۔ مگر اُن اتفاق سے برخلاف قواعدِ سلطنت انہوں نے اپنی اپنی شادیاں اپنی مرضی اور خواہش سے بغیر منظوریِ سلطنت کے کر لی تھیں۔ اور نیز وہ انگلستان سے باہر نیزین جزیرہ میں پیدا ہوئے تھے جس سے اُنکی تخت نشینی کا حق نہ اُٹھ چکا ہے۔ اور اس طرح تختِ سلطنت کی حقدار صرف ایک ملکہ وکٹوریہ ہی باقی رہ گئیں۔ جو جاتج سوم کے فرزند چہارم اور ولیم چہارم کے برادر نامدار پرنس ایڈورڈ ملقب بہ ڈیوک اوف کینٹ کی نورِ نظر تھیں۔ لیکن یہ تمام واقعات اٹھارہ برس کے اندر مرہ بعد آخری واقعہ ہوتے رہے ہیں۔ اور ملکہ وکٹوریہ کی پیدائش پر بلکہ بہت عرصہ بعد ہی اسکا سان وگمان تھا کہ یہ تیم شہزادی تختِ انگلستان پر بیٹھنے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کی سخت نشینی کی اُمیدیں :- اُس وقت شروع ہوئی
ہیں جب انکی عمر تیرہ سال کی ہوئی ہے۔ اُس وقت سلاہ تھا۔ اور جارج چہارم
تختِ انگلستان پر جلوہ گر تھے۔ لیکن لا ولد تھے۔ اور چونکہ یکم سے قطع تعلق
ہو گیا تھا۔ لہذا آئندہ بھی اولاد کی اُمید نہ تھی۔ اور انکے بہائی ڈیوک اوف یارک
بھی لا ولد مر چکے تھے۔ صرف ایک بھائی ولیم باقی تھے۔ اور وہ بھی معمر تھے۔ پس ملکہ
کی گورنس پیرڈنس لیزن نے ایک دن نسب نامہ شاہی کی کتاب انکی میز پر رکھ
دی۔ جسکو دیکھ کر انہوں نے مدعا کو بخوبی سمجھ لیا۔ اور انہوں نے اپنے اُستاد
سے سوال کیا کہ ”بتائیے تو شہنشاہ جارج کے بعد کون تخت نشین ہوگا۔ انہوں
نے کہا ڈیوک اوف کیکرلس ہمارے دوسرے ناما۔ موجود ہیں۔“ آپ نے
فرمایا ”یہ تو میں جانتی ہوں مگر انکے بعد پھر“ اس پر انہوں نے کہا ”پھر بھی تمہارے
اُور چچا موجود ہیں“ پھر ملکہ وکٹوریہ نے کہا ”نہیں گو میرے اُور چچا ہیں
مگر ڈیوک اوف کیکرلس (جو شہنشاہ جارج چہارم کے بعد ولیم چہارم کے نام
سے تخت نشین ہوئے تھے) کے بعد سب سے میرے والد ہی عمر میں بڑے تھے
چکی میں قائم مقام ہوں۔ اور اس واسطے انکے بعد میں ہی مسیحی تخت و تاج ہوگی“
اس کے بعد جب شہنشاہ جارج چہارم کا انتقال ہوا۔ اور ولیم چہارم تخت
نشین ہوئے۔ تو یہ اُمید اُور بھی زیادہ مستحکم ہو گئی۔ جس پر انکی گورنس نے
انہیں خوشخبری دی۔ لیکن ملکہ وکٹوریہ نے اس پر اضطراب ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ
سنجیدگی سے اتنا فرمایا کہ ”میں نیک اور مہربان بننے کی کوشش
کرؤں گی۔“ اور فی الواقع آپ آئندہ زمانہ میں اس قول کو پورا کر دکھایا۔

ناں ایک اثر ان خبروں کے سننے سے اپنے ضرور ہوا کہ۔ اور وہ یہ کہ پہلے سے
بھی زیادہ محظوظ اور فائدہ ہو گئیں۔ کھیل کود طعنانہ حرکات بلا کسی کے کہے سے

خود بخود چھوڑ دیں۔ لیکن مجھ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انکی مسئلہ لڑائی اور اخلاق و عادات میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ جسپر ایک چھوٹے قصبہ خود ٹاپہ ہے۔ کہ انکے والد جب جبرالٹر کے گورنر ہو کر گئے تھے۔ تو وہاں ایک بوڑھا لڑکا انکی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ جو گورنری سے واپسی کے وقت بھی انکے ساتھ ہی آیا۔ اور انہوں نے اس کو پیش دیکر اپنے محل کے پاس ہی ایک مکان بھی خرید دیا تھا۔ بوڑھا سپاہی مرجھا تھا۔ لیکن اُس کی ایک لڑکی باقی تھی۔ جو دائم المرض سا کرتی تھی۔ اور شہزادی کو یہ گاہ گاہ اس کی عیادت کو تشرف لے جایا کرتی تھیں۔ پس ان تخت نشینی کی خبروں کے سُننے پہنچے اُس عادت میں کچھ فرق نہ آیا۔ اور انگلستان کی ملکہ بننے والی شہزادی وکٹوریہ بدستور اسکی تیمارداری کرتی رہیں۔ بلکہ ملکہ ہو کر بھی اس کی خبر گیری نہ چھوڑی۔ اور بغیر زیورات کا عطیہ بخش کر اسکی بیشمار دعائیں لیتی رہیں۔ اور اسپر بھی بس نہیں کیا۔ بلکہ تخت انگلستان پر بیٹھنے کے بعد آپ نے مرلیفہ کے لڑکے کو جس سے صرف اتنا تعلق تھا کہ وہ ملکہ کے باپ کے ایک پیشتر سپاہی کا نواسہ تھا، ایک اعلیٰ عہدہ عنایت فرمایا۔ اور اس اپنی قدردانی کو آفتاب بطرح روشن کر دیا۔ انکے دو سکرٹا با ولیم چہارم جو اُن سے پہلے تخت انگلستان پر رونق بخش تھے وہ بھی اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ بلکہ اس کی تنہی بھی کرتے تھے۔ کہ انکے بعد انکی بیٹی ہی ملکہ انگلستان بنے گی۔ لیکن انکی اس قدر آرزو باقی تھی۔ کہ مین کسی طرح وکٹوریہ کے بن بلوں تک زندہ رہ جاؤں۔ کیونکہ اگر اس سے پہلے وہ مر جاتے تو ملکہ وکٹوریہ کی نابالغیت کے باعث انکی والدہ ریجنٹ مقرر ہو جاتیں جن سے ولیم چہارم کی کچھ شکر رنجی سی ہو چکی تھی۔ اور وہ انکے ریجنٹ ہونیکے مخالف تھے۔ چنانچہ قدرت خالق نے ایسا ہی کر دکھایا۔ کہ اوپر تو ۲۴ مئی ۱۸۳۷ء

کو ملکہ وکٹوریہ یاسن بلوغ کو پہنچیں اور ماہ دسمبر ۱۹ جون ۱۸۳۷ء کو ولیم چہارم کا انتقال
ہوا۔ اللہ اکبر کیسا عجیب اتفاق ہے۔

فصل سوم

ولیم چہارم کی وفات اور ملکہ وکٹوریہ کی جانشینی

دریں حدیقہ بیمار و خزان ہم آغوش است

زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

۱۹ جون ۱۸۳۷ء کو بوقت شب جب ولیم چہارم کا انتقال ہوا۔ تو حسب قرار داد
سابقہ ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کی سہانی صبح کے پانچ بجے قبل طلوع آفتاب باضابطہ طور پر
اسچ بشپ اوف کنٹربری اور لارڈ کیننگہم لارڈ میسر

Lord Mayor. Lord Coninghan. Arch Bishop of Canterbury.

شہزادی وکٹوریہ کے قہ کیننگٹن میں یہ خبر سنانے کو حاضر ہوئے۔ جس وقت یہ دونوں
مصاحب پہنچے ہیں۔ اُس وقت ملکہ وکٹوریہ حسب دستور خواب استراحت میں تھیں۔ ان
دونوں مہترانہ میں نے خواصوں سے جگائے کے لیے کہا۔ تو انہوں نے اسکار کیا۔ کیونکہ
شہزادی وکٹوریہ اپنے تقسیم اوقات کی سخت پابند تھیں۔ اور کسی ایک منٹ قبل از
وقت جگنے کی بھی ہمت نہو سکتی تھی۔ لیکن جب ان دونوں صاحبوں نے صاف
صاف کہہ دیا کہ ”ملکہ کے پاس ہم اس وقت ملطمت کے کام کیواسطے آئے ہیں۔ اور
انہیں فی الفور جگنا دینا چاہیے۔“ تو خادمہ نے جاگے آپ کو بیدار کر کے خوشخبری
سنائی کہ

ابہ اختر مرغ سعد با بخت سعید بر خیز کہ تاج و تخت شاہی برسید

ملکہ وکٹوریہ اس خبر کے سننے سے کمال متاثر ہوئیں۔ یعنی اپنے بزرگ چچا کی موت اور سلطنت کے فرائض شادی و غم کی محنت تصویر میں انکی آنکھوں کے سنا پہر گئیں۔ اور آنسو بہا کرے۔ چنانچہ اسی ہیبت سے آپ فی الفور کمرۂ ملاقات میں تشریف لائیں۔ اُس وقت کی تصویر بھی لائق دید ہے۔ کہ آپ نے صرف شب خوابی کے ڈھیلے ڈٹالے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ پاؤں میں ہلکا سلیپر (زیر پائی) ہے۔ اوپر ایک کشمیری شال اوڑھنی ہوئی ہے۔ بال مونڈھوں پر پڑے ہیں۔ آنکھوں میں آنسو بہ رہے ہیں۔ چہرے سے رنج و راحت کے آثار نمایاں ہیں۔ غرض کہ عجب مستانہ ادا اور بھولی بھالی صورت ہے۔ القصد ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں دونوں صاحبوں نے باقاعدہ اس کے تایا شہنشاہ ولیم چہارم کی خبر موت سننے کے عرض کیا۔ کہ آج سے آپ ملکہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ ہوئیں۔ لیکن اللہ کے حوصلہ کہ آپ نے نہ اظہارِ مسرت کیا نہ تأسف و اندوہ۔ بلکہ صرف اُن دونوں شریف النسب بزرگوں سے کہا تو یہ کہا۔ ”اللہ آپ میرے لئے ایسے فرائض سلطنت کی ادائیگی میں میرے کامیاب ہونے کے لئے سچے دل سے دعا کیجئے“ اس پر وہ دونوں بزرگ گھٹنوں کے بل دعا کرنے لگے۔ اور خود ملکہ وکٹوریہ بھی اسی طرح گھٹنے ٹیکنے کے ساتھ شریک ہوئیں۔ یہ ہے دینی تعلیم کا نتیجہ۔ کہ دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ معراج اور آسمان رفعت و شوکت کے خورشید کمال بننے کی حالت میں بھی انسان اپنے معبود حقیقی اور عزت و ذلت دینے والے سچے خدا کو فراموش نہ کرے۔ ۵

بادہ پُر خوردن و مہربان نشستیں بہل است گریہ دولت برسی مست گردی ہردی
اس کے بعد دستورِ معظم اور صدرِ عظم لارڈ ملبرن جو اُس وقت سلطنت انگلستان کے وزیرِ عظم تھے۔ اپنی نئی ملکہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ ۵

بشریٰ لقد انجنہ لاقبال ما وعدا وگو اکب! الجدمن افق العکس سعد
مگر اللہ معنی! اس استقلال اور کوہ وقاری کو تو دیکھئے کہ ایسی اعلیٰ خوشخبری
سنکر بھی آپ فرمائی نہیں کہ ”گو رتبہ بڑا ہے مگر ذمہ واری بھی بہت ہی بڑی
ہے“ پھر پہلا کیوں ایسے شہنشاہ کا عہد و عدالت مہد مقبول خاص عام اور
مہبط برکات آسمانی نہو جب کو اس کے قبول کرتے ہوئے بھی اس کے فرائض کا
یہاں تک خیال ہو۔ الاعمال بالنیات ایک مشہور اور مسئلہ مسئلہ ہے دنیا میں
ہو یا دین میں غرض کہ ہر چیز میں اور ہر کام میں نیت پر ہی دار و مدار ہوا کرتا ہے
پس جب ایسی نیک نیت ہو۔ تو بھر کیوں کاہ یا بی ہو۔

بہر حال اس کے بعد ملکہ و کٹوریہ کو اُن رسومات کی اطلاع دی گئی جو ابھی بھی
ہونے والی تھیں۔ اور سب صاحبان رخصت ہوئے۔

کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے کس کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
عجب سہرا ہے پھر دنیا کہ جہینم و عمر کسی کو کچ کس کا مقام ہوتا ہے

فصل چھام

ملکہ و کٹوریہ کی پہلی کونسل اور اعلان شاہی

۲۰ جون ۱۹۳۷ء کو گیارہ بجے دن کے باضابطہ طور پر لارڈ ملبورن وزیر اعظم مع
تمام وزرائے سلطنت اور ملکہ و کٹوریہ کے دونوں چچاؤں ڈیوک اوف کمبرلینڈ
اور ڈیوک اوف سیکس۔ اور ارجنٹینپ اوف کتھیری۔ اور لارڈ ڈمفیری و لارڈ
چانسلر وغیرہ اعیان دارکان مملکت کے ملکہ و کٹوریہ کی خدمت میں ان کے محل کیسنگٹن
میں حاضر ہوئے۔ اور ملکہ و کٹوریہ نے غرض مگر سادہ مانتی لباس پہنے ہوئے

برآمد ہوئیں۔ تو دیکھا کہ علاوہ ان اعیان و اکابر ان ملک کے ایک جم غفیر
 عوام الناس کا رسوم شاہی کے نظارے کے لئے محل کے روبرو کھڑے تھے۔ مگر
 کوئی جھپک یا حجاب یا خوف و ہراس آپکے چہرہ سے عیاں نہیں ہوا۔ بلکہ نزاکت
 کے ساتھ رعب شاہی جلوہ گر تھا۔ ملکہ کے نکلنے ہی سب سے پہلے ڈیوک آف
 سیکس۔ اور ڈیوک آف کمبرلینڈ۔ اور لارڈ ڈملیورن آگے بڑھے۔ اور آپ کو
 لاکر شاہی کرسی پر متمکن کرایا۔ اور اس کے بعد سندرجہ ذیل اعلان پڑھ کر سنایا گیا۔

اعلان

ہو نہ خداوند قادر مطلق کی مشیت سے ہمارے سابق والی سلطنت شاہ ولیم
 چہارم کوئی رائے نہ اپنے جوار رحمت میں جگہ دی ہے۔ اور انکی وفات کے باعث
 سلطنت گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کا تاج شاہی بلا شرکت غیرے باعث بادشاہ
 متوفی کی کوئی اولاد نہ ہونے کے جائزہ طور پر ہر مہجستی کوئین الگزنڈرنہ
 و کٹوریہ دام اقبالیہ کی میراث میں آیا ہے۔ لہذا ہم ارکان دینی و دنیوی اس
 سلطنت کے مع اچ بپشپ آف کینٹربری اور لارڈ ڈمیر و حکام سلطنت و عمائدین
 شہر لنڈن و ممبران خاندان شاہی اور شاہ مرحوم کے کابینہ و وزراء کے بالاتفاق اور یکجہ
 ہو کر بدیل و جان اس امر کو مستہتر کرتے اور اعلان دیتے ہیں کہ ہر مہجستی کوئین الگزنڈرنہ
 و کٹوریہ دام اقبالیہ باعث وفات ہمارے سابق بادشاہ ولیم چہارم کے اب
 ہماری جائزہ اور حقدار ملکہ بلا شرکت غیرے سلطنت گریٹ برٹن اور آئرلینڈ اور جارج
 وین عیسوی قرار پائی ہیں۔ اور ہم انہیں ملکہ مغظمہ کے حضور میں اپنا کامل بھروسہ
 اور انقیاد و اطاعت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ اور اس
 احکم الحاکمین سے جسکے حکم سے بادشاہ اور ملکہ مقرر ہوتی ہیں۔ صدق دل سے

وعمانگئے ہیں۔ کروہ ملکہ کو ہمیں سلطنت کرنے کے لئے سابلہائے دراز تک سلامت
باکرامت اور خوش و خرم رکھے۔ اسے خدا ملکہ کی عمر میں برکت دے۔
اس اعلان کے پڑھے جانے کے بعد ملکہ وکٹوریہ نے نہایت عمدگی کے ساتھ ایک
مختصر پیچ کہی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

”میرے پیارے تایا ولیم چہارم کی موت کا جو سچ و الم محبہ اور اہل خاندان اور تمام رعایا
وعمانڈین برطانیہ کو ہوسکتا ہے۔ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کے بعد سلطنت کے
نازک اور اہم فرائض جو مجھ سے متعلق ہوئے ہیں۔ انکی بابت شکریہ ہے۔ میں
حتی المقدور اس نازک اور عالی شان عہدے کے فرائض کی ادائیگی میں کوشش
کروں گی۔ جس میں اُمید ہے کہ کینیٹ کونسل اور پارلیمنٹ میری امداد کرے گی چنگی
خدمات اور مشوروں کی میں دل سے قدر کرؤں گی۔ اور اپنے وطن کی بہتری اور مذہب
کی حفاظت اور رعایا کی بہبودی اور مستحقین پر ترجیح میرا نصب العین رہیگا۔ اور اس کے
ساتھ ہی کسی مذہب سے بھی کوئی تعرض نہ کیا جائیگا۔ ہر مذہب و ملت کا پیرو ہماری
یکساں رعایا تسلیم کیا جائے گا اور اسکو ہر طرح کی آزادی رہیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔“
اس کے بعد چاروں طرف سے ایک عام شور مبارکباد کا اٹھا۔ اور خدا ملکہ کو
سلامت رکھے، کا دل خوش کن آوازہ چاروں طرف سے کانوں میں پڑنے لگا۔
جس سے ملکہ وکٹوریہ کے دل پر ایک خاص اثر ہوا۔ اور اسوقت بھی کہ عین خوشی کا
عالم تھا اپنی کمزوری اور خدا کی مہربانی دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھرائے۔ اور جوں
جوں یہ مبارکباد کا شور و غل بڑھتا گیا۔ توں توں اشک سترت بھی جاری ہو گئے
بعد ازاں اچ بپ نے باضابطہ طور پر ملکہ سے سکالٹنڈ کے گرجا کی حفاظت سپار
کی ہدایات کی پابندی اور بہبودی خلائق کی تین دفعہ قسم لی۔ اور آپ نے باوازیمنہ
قسم کی تصدیق فرمائی۔ جس کے بعد ایک باقاعدہ نوشتہ پر ملکہ وکٹوریہ کے دستخط

لئے گئے۔ اور بھارتی اسیج بشپ اور کنٹریری۔ ملکہ کے چچاؤں۔ لارڈ ملہورن۔
 لارڈ میر۔ اور ارکان پر یوپی کونسل وغیرہ سے ملکہ کی اطاعت کی قسمیں لی گئیں۔ اور
 سب نے ملکہ کے ہاتھ کو بوسہ دیئے۔ مگر جب ملکہ وکٹوریہ کے بڑے چچا صاحب ستون
 گھٹنوں کے بل آگے بڑھے۔ اور ملکہ کے ہاتھ کو چومنے لگے۔ تو فرط محبت سے خود
 ملکہ وکٹوریہ نے بھی آگے بڑھ کے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ حالانکہ غور سلطنت کسی
 نوخیز تاجدار کو ایسی مدارات کا موقع نہیں ہی کم دیا کرتی ہے۔ لیکن جن کی گھٹی میں شرف
 چٹکی ہو۔ وہ کہہ ہی سہا تمندی اور طبعی اصالت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ سعدی
 علیہ الرحمۃ نے بالکل ٹھیک کہا۔

تواضع کند ہو شمشند گزین ہند شاخ پر میوہ سر بر نیز
 تواضع ز گردن فرازاں نکوست گداگر تواضع کند خوتے اوست

بہر حال ادائے رسوم تک ملکہ وکٹوریہ نہایت شان و شکوہ اور منتقال و استحکام
 کے ساتھ کبھی رہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی ان کو ایسا اتفاق نہوا تھا۔

اس کے دو سکر دن یعنی ۲ جون ۱۸۳۷ء کو بیب ملکہ انگلینڈ میں جہان کے ملکہ وکٹوریہ
 کا شاہی دربار محل سینٹ جیمز میں منعقد ہوا۔ اور وہیں ایک عام اعلان لائی جاسینی کا
 سنا دینا تجویز ہوا جس کے لئے بڑے اہتمام سے انتظام کیا گیا تھا۔ اور لوگوں میں یہ
 خبر پھلتی ہی کہ کئی دن سے ملکہ کی سواری ذمی جاہ محل سینٹ جیمز کو جائے گی۔ اور
 وہاں اپنے سامنے اعلان پڑھوایا جائیگا۔ اس قدر خوشی ہوئی کہ حد و بیان سے
 باہر ہے۔ قصر تنگٹن سے محل سینٹ جیمز تک دو طرفہ جس قدر مکانات واقع ہیں
 وہ شایعین دیدار نے دو دو گھنٹے کے لئے کرایہ پر لئے۔ اور کرایہ بھی کتنا کہ نہ تو
 اور دو سو روپے فی شخص چنانچہ صوفت دن کے دل بجے۔ کچھ تقاطر بھی جاری
 تھا۔ کہ دن سے اکیس اتواب کی شاہی سلامی نے سر ہو کر لوگوں کو خبر دار کر دیا کہ

ملکہ تعظیم سوار ہو گئیں۔ تمام راستہ لکھو کہا تا مشائیوں سے پُر ہو رہا تھا۔ ملکہ کی شاہی واری خراماں خراماں جا رہی تھی۔ آگے پیچھے درجہ وار اُمرا و اکابر و ممبرانِ مملکت شاہی مع خدم و حشم و فوج ظفر موج کے ہر کاب تھے۔ ملکہ و کٹوریہ آٹھ گھوڑوں کی گاڑی میں نہایت دلربا پانہ انداز اور شانہ تجل سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ننگے سامنے ہی انکی والدہ ڈچس اوٹ کینٹ اپنی نو نظر کی آن بان دیکھ رہی تھیں۔ دونوں طرف سے لکھو کہا تا سلام کو اُٹھ رہے تھے۔ اور ملکہ بھی نہایت نہرانی سے جواب دے رہی تھیں۔ مبارک سلامت کا شور مچ رہا تھا۔ غرض کہ ایک عجیب لطف کا وقت تھا۔ خدا جانے ملکہ و کٹوریہ کی شکل۔ صورت۔ طرح و وضع میں کیا خصوصیت تھی۔ یا انکے اقبال نے کیسا سیکہ بٹھالیا تھا۔ کہ دُنیا جہاں جہ کا پڑا تھا۔ حتیٰ کہ آئر لینڈ کے مشہور سرگروہ سٹراو کانل بھی دیکھتے ہی غلام ہو گئے۔ اور ہپ ہپ ہرے کے آواز سے دینے لگے۔ بلکہ اسی اثناء میں جب کسی شخص نے یہ کہا کہ ”یہ کنواری ملکہ کیا راج کرے گی۔ اس سے زیادہ تو اس کل چالائے ہے“ تو اس آئرش سرگروہ نے (جو سلطنتِ جمہوری کے طالب اور سخت کے مہذب مخالف رہے تھے) بڑے زور سے چھاتی ٹھوک کر کہہ دیا کہ اگر ضرورت ہو تو اس ملکہ کی حفاظتِ جان میرے وجاہ کے لئے میں پانچ لاکھ آئرش جوان لاسکتا ہوں؟ اللہ کہہ کیسا اقبالِ عدوان! القصد اسی انداز سے ملکہ و کٹوریہ محلِ سینٹ جیمس میں پہنچا۔ اوپر کے ایک درجہ میں جلوہ افروز ہوئیں۔ اعیان و اکابرین تو سب موجود تھے۔ لیکن ایک انبوہ غلام تھا۔ کہ دوتک کہڑکی کے زیرِ نظر کھڑا قدرتِ خالق کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ پس اُقت کہ ملکہ و کٹوریہ کے دائیں بائیں لارڈ ملبورن اور لارڈ لینسٹون کھڑے تھے۔ اور پچھلی طرف بالکل ساتھ لگی ہوئیں انکی والدہ اسنادہ تھیں۔ اعلانِ عمام سنا مشروع ہو گیا۔ جسپر حیرت اور مبارکہا کی کوئی حد و پایاں نہ رہی۔ علمان کے

بعد شاہی اور قومی قضا کا سلسلہ لوہٹوں اور شہنائیوں اور باجوں میں گانا شروع ہوا یہ قومی قصیدہ بحر خفیف میں تھا۔ اور اس کا مطلع اول یہ تھا۔ ۵
ملکہ کو بچا خدا زندہ رہیں و کٹوریہ

اسوقت آپہنچی آنکھوں سے جوش ترنم میں پہر آنسو جاری ہو گئے۔ چنانچہ اسوقت کی ایک مشہور شاعرہ مس بردشاہ نے اسکو نہایت عمدہ طرز پر اپنی نظم میں یہ منظوم کیا ہے۔

Strange blessing on the Nation lies.

Whose severing wept.

To wept to wear crown.

God save the weeping Queen.

ترجمہ۔ اس منشیہ پر کمال برکت نازل ہوئی جس کا حکم اس کے لئے آبدیدہ ہوا
ہاں بیشک (ملکہ و کٹوریہ) سریر آرا ہونے ہی آبدیدہ ہوئیں۔
خدا اس اشک افشان ملکہ کو سلامت رکھے۔
اس کے بعد ملکہ و کٹوریہ محل میں تشریف لے گئیں اور جلسہ برطاست ہوا۔

فصل پنجم

ملکہ و کٹوریہ کی تخت نشینی پر علاقہ ہنودور کی علیحدگی

ملکہ سوئمہ کی تخت نشینی سے ملک جرمن کا علاقہ ہنودور جو قریباً ڈیڑھ سو سال سے برطانیہ کے قبضہ میں آچکا تھا اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا۔ کہ بموجب معاہدہ ملک کے اس پر حوریت حکمران نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر قبل اس کے کہ یہ سوال کسی اور طرف سے پیش ہوتا۔ برطان سلطنت انگلستان نے ملکہ سوئمہ کی منظوری سے خود ہی اسکا

باہن وجوہ فیصلہ کر دیا۔ لینے اس علاقہ کی خود مختار بادشاہت ملکہ کے چچا
 ڈیوک اوف کیمبرلینڈ کو دیدی گئی۔ تاکہ معاملہ گہر کا گہر میں ہی رہے چنانچہ
 وہ ضعیف العمر ڈیوک اس پر اصرار نہ کیا تاکہ مکران رہے۔ اور پھر انکے مرنے پر انکا
 نامینا بیٹا ولیم تہجم کے نام سے تخت ہو دور پر بیٹھا۔ اور آخر الامر ملکہ اویس وہ
 بھی لا دل رہ گیا۔ جس سے یہ علاقہ سلطنت پر ویشیا کے ساتھ شامل ہو گیا۔ بظاہر
 تو یہ ایک نقصان معلوم ہوتا ہے۔ مگر آئندہ حالات سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ قدر
 غیر متوقع فتوحات اس ملکہ با اقبال کے زمانہ میں انگلینڈ کو میسر ہوئیں۔ اور
 اس قدر ملک بڑھ گیا۔ کہ جس کی بابت تخت نشینی کے وقت کسی کو سان گمان
 بھی نہ ہو سکتا تھا۔

فصل ششم

تخت نشین ہو کر ملکہ وکٹوریہ کی پہلی کارروائیاں

شکرانہ الہی: شہنشاہی اعلان پڑھا جانے اور رسومات تخت نشینی ادا
 ہو چکے کے بعد ملکہ وکٹوریہ جب اپنے محل میں واپس شریف لائیں۔ تو انکی عجیب
 حالت تھی۔ انہوں نے اپنی والدہ سے کہا۔ کہ کیا میں سچے سچ اس وسیع سلطنت
 کی ملکہ ہو گئی ہوں۔ اور جب اس کا جواب اثبات میں دیا گیا۔ تو ملکہ نے فرمایا کہ
 اگر یہ صحیح ہے۔ تو اللہ دو گھنٹے کے لئے مجھے علیحدہ چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ فی الفور سب
 مصاحبین اور خواصین اور انکی والدہ نے انہیں تخلیہ کے لئے تنہا چھوڑ دیا۔
 اور پھر پہلا موقع تھا کہ انہوں نے اپنی والدہ سے دو گھنٹے کے لئے تخلیہ چاہا تو
 بہر حال جس وقت ملکہ تنہا رہ گئیں۔ تو آپ نے دروازہ بند کر کے درگاہِ قادریہ

اور بارگاہِ احکم الحاکمین کے روبرو اپنا سر جھکا دیا۔ اور چین نیاز کو زمین پر رکھ کر نہایت خلوص اور خشوع و خضوع کے ساتھ دو گھنٹے تک دارنالوں سے اُس کی اسل انتہا مہربانی اور اپنی کمزوری کا اعتراف کر کے استعانت کی دعائیں مانگیں۔ جو مقبول ہوئیں۔ اور واقعی جب ایک جلیل القدر شہنشاہ اپنے عجب و غرور اور مسرت و شادمانی کی تقریبات کے معراجِ اعلیٰ کو چھوڑ کر خدائے پاک کے حضور میں اپنی سرفرازدگی اور عاجزی کا اقرار کر کے اعانتِ الہی کا خواستگار ہو۔ تو اُس کی جناب سے نا اُمید نہیں ہو کر آتا۔ یہ نتیجہ تھا اُسی مذہبی تعلیم کی استواری کا جس کی اساسِ ملکہ کی والدہ نے نہایت استحکام سے ایامِ طفولیت سے ہی ملکہ کے دل میں قائم کر رکھی تھی۔

ملکہ سابقہ کا لحاظ:۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ ملکہ وکٹوریہ نے اپنی چچی ملکہ ایڈی لیبڈ *Queen Adelaide* کو جو تعزیت نامہ اپنے چچا ولیم چہارم کی موت کی نسبت تحریر کیا وہ پرلے درجہ کی انسانیت کے لبریز تھا۔ ورنہ کوئی تو دولت کب ان باتوں کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ اس تعزیت نامہ میں ملکہ وکٹوریہ نے ولیم چہارم کی موت پر اپنا دلی سوچ و قلق اور اپنی چچی سے پہلے درجہ کی ہمدردی ظاہر فرمائی۔ اور پھر جب اس کو الفاظ میں بند کیا۔ تو حسب دستور قدیم اس پر جناب ملکہ معظمہ ایڈی لیبڈ صاحبہ کے الفاظ تحریر فرمائے۔ اس پر ایک حاضر الوقت مصاحبِ سلطنت نے عرض کیا کہ ”حضورِ عالی! اب انکو ملکہ معظمہ لکھنا درست نہیں ہے۔ ملکہ معزول لکھنا چاہیے۔“ لیکن اس ادب کی پتلی نے جواب دیا۔ کہ ”میشک یہ صحیح ہے۔ کہ اب وہ ملکہ نہیں رہیں۔ اور ملکہ معزول ہی رہ گئی ہیں۔ لیکن سب سے پہلے میں ہی ان الفاظ کو لکھ کر اسنادِ دل دکھانا نہیں چاہتی۔“ سچ ہے۔

نام نیک رفتگاں منلح کمن نامان نام نیکت پرستار
 قدر دانی رفقا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت ملکہ وکٹوریہ تخت نشین ہو کر گھر کو
 لوٹیں تو آتے ہی اپنے پیاسے کتے ڈاس نامی کو پیار کیا۔ اور فرمایا کہ آج تو اسے
 ہنلانے کی بھی فرصت نہیں ہوئی۔ اس بات کو سرسری نہ سمجھنا چاہیے۔ یہ طفلانہ حرکت
 نہ تھی۔ بلکہ اس محبت کی برقراری کا ثبوت ملتا ہے۔ جو آکھواپنے پہلے ملازموں
 اور رفیقوں سے تھی۔ چنانچہ اس کے علاوہ یہ امر بھی لکھنے کے لائق ہے۔ کہ بادشاہ
 ڈیوڑ صاحب جو آپ کے ایام شہزادگی میں دینی استاد اور خط تھے۔ ایک معمولی حیثیت
 کے پادری تھے۔ اور جب شہزادی وکٹوریہ ملکہ انگلینڈ وکریٹ برٹن شہر گئیں
 تو انہیں انکے حضور میں حاضر ہونیکا درجہ نہ رہا۔ لیکن ملکہ کب پہنچتی تھیں۔ بادشاہ
 نے ارل گرتے سے جو اس عہدہ کا تہتم اعلیٰ تھا۔ ایما کرایا۔ کہ پادری ڈیوڑ کو انکی
 قابلیت کے موافق کوئی عہدہ ملنا چاہیے۔ چنانچہ اس جہانگیر نے بھی
 ایما کو پایا۔ اور چٹ پادری صاحب کو دین اوف چسٹر کے معزز عہدہ پر
 مقرر کر دیا۔ جس کے بعد وہ مدت العمر ملکہ وکٹوریہ کے قصر شاہی میں بدستور اپنا
 کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی مثال ہے۔ کہ انہوں نے اس
 موقع اپنے متوفی باپ کے پورے پیشہ رس باہی یون نامی کی بیمار لڑکی کو بھی
 فراموش نہ کیا۔ اور اپنی طرف سے اس کی دلہری میں کوشش فرماتے کے علاوہ
 اس کے بیٹے کو ایک اسلے فوجی عہدہ پر مامور فرمادیا۔ اور ایسی ہی کئی اور مثالیں
 ہیں۔ جنکے بیان کی یہاں کچھ ضرورت نہیں۔

خوش معاملگی۔ لارڈ ملٹون وزیر اعظم سلطنت سے ملکہ وکٹوریہ نے سب سے
 پہلے جو درخواست اپنے متعلق کی وہ یہ تھی۔ کہ ان کے والد متوفی کا ورنہ خزانہ شاہی
 سے ادا کرادیا جائے۔ چنانچہ اس خزانہ وزیر نے بھی اس درخواست کی پذیرائی

میں دیر نہ لیا۔ اور کل قرضخواہوں کو بلا کر دام تا درم بیباقی کر دی۔ ڈیوک متوفی
 اگرچہ ایک عمدہ وظیفہ سلطنت سے پلٹے تھے۔ مگر انکی فیاضی اور رفاہ جوئی خلافت
 کے کاموں میں زائد از حد حصہ لینے سے انکی آمدنی خرچ کو کمٹتی نہوتی تھی اور
 اس طرح انکے مرتے وقت ایک کثیر رقم قرضخواہوں کی انکے ذمہ بھرتی تھی۔ انکے
 بعد انکا وظیفہ بند ہو چکا تھا۔ اور کوئی قانونی چارہ جوئی و صولیت قرضہ کے
 لئے نہ ہو سکتی تھی۔ اور پھر جب ملکہ وکٹوریہ تخت نشین ہوئیں۔ تو ایک زمانہ
 دراز اس قرضہ کو گدڑ چکا تھا۔ اور قانون کے لحاظ سے تو وہ زائد المیعاد سے
 بھی کچھ زیادہ ہی ہو چکا تھا۔ لیکن ملکہ کی خوش معاملگی ہرگز اس کی مقتضی نہوتی
 اور انہوں نے اپنا سب سے پہلا فرض باپ کے قرضخواہوں کی بیباقی کو ہی
 قرار دیا۔

نام میں سے الگنیزینڈرینہ کا اخراج :- یہ بھی ایک تاریخی بات ہے کہ
 تخت نشین ہونے کے بعد ملکہ وکٹوریہ نے الگنیزینڈرینہ کا لفظ اپنے نام میں سے
 خود بخود ترک فرما دیا۔ اور ہمیشہ وکٹوریہ یا وکٹوریہ جارجینہ کے نام سے دستخط کرتی
 رہیں۔

جان بکشی :- ملکہ وکٹوریہ کے شہنشاہ ہونے کے بعد ایک دن ڈیوک اوف
 ولینگٹن صاحب نے جو افواج قاہرہ برطانیہ کے سپہ سالار تھے۔ ایک مغرور سپاہی
 کی نسبت جنکنا متل ملکہ معظمہ کے دستخطوں کے لئے پیش کیا۔ یہ سپاہی تین مرتبہ
 فوج سے بہاگ چکا تھا۔ اور فوجی قوانین کے مطابق کورٹ مارشل سے اس کے
 لئے قتل کی سزا تجویز ہوئی تھی۔ جب یہ کاغذ ڈیوک موصوف نے ملکہ کے روبرو
 پیش کیا تو اس وقت کی حالت بھی عجیب تھی کہ ملکہ وکٹوریہ کا دل کانپ اٹھا۔
 اور انہوں نے ڈیوک سے فرمایا۔ ”کیا آپ نے اس کی اچھی طرح تحقیق کر لی ہے۔“

اور اس کا قتل ہونا ہی ضروری ٹھہر چکا ہے۔“ اس پر ڈیوگ نے اس کا مختصر حال بیان کیا۔ لیکن آپ نے پھر بھی فرمایا۔ کہ آپ اس پر دوبارہ غور کریں۔“ ڈیوگ مدوح اس اشارہ کو بخوبی پا گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ گو اس کے خلاف شہادت کم تر سے موجود ہیں۔ مگر چند گواہوں نے اس کے موافق بھی بیان کیا ہے۔ ممکن ہے کہ زبرد فہمائش سے آئندہ سمجھ جائے۔“ یہ سننے ہی ملک و کٹوریہ نے ڈیوگ کا تحسینکس (تشکر یہ) ادا کیا۔ اور ساتھ ہی کاغذ مذکور پر لفظ معاف تحریر فرما کر اپنے دستخط مزین کر کے ڈیوگ کی طرف سرکا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ایک عیسائی عہد کے لئے یہ سخت دردناک کام تھا۔ کہ وہ پہلے پہل ایک قتل نامہ کی تکمیل کرے۔“ کہتے ہیں کہ لفظ ”معاف“ لکھتے وقت بھی رقتِ قلب سے ملک و کٹوریہ کے ہاتھ کا پ رہے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد کونسل دُور نے براے آئندہ ملک کی رحیم مزاجی اور رقتِ قلب پر خیال کر کے ایسے سخت کاروبار کا انکی خدمت میں پیش کرنا ممنوع کر دیا۔ اور معمولی طور پر مضابط کی کارروائی ہو بنے لگی۔

یا پند می اوقات :- ملک و کٹوریہ کو پابندی اوقات کی جو تعلیم ابتداء سے انکی والدین نے دے رکھی تھی۔ وہ دم مرگ تک سوا بر قائم رہی۔ چنانچہ سخت نشینی کے بعد ایک انجی مصاحب لیڈی چند روز دیر سے حاضر ہوتی رہی۔ تو آپ نے اسکو محسوس فرمایا۔ اور جب اس کی یہی عادت ٹھہرنے لگی۔ تو ایک دن اس کی حاضری کیوقت مقررہ پروانچ (گہری) لیکے کھڑی ہو گئیں۔ لیڈی صاحبہ حسب معمول دیر سے پہنچیں۔ مگر اس صورتِ معاملہ کے دیکھتے ہی ہوش پراں ہو گئے۔ لیکن آپ نے نرمی سے کہا۔ کہ ”دیکھو تمہارے وقت پر نہ پہنچنے سے میرا آدھا گھنٹہ ضائع ہو گیا ہے۔ آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ ہو۔“ چنانچہ پھر کیلی کیا مجال تھی۔ کہ وقت معینہ کی حاضری کو ترک کرتا۔

ہر کام میں غور کرنے کی عادت :- ملکہ معظمہ کے پاس بحیثیت حکمران ہونے کے جو ضروری کاغذات پیش ہوتے تھے وہ معمولی تو ہوا ہی نہ کرتے تھے۔ بلکہ وہ اکثر ایسے کاغذات ہوتے تھے۔ جو وزراء کی مجلس میں پیش ہو کر فیصلہ پہنچتے تھے۔ اور صرف حکمران کے دستخط ہونے باقی رہ جاتے تھے۔ چونکہ ملکہ ڈکھن ایک کم سن حکمران تھیں۔ اسلئے عام خیال تھا۔ کہ وہ لارڈ ملبورن کے ہاتھ میں آٹھ چٹلی کی طرح رہیگی۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ ملکہ وکٹوریہ نے کسی کاغذ پر سوائے کل حالات کے سننے اور اس پر اپنی رائے قائم کر لینے کے کسی دستخط نہیں کئے۔ لارڈ ملبورن کوئی کئی گھنٹے ملکہ کے سہانے میں صرف کر دیا کرتے تھے۔ تب کہیں کاغذات پر دستخط ہوتے۔ اور جس میں کچھ شبہ یا نقصان کھتے اسکو ملتوی کر دیتیں۔ چنانچہ لارڈ ملبورن کہا کرتے تھے۔ کہ اس نوعمر ملکہ کی وزارت دس بادشاہوں کی وزارت سے بھی مشکل ہے کیونکہ حل و عقد معاملات کی جو اعلیٰ قابلیت ملکہ وکٹوریہ میں موجود ہے۔ وہ وزراء کی پیش رفت نہیں جانے دی ہے۔

اسی کے متعلق یہ ذکر بھی قابلِ تحریر ہے کہ ایک دفعہ ملکہ کے پاس لارڈ ملبورن نے چند ضروری کاغذات پیش کر کے عرض کیا۔ کہ اپنے اس بیوقت دستخط فرما دیجئے اس پر ملکہ نے فرمایا۔ کہ لارڈ صاحب براہِ مہربانی ایسا کبھی پہر نہ فرمائیے گا جب تک میں معاملے کے جز و مکمل پر حاوی نہ ہو جاؤں۔ دستخط کس طرح کر سکتی ہوں۔ چنانچہ اُس دور اندیش وزیر اعظم نے بھی اس کا کبھی بُرا نہ مانا۔ اور نہایت احتیاط سے حسبِ مشاکم کرتے رہے۔

دینداری :- ملکہ وکٹوریہ کی دینداری میں تخت نشینی کے بعد باوجود سلطنت کی مہارتِ عظیمہ کے بھی کبھی فوق نہیں آیا۔ وہی حسبِ قاعدہ عبادت اُن کا

معمول رہا۔ جو ایام ابتدائی سے چھما اسی طرح کرے جانا۔ اور اسی طرح اتوار کو
یوم السبت مانکر دنیوی کاروبار کو اس دن ملتوی کر دینا انکی عادت رہی۔ چنانچہ اس کے
متعلق ایک مزید واقعہ یہ ہے کہ ایک سنجہ کی سہ پہر کو لارڈ ملبورن نے ان سے عرض
کیا کہ میں کل چند ضروری کاغذات پیش کرنے چاہتا ہوں۔ اسپر آپ سنے کہا۔ کہ
اُس اوقات عبادت کے بعد اگر آپ چاہیں تو پیش کر سکتے ہیں۔ دوسرا دن اتوار کا
تھا۔ صبح کو حسب معمول لارڈ ملبورن گر جا جانے کے لئے حاضر ہوئے۔ اور ملکہ مع
اپنی والدہ کے ان کے ساتھ گر جا کر تشریف لے گئیں۔ جہاں اُس دن یوم السبت راتوار
کی فضیلت پر پادری صاحب کا لیکچر ہوا۔ اور چونکہ لیکچر خوالجات کتب مذہبی سے لبریز
تھا۔ اس لئے مؤثر بھی ہوا۔ واپسی کی وقت ملکہ نے لارڈ ملبورن سے دریافت کیا۔ کہ
آج کے وعظ کی نسبت آپکی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا۔ وعظ واقعی عمدہ اور شو
تھا۔ اور خوب ہی ادا ہوا ہے۔ اس کے بعد ملکہ نے کہا۔ کہ آپ کے چلے جانے کے بعد میں
ہی اس کے نوٹس پادری صاحب کو لکھ کر بھیج دیتے تھے۔ یہ سنکر غالباً جس طرح
وہ فرزانہ مدرملکہ وکٹوریہ کی دینداری اور قابلیت پر عرشِ عشق کو اٹھاتا تھا۔ غالباً اب بھی
بہت لوگ صرف یہ واقعہ پڑھ کر بھی ہرجا کہہ اٹھیں گے۔ کیونکہ شہنشاہی کے رتبہ پر
پہنچکر مذہبی خیالات میں اس قدر انہماک سوائے خاص و محدودوں کے بہت کم میسر
آتا ہے۔ بہر حال اُس دن سے بعد کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اتوار کو کوئی کام ملکہ کے
حضور میں پیش کرے۔ اور وہ اس دن کو مذہبی فائدہ کے موافق عبادت میں صرف کرتی رہی۔

فصل ہفتم

ملکہ وکٹوریہ کا جشن تاج پوشی

یوں تو یوم تخت نشینی سے ملکہ معظمہ نے سلطنت کا کام باضابطہ طور پر کرنا شروع کر دیا تھا

اور ما قاعدہ اعلان بھی ہو چکا تھا۔ مگر دستور شانہ کے مطابق ۲۰ جون ۱۹۷۱ء کو یسے سخت نشینی سے تیرہ تین ہفتہ بعد آپکا جشن من پو شتی مل میں آیا۔

تخت نشینی سے تاج پوشی تک اسقدر تفاوت کی وجہ: یہ تھی کہ

ایک تو بسبب رشتہ داری قریبی شہنشاہ ولیم چہارم ستونی کے ملکہ معظمہ کو ان کا ماتم یک نخت اٹھا دینا پسند نہ تھا۔ اور اسی میں خاصکر مجھ بھی مرکوز خاطر تھا

کہ انکی جی ایڈی لید کا زخم بھی پُرانا ہو جائے۔ اس کے سوا ایک خاص وجہ تھی۔ کہ تاج بادشاہی جو اس سے پہلے شہنشاہ ولیم اور انکے سابقین پہنا کرتے

تھے۔ وہ بھاری تھا۔ یعنی اُس کا وزن ساڑھے تین سیر کا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے تاج کا تحمل ایسی نازنین ملکہ کا سر نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے انکے لئے ایک نیا

تاج بنانے تاج کو ٹرواکر رنڈل اور برجز نام انگلستان کے مشہور و معروف نام ورکار ریکروں سے ایک نیا لفیس تاج بنوایا گیا۔ جس میں پرے درجہ کی

خوبی اور لطافت تھی۔ کہ وہ وزن میں صرف ڈیڑھ سیر تھا۔ اور جو اہرات اُس سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ جو شہنشاہ ولیم کے تاج میں نصب تھے۔

ملکہ وکٹوریکا تاج: ملکہ وکٹوریہ کے لئے جو تاج طیار ہوا تھا۔ اُس میں ایک بہت بڑا لعل انکی طرف جگمگاتا تھا۔ اور اُس کے بالمقابل ایک بہت ہی بڑا نیلم نہایت

آب و تاب کے ساتھ نصب کیا گیا تھا۔ اور ان دو بے بہا دالوں کے علاوہ سولہ معمولی نیلم تیارہ زمرود چار یا قوت تیرہ سوتریہ تھہ چوکور الماس۔ بارہ سو تھتر گلابی

ہیرے۔ ایک سو سینتالیس بڑے الماسوں کے دانے۔ چار ہراجی دار بیشن قیمت موتی اور دسویہ تھتر معمولی منتخب موتی نصب تھے۔ یعنی کل تین ہزار جو اہرات آباد جگمگ

جگمگ کر رہے تھے۔ اندر کی طرف مخملی ٹوپی نہایت نفاست سے لگائی گئی تھی جو اس کا استعمال بہت تھوڑا کیا گیا تھا۔ یعنی صرف اتنا کہ جو جو اہرات کو قابو رکھنے کیلئے

ضروری ہو۔ غرض کہ ان مجلی گوہر ان بے بہا کی طرف بہر پور نگاہ سے دیکھنا محال تھا اس تاج کے صرف جواہرات کی قیمت گیارہ لاکھ تیس ہزار روپیہ آنکی لگی تھی۔

عام طیاریاں :- اس تقریب سعید کی شرکت کے لئے سلطنت کی طرف سے جب دعوتی رقعات شہزادوں۔ امیروں اور لارڈوں کے نام جاری ہوئیں تو اس پر ایک ایسی خوشی تمام لوگوں کو ہوئی کہ جو حد و پایاں سے باہر ہے محل ولیسٹ

منسٹر ابی West Minister Abbey اس مبارک دربار کے لئے اس محکمگی اور اہتمام سے سجایا گیا تھا کہ جیسا اس جشن عظیم الشان کے لائق تھا۔

محل کیا تھا ایک طلسم کردہ بنا ہوا تھا کہ جس کی آرائشوں اور زیبائشوں کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ اس عالیشان محل کے ایک ایسے وسیع کمرے میں دربار عجاا کیا تھا کہ جس سے باقی شہر کا بھی جو عین دیر اس کمرے کے موجود تھے۔ تمام کارروائی

کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔

مشائقیں دیدار کا ہجوم :- ملکہ کا جلوس شانہ دیکھنے کے لئے شایقین کا ہجوم

ہجوم تھا کہ غالباً چشم فلک نے بھی ایسا ہجوم و اشتیاق بہت کم دیکھا ہوگا۔ ایسے جس راستہ سے ملکہ کی سواری گذرنی تھی محل دیسٹ منسٹر ابی تک دوویہ لوگوں نے بیٹھنے

کے لئے مکانات کرایہ پر پڑھار رکھے تھے۔ اور کرایہ بھی اس قدر گراں کہ فی شخص دو سو روپیہ تک۔ اس اشتیاق کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ صرف دو گھنٹہ کے لئے دو سو

روپیہ چسپنا کر لئے کو اس قدر ہجوم ہوا کہ بشکل دونوں طرف کے مکانات پر سے صرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔

تاج پوشی کا دن :- چڑیا تو گویا فرحت و شادمانی کا ایک سمندر ٹوٹ پڑا شایقین

دیدار تو سیر سے ہی سے آ کر اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تھے۔ دس بجے پہلے تمام شہزادے۔ نواب۔ امیر سفرائے دول نظام اور دوسرے بڑے بڑے لارڈز وغیرہ

دربار میں آکر اپنے مقام پر بٹہ وار بیٹھ گئے۔ اور وفور شوق سے ملکہ و کٹوریہ کی
تشریف آوری کا انتظار ہونے لگا۔ چنگے جاوے میں منت مانوس کیواسطے ایک سنہری
تخت نماشاہانہ کرسی نہایت خوبصورتی کے ساتھ ایک نہایت کی مسند مرتفع پر بچھی
ہوئی تھی۔

ملکہ کی شامانہ پوشاک :- ملکہ معلکہ کی پوشاک میں بھی اُس دن خاص شامانہ بٹل
مد نظر رکھا گیا تھا۔ یعنی نہایت اعلیٰ درجہ کی ارغوانی مخمل کا زردوزی لباس آپ کے
زیبرہ اور نیا مرتع کار تاج شاہی برسر تھا۔ دہنے ہاتھ میں عصلے شاہی اور بائیں
ہاتھ میں کرہ طلائی۔ اور اس کے علاوہ دست راستہ میں مہر کی انگشتی پٹری تھی
اس کے سوا تین تلواریں کمر سے لٹک رہی تھیں جنکی تشریح یہ کی جاتی ہے کہ عصا
سے شہنائی رعایا مقصود ہے۔ اور کرہ سے کرہ زمین کی بادشاہت۔ اور انگشتی مہر
کی نشانی تین تلواروں میں ایک سے سیاست یعنی انصاف مقصد تھا۔ دوسری سے
حفاظت رعایا و ملک مراد تھی۔ اور تیسری تلوار رحم کی تھی۔ جو کہ تھی۔ غرض کہ یہ صورت
تھی جس کا نظارہ دینا اُس دن اہل عالم کو منظور تھا۔ اور جو فی الواقع مناسب و
موزون مذاق تھا۔

ملکہ و کٹوریہ کا جلوس شامانہ :- ٹہیک دس بجے دن کے ملکہ و کٹوریہ اپنے
شاہی محل سے ایک آٹھ گھوڑوں کی نایاب شاہی گاڑی پر اس اہتمام سے سوار
ہو کر روانہ ہوئیں کہ آٹھ مصاحب خواص و آٹھ کا دن اٹھایا ہوا تھا۔ اور پچاس
سہیلیاں پیچھے چل رہی تھیں۔ ملکہ کے مقابل انہی والدہ میٹھی ہوئی تھیں جسوقت
یہ ساتھوں منتخب روزگار لیدیاں چل رہی تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ جوابہرات کا
دریا چل رہا ہے۔ اور اُس کی تیز و تند موجیں نظر کو ٹکنے نہیں دیتیں۔ اس لحاظ
نور عجیب کے آگے پیچھے فوجی جلوس چل رہا تھا جو نظارہ کی سبب کو آؤر بھی بڑھا دیتا تھا

غرض کہ اس ہیئت سے ملکہ معظمہ دونوں طرف سے تہاشائیوں کی مبارک سلامت کی آوازیں سنتی اور سلام شوق لیتی ہوئیں نہایت تجلِ شامانہ کے ساتھ سارے گیارہ بجے محلِ دکیٹ منسٹر میں دلق افروز ہوئیں۔ اور جس طرح سوار ہوئے وقت اکیس توپ کی شاہی سلامی مہر ہوئی تھی۔ اُسی طرح اُترنے کی وقت بھی اکیس توپ کی سلامی مہر ہوئے کے ساتھ شاہی بابے نے قومی گیت کے ساتھ استقبال کیا۔ اور دربار میں داخل ہوئے ہی ۷

پٹے تعلیم اور خواست ناگاہ زرخِ رنگ ز سر ہوش و ز دل آہ
بہر حال جب آپ تختِ شامانہ پر تنگن ہوئیں۔ تو کنٹری کے آج بشپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اہلِ دربار سے آکھولائی کرایا۔

”لیڈیز اور جنٹلمین! میری مخلصی ملکہ مظفر حامی دین جو بیشک شبہ اس ملک کی اصلی مالک اور حکمران ہیں۔ اور جنکی حکومت کا سکہ ہم سبوں کے دلوں پر جو اس دربار میں اپنے اظہارِ عقیدت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ بخوبی منقش ہو چکا ہے۔ ان کو پیش آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کیا آپ انکو اپنا بادشاہ اور فرمانروا تسلیم کرتے ہیں؟“ اس پر چاروں طرف سے صدائے تہنیت نے تسلیم کا اقرار کیا۔ اور رسوماتِ تاج پوشی شروع ہوئیں۔

رسوماتِ تاج پوشی :-۔ اختتام کے قانون کے مطابق ضروری یہ تھا کہ ہر ایک حلیف (قسم کھانی والا) تاج شاہی پر ہاتھ لگا کر بادشاہ کے بائیں خُشار پر بوسہ دے۔ لیکن یہ رسم اس فوٹو نازنین اور بالخصوص دوشیزہ ملکہ کے لئے کسی طرح مناسب نہ تھی۔ لہذا بعد ازاں عام پہلے سے سب درباریوں کو مطلع کر دیا گیا تھا۔ کہ حلف دینے صرف ملکہ کے تاج کو ہاتھ لگا کر انکے بائیں ہاتھ پر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر بوسہ دیں۔ البتہ ملکہ کے چچا ڈیوک آف کیمبرلنڈ اور ڈیوک آف سسکس

حسب معمول رسم ادا کریں۔ پس اسی قاعدہ کے مطابق سب سے پہلے تو ملکہ کے چچاؤں نے حلف لیا۔ لکھا ہے کہ جو وقت ڈیوک اورن سبسکس اس اداۓ رسم کے لئے تخت کے پایہ پر چڑھنے لگے۔ تو بے بضاعت پیری کے انہیں کی قدر و شواری ہوئی۔ یہ حالت دیکھتے ہی ملکہ و کٹوریہ خود تخت سے اہٹ بیٹھ نیچے اتر آئیں اور چمکے گلے لپٹ کر خود بھی انکا بوسہ لے لیا۔ اور فرمایا کہ آپ زیادہ تکلیف نہ کریں۔ میں تو آپ کی دہی پیچھی کو کٹوریہ ہوں۔ اس وقت کا حال ڈیوک سے پوچھنا چاہیے۔ کہ اس ادب و اخلاق مجسمہ پیچھی کی اس قدر اُلفت دیکھ کر وہ کس قدر خوش ہوئے ہوں گے۔ ہم تو صرف اتنا سنتے ہیں کہ فرط انفساط سے اُنکے آنسو نکل پڑے تھے۔ الغرض اسی طرح سب امیر تاج کو چھو کر اور ملکہ کے ماتھے کو بوسہ دیکر رسم ادا کرتے گئے۔ کہتے ہیں کہ اُن میں سے ایک صاحب لارڈ رول نام ہے۔ ضعیف تھے کہ جنہیں اپنی جگہ سے اٹھ کر تخت پر چڑھنا مشکل تھا۔ وہ بیچارے قاعدہ کے موافق آکر چڑھنے لگے تو پاؤں لڑکھڑا گیا۔ اور گرے کو تھے کہ دوسرے اُمرانے جو اُس وقت اُنکے پاس کھڑے تھے پکڑ کر سہارا دیا۔ اور وہ بوڑھا لارڈ دوبارہ چڑھنے لگا۔ مگر ملکہ معظمہ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ کہ آپ ٹھہریے۔ اور خود اپنا ہاتھ آگے کر دیا کہ یہیں سے دیدیا جائے۔ الغرض اس عجمگی اور خُشن اسلوب سے یہ دربار عرصہ کثرت برخواست ہوا۔ اس دربار میں اٹھارہ ڈیوک۔ بائیس مارکوائس۔ بانوے ارل۔ بیس ویکونٹ۔ بانوے بیرن۔ اور قریباً چھ سو معزز لارڈز ملکہ کے حلیف ہوئے تھے۔ شاہی دعوت :- دربار سے فراغت کے بعد سلطنت کی طرف سے ڈیوک اورن ولنگٹن نے دو ہزار معزز رئیسوں کی دعوت کا بعد شام اہتمام کیا۔ اور یہ خواص الملک لوگوں کی دعوت خود ملکہ معظمہ نے اپنے محل پہنچا۔ اس کے علاوہ ہزار ہا بلکہ لاکھ لوگوں کو کہاں ناقصیم کیا گیا۔ اس دعوت میں ایک خاص بات یہ بھی قابل ذکر ہے

کہ ایک بچہ اٹا بت بریان کیا گیا تھا۔ جس کو گوہ سالہ شاہی کا خطاب ملا۔ اور اس کو عجاوب پرست لوگوں نے اس کثرت سے دیکھا کہ جس کا اندازہ نہیں۔ حتیٰ کہ آخر کار اس کے دیکھنے کے لئے چار آنہ کا ٹکٹ مقرر کیا گیا۔ اور اس پر بھی ساڑھے تین ہزار آدمیوں نے اسے دیکھا۔ اس کے علاوہ اُن دنوں ہتی ایٹروں میں مُغنت تماشائے دکھانے کا حکم دیا گیا۔ اور لوگ مُغنت سیر کرتے رہے۔

تاج پوشی کا خرچہ، رسومات تاج پوشی کے اخراجات کا اندازہ صرف سات لاکھ روپیہ کیا گیا تھا جو ایک ایسی رقم ہے کہ غالباً ایشیائی شیس بھی ایسی واقعات پر اس کم صرف نہ کرتے ہونگے۔ گریٹ بیکھا جاٹے کہ تاج شاہی اور دیگر ملکہ سات کی لاگت اس سے علاوہ ہے۔ اور یہ رقم صرف نصف تو محل ویسٹ منسٹری کی آرائش پر صرف ہوئی تھی اور نصف دعوتوں اور خیرات میں۔ تو کچھ کم بھی نہیں کہی جاسکتی۔

فصل شتم

تبدیل وزارت ملکہ و کٹوریہ کی خود رانی اور مخالفین کی ہرزہ درانی

تاج پوشی کے بعد حسب دستور و قانون ملک چونکہ لارڈ ملٹورن صاحب کی وزارت کی مبادی ختم ہو گئی تھی اسلئے وزارت کے لئے قاعدہ کے موافق نیا انتخاب ہوا۔ اور سر رابرٹ سیل صاحب Sir Robert Peel: فرقة کونفریو

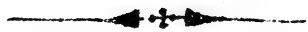
کے پیشرو انتخاب میں کامیاب ہو گئے۔ پُرانی کیپی ٹ نے باضابطہ استعفیٰ داخل کئے۔ اور نئے وزیرِ عظم اپنی کینٹ مرتب کرنے لگے۔ لیکن اتفاق سے پہلی کیپی ٹ کے وزراء میں سے چند ایک کی لیڈیاں پہلے سے ملکہ معتمدہ کی مصاحبت میں داخل تھیں لارڈ پیل نئے وزیرِ عظم نے اپنا سکہ جانب کے لئے یہ خواہش کی کہ جس طرح

کونسل وُزارے سابق علیحدہ ہو گئی ہے۔ ایسے ہی وہ لیڈیاں بھی ملکہ معظمہ کی مصاحبت سے الگ کر دی جائیں۔ لیکن ملکہ معظمہ نے اپنی قدیمانہ طرزِ قدر وانی اور حقوقِ صحبت کے خیال سے لارڈ پیل کی اس درخواست کو قطعی نامنظور کر دیا۔ اور فرمایا کہ چھ لیڈیاں ہماری پرائیویٹ مصاحبت میں ہیں۔ ان پر سلطنت کا کوئی زور نہیں چل سکتا۔ لارڈ پیل نے اس امر کو اپنے مطالب کے لئے موافق نہ جانا۔ اور کہا کہ جب تک چھ لیڈیاں ملکہ معظمہ کے پاس رہیں گی انہی قابو یا فنگلی کے سبب نئی وزارت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس معاملہ کو انہوں نے پارلیمنٹ میں بھی پیش کر دیا۔ جس پر ملکہ معظمہ کو اور بھی ناگوار ہوا۔ اگر وہ آہستگی کے ساتھ جملہ مراتب کا انشیب و فرائض سمجھا دیتے تو شاید کارروائی اُنکے حسبِ مراد ہو جاتی۔ لیکن انہوں نے چونکہ ہینکری اور شیخٹ دکھائی۔ لہذا ملکہ معظمہ بھی اپنی بات پراٹھ گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لارڈ پیل نے بغیر اُنکے علیحدہ کر لئے۔ وزارت سے استعفا دیدیا۔ اور ملکہ معظمہ نے بھی بلا خوف و ہمتہ لائم اس کو منظور کر لیا۔ اور فی الفور اپنے پُرائے خیر خواہ لارڈ ملبورن کو طلب فرما کر بدستور وزارت کے قائم کرنے اور اسی کیپٹنٹ کے مرتب فرمانے کا حکم صادر فرما دیا۔ اس سے مخالفین کو آؤ بھی رشک و حسد پیدا ہوا۔ اور انہوں نے

اس تغیر و تبدل کا نام بیڈ چیمبر کو سچین
Bad Chamber Question

یعنی مسئلہ خواب گاہ قرار دیکر ملک میں اس محنت آبِ ملکہ کی بدنامی کرنی شروع کر دی۔ ملکہ کا استقلال یہ کہتے ہیں کہ اس عمل درآمد کے بعد جب ملکہ وکٹوریہ ایک گھوڑ و ڈریس شریک ہوئیں۔ تو سر رابرٹ پیل کی خاص جماعت نے اس سے ایسے آواز و نفرین خاص اُنکے سامنے بھی بلند کرنے سے پہلو ہتی نہ کی۔ اور ہر چند کہ انجمنستان کو ابھی ملکہ سے پہلے بادشاہ ہونے کی خود رانی کے سبب بھولے تھے۔ جنکے موافق ملکہ کو ہر طرح ایسے شوخ چشم لوگوں کی واجب گوشمالی کا اختیار تھا۔ مگر انہوں نے

ہمیشہ تحمل اور بردباری کو اپنا اصول بنائے رکھا۔ اور ان فضول اور لغو بکواسوں
 کی طرف کوئی بھی توجہ نہ فرمائی۔ جو انکی کوہ دقا اور رحم مجسم ہونے کی کافی دلیل
 ہے۔ بہر حال اس کے بعد یہ معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ اور خود ان لوگوں کو
 بھی اپنی بدنہانی اور بڑبری ہوئی آزادی کی ڈینگ کا سخت افسوس ہوا۔ کیونکہ
 اس محض اہتمام سے دراصل خود انکے اپنے ملک کی بھی خفقت تھی۔ اور ملک معظمہ کا دہن
 اس سے بالکل پاک و صاف تھا۔ اور تاریخ دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ
 سوائے اس ملک کے بہت ہی کم لوگ تخت انگلستان پر اس پرہیزگاری اور
 عصمت مآبی کے ساتھ حکومت کر گئے ہیں جیسی کہ ملکہ وکٹوریہ نے کی جس کی اصل
 وجہ ہے کہ ابتداء سے ہی انکی والدہ کی نہایت قابل داد تعلیم و تربیت نے ان کے
 دل میں دینداری اور اخلاقی خیالات مرتسم کر دیئے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ فطرتاً
 جس شخص کے دل پر ایسے خیالات کا غلبہ ہو وہ کبھی فضولیات کی طرف راغب نہیں
 ہو سکتا۔ البتہ لارڈ ملٹون کے فریق کی طرفداری ملکہ نے ضرور کی۔ جس کی وجہ
 یہ تھی کہ ایک تو بسبب اس کے کہ حضور مدوحہ انہیں کے عہد وزارت میں تخت
 نشین ہوئی تھیں۔ ان سے موافق ہونا فطرتی امر تھا۔ اور دوسرا سربراہیٹ پیل
 کی درخواست فی نفسہ بھی معقول تھی۔ اور پھر اس پر اس قدر کہ کرنا اور بھی لغو تھا



باب سوم

دکٹوریہ کی شادی خانہ آبادی اور خانہ دار زندگی

فصل اول

ملکہ دکٹوریہ کا عالم شباب

ملکہ دکٹوریہ جب تھوڑے سے وقت پر پہنچی تھیں انکاسن اٹھارہ برس اور ایک مہینہ کا تھا۔ جو عین شباب کے دن ہوا کرتے ہیں۔ اور ملکہ کا حسن و جمال تو کچھ آفریدی شے تھا۔ قد کی موزونیت۔ نازنین جسم کا سڈول اور نازک ہوناسنگ کا گل گلاب سے بھی دو قدم بڑھ کے رہنا بڑی بڑی آنکھوں کا وسیلہ۔ نازک ہونٹوں کی تاب و تحریر۔ چہرہ کی صفائی۔ کشادہ پیشانی۔ منقسم صورت۔ چاندی چہرہ کے ساتھ زلف سیاہ کا جماؤ۔ اور اسپر ہنجا اور شاہی بناؤ بقول مولانا غنیمت

نگاریں و دخترے غارت گر ہوش چہ دختر باقیامت و دوش بروش
عیان از جہاد و مطلع الفجر نہاں در گیسوے اولیائے القدر

غزال چشم تکلیف رم ہوش خرام مستی او عبید آغوش

غرضکہ دست قدرت نے ملکہ کے وجود کو حسن و جمال کے سانچے میں ڈال دیا تھا۔ اور بلا مبالغہ جس طرح اقبال عزت نیکی اور بزرگی میں برطانیہ عظمیٰ کی یہ مبارک خاتون بے نظیر و عدیل تھیں ویسے ہی خوبصورتی میں بھی انکا ہیم و شراب ہوا تھا۔

ملکہ کے طلبگار :- ملکہ وکٹوریہ ابھی تخت سلطنت پر جلوہ گر بھی نہ ہوئی تھیں کہ انکے طلبگاروں کا هجوم ہو گیا۔ اور واقعی ایسی خوبصورت۔ ایسی باسلیقہ۔ ایسی پاکیزہ طبیعت اور ایسی بلند پایہ لڑکی کے جس قدر خواہان سنبھلتے کہتے۔ معمولی حیثیت والوں کا یوں تو عرصہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ باقاعدہ پیام و سلام کریں وہ اپنے عشق کی سرگزشتیں اور افتادیں بذریعہ تحریر ہی لکھ لکھ بیچتے تھے۔ اور اسی میں اپنی ہر اس نکال لپٹتے تھے۔ اور برابر والے شہزادے جو اس حسب و نسب کے تھے۔ اُن میں سے کئی آوارہ و سرگشتہ ہو گئے۔ اور کئی حالت جنون میں پھلتے پھرتے نظر آئے۔ شاہ جارج چہارم نے اپنے صحن حیات پر انس الگنڈر کو جو بندہ ہرنڈ کا شہزادہ تھا۔ اس ازدواج کے لئے پسند کیا تھا۔ اور بعض ممبرانِ خاندان شاہی کو پرنس جارج شہزادہ کی طرح کا بھی خیال تھا۔ لیکن کارکنانِ قضا و قدر نے یہ دُعا بے بہا شاہی خاندان کو ہٹا کے شہزادے فرانسس چارلس آکٹس البرٹ کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ تو کسی دوسرے کو کس طرح باریابی اور مقبولیت ہو سکتی تھی۔ اور ملکہ کے ہزرگوں نے بھی ابتداء سے ہی یہی رشتہ خجستہ کا خیال اپنے دل میں رکھا ہوا تھا۔ اسلئے باقی درخواستوں پر کوئی التفات نہ ہو سکتی تھی۔ یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عثمانی وکٹوریہ میں کئی ایک لارڈ اور دُوراء بھی شامل تھے۔ مگر عرضِ حال کا موقع کسے ہو سکتا تھا ایک دن ایک لارڈ نے بڑی خوبصورت وضع بنا کے ملکہ کی خدمت میں عرض کیا کہ براہِ مہربانی آپ سرسری طور پر فرما دیں کہ موجودہ گروپ (مجموعہ) میں سے آپ کسے ترجیح دے سکتی ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ نے فرمایا کہ مجھے پہلے سمجھا دیا جائے۔ کہ یہ سوال کیسا ہے۔ اور بات کیا ہے۔ لارڈ نے عرض کیا۔ کہ سائل کو اس سے زیادہ کہنے کا اقتدار حاصل نہیں۔ وہ آپ کے جواب پر موقوف ہے۔ آپ سرسری طور پر فرما دیں۔



H.M. QUEEN VICTORIA

ملکه وکٹوریا

یہ بات سنتے ہی ملکہ وکٹوریہ فوراً اصل مطلب پر پہنچ گئیں۔ اور نہایت حزم و احتیاط سے جواب دیا کہ ڈیوک اوف ویلنگٹن تم سب میں قابل ترجیح ہیں۔ اس سب کے خیالات لاطائل رفو چکر ہو گئے۔ اور ملکہ کی فراست و لیاقت نے ایسا بے بدل کام کیا کہ پھر کسی کو کچھ کہنے کی جرات ہی نہ ہو سکی۔ کیونکہ ڈیوک اوف ویلنگٹن سوال کی بوقت نہ تھے برس کے تھے۔

فصل دوم

شہزادہ البرٹ کا ابتدائی حال اور شادی کا خیال

فرانسیس چارلس آگسٹس البرٹ۔ خاندان سیکس کے لائق فرمانروا کو برگ اوف گوٹھ کے فرزند دوم تھے۔ جو ملکہ وکٹوریہ کی والدہ ڈچس اوف کینٹ کے حقیقی بھائی ہوتے تھے۔ اور اس طرح گریا پرنس البرٹ ملکہ کے محبت بھائی تھے۔ یہ شہزادہ ۲۶ اگست ۱۸۱۹ء کو روزینا نام قصبہ میں جو کو برگ سے چار میل کے فاصلہ پر تھا پیدا ہوا۔ اور سیدہ فوسی سال ہے۔ جس میں ملکہ وکٹوریہ ۶۴ مئی کو پیدا ہو چکی تھیں۔ شہزادہ البرٹ کی والدہ شہزادی لوئسا ہٹری لائق اور حسین شہزادی تھی۔ مگر شوہر سے ناموافقیت کے باعث اسکو طلاق دیا گیا۔ اور پھر ۲۳ سال میں وہ بیجاری رہ بھی گئیں۔ لیکن مرنے اور طلاق سے پہلے بھی بوجہ باہمی شکر رنجی کے ڈیوک اوف کو برگ خود ہی البرٹ کی تعلیم و تربیت کے کفیل تھے۔ چار سال کی عمر میں انکی تعلیم و تربیت کے کام پر ایم فلانسچر صاحب ایک لائق ادیب مقرر ہوئے۔ اور شہزادہ کی طبیعت میں چونکہ جود و ذہانت کافی موجود تھی اسلئے وہ بہت جلد ترقی کرتے گئے۔ اخلاق۔ سیاست۔ مدن۔ و باغذانی

پرنس البرٹ شوہر نامدار ملکہ وکٹوریہ

PRINCE ALBERT CONSORT



حکمت وغیرہ علوم ہنر و پرہیز کے سوا موسیقی اور ورزش میں شہزادہ نے خاص
 امتیاز حاصل کر لیا۔ اور گھڑ دوڑ وغیرہ تو انکی معمولی کھیلیں تھیں۔ لیکن ساتھ
 ہی مزاج میں پرہیز کی تہذیب اور حکمت پوری ہوئی تھی۔ خوبصورتی تو اس
 گہرا نہ کا خاص حصہ تھی۔ مگر شہزادہ اس میں بھی نمبر اول پانے کا مستحق تھا۔ اور اس کے
 ساتھ ساتھ مثال کی طاقت شہزادہ کی رگ و پے میں سمائی تھی۔

۱۲۰۰ء میں جبکہ ملکہ وکٹوریہ ابھی نابالغ تھیں۔ ڈیوک اوف کوبرگ اُن کے
 ماموں اپنے دونوں لڑکوں کو سیر و سیاحت اور تعلقات یگانگت کے استحکام
 کے لئے ساتھ لیکر لندن تشریف لائے۔ اور حسب قاعدہ اپنی بہن ڈچس اوف
 کینٹ کے ہاں فروکش ہوئے۔ جہاں اس سے پہلے اُن کے ہمسایہ پرنس
 لیوپولڈ بھی مدتوں رہ چکے تھے۔ اسی اقامت میں ملکہ وکٹوریہ اور پرنس آلبرٹ
 کی بے تکلفانہ ملاقاتوں کا آغاز ہوا۔ سیر و تفریح میں دونوں باہمی اتفاق
 سے شریک ہوئے رہے۔ اور ادھر دوسری گشتیں بھی دونوں نے بہت اچھی طرح
 کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے بزرگوں کے دلوں میں جو خیال مدتوں
 سے موجود تھا۔ اُس کا خود ان کے سینوں میں بھی گزر ہونے لگا۔ ملکہ وکٹوریہ چونکہ
 اپنی ذات کے لئے مذہبی خیالات کی زیادہ پابند تھیں۔ اسلئے انہیں ان ملاقاتوں
 میں شہزادہ آلبرٹ کی نسبت بھدیکھ کر کہ وہ بھی بچا ہوا سا اور پراٹھٹ طریقہ کا
 پیرو ہے۔ نہایت اطمینان ہوا۔ اور نیز چونکہ شہزادہ بھی ملکہ کی طرح فن موسیقی
 کا شائق اور خود ایک اچھا موسیقی دان تھا۔ اسلئے اس میں بھی انکی تسلی
 ہو گئی۔ اس کے علاوہ ایک حسن اتفاق یہ بھی قابل دید تھا۔ کہ جس بادری نے
 ڈچس اوف کینٹ کی رسم نکاح خوانی ادا کی تھی۔ اُسی نے اس شہزادہ کو بھی مصطاف
 دیا تھا۔ اور نیز شہزادہ کی طرح وضع باوجود پرہیزی ہونے کے اکثر مگریری ہوا کرتی تھی

اور یہ سب باتیں ایک دوسرے کی پسندیدگی کے لئے کافی دوائی تھیں۔ ان سب اتفاقات کی خاص وجہ تو یہ کہ شہزادے کے والدین نے ابتداء سے ہی بھرتیت رکھ چھوڑی تھی۔ اور چونکہ جس وقت شہزادی و کٹوریہ پیدا ہوئی تھیں اس وقت ان کے تحت نشین ہو نیکا خیال تک نہ تھا۔ اس لئے فریقین کے اہل خاندان کا ایسے رشتہ کی نسبت خیال کرنا کچھ بیجا بھی نہ تھا۔ جوں جوں شہزادی و کٹوریہ کے ملکہ ہونے کی امیدیں ہوتی گئیں۔ اس کام میں توقف و تعطل بھی پڑتا گیا۔ کہ مقتصدانے وقت یہی تھا۔ مگر پھر بھی شہزادہ لیو پولڈ اپنے ایام قیام انگلستان میں اس امر کی نسبت کوشش کرتے رہے۔ اور پھر درود بھی اسی غرض سے تھا۔ جس سے اتحادِ فیما بین کو کافی ترقی ہوئی۔ اور جس وقت ملکہ و کٹوریہ تخت شاہی پر بیٹھیں تو شہزادہ آلبرٹ نے اس وقت بھی (جبکہ وہ یونیورسٹی آف ہارٹفیلڈ کے طالب علم تھے) مسندِ جہِ ذیل مبارکباد کا خط ملکہ کی خدمت میں لکھا۔

”پیاری و کٹوریہ! اب خدا نے تمہیں یورپ کی ایک وسیع سلطنت کی ملکہ کر دی ہے۔ لکھو کھا آدمیوں کی خوشی اور ناخوشی کی کلید تمہارے ہاتھ میں آگئی ہے جس کے لئے میری دعا ہے۔ کہ خدا تمہارا معین و مددگار ہو۔ اور تمہاری سلطنت خوش دراز تک قائم رہے۔ اور تمہاری دلی کوششوں اور بہترین انتظاموں کا معاوضہ تمہاری رعایا کی طرف سے اظہارِ احسان مندی و اخلاص کے ذریعہ ملتا رہے۔“

اس کے بعد تاج پوشی کے جلسہ میں وہ پھر صبح اپنے والد اور بہائی کے ملکہ و کٹوریہ کے خاص جہان ہوئے اور اس موقع پر ان کو بھی خلا ملایا ہوا تھا۔

ملکہ و کٹوریہ کا البرٹ کو اپنی تصویر پہنچانا۔ انگلستان کے جزیرہ عظیم سے رخصت ہو کر جب شہزادہ مختلف ممالک کی سیر کرتا کرتا اپنے گھر پہنچا تو اسی دن ملکہ و کٹوریہ کی طرف سے اس کو ایک نادر تصویر پہنچی جو ایسا موقع مانگ کر عطا کیا گیا تھا۔

کہ شہزادہ کے گہریں قدم رکھتے ہی بجلے۔ اس تصویر کے پہنچنے سے اہل خانہ کو اس معاملہ میں کب قدر اطمینان ہو گیا۔ کہ اب ضرور معاملہ حسب مراد حل ہو جائیگا اور اس امید کو اس طرح سے ایک اور بھی تقویت ہوئی۔ کہ ملکہ نے پرنس لیو پولد کو اپنے ایک خط میں شہزادہ البرٹ کی صحت کا خیال رکھنے اور اس سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے سچو کی بات چھ جملہ لکھ لکھ کر فرمائی کہ پرنس البرٹ کی بابت میں آپ سے طمس ہوں کہ آپ اس کی صحت اور خبر گیری کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ کیونکہ پرنس مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔

ماریوسی :- اس کے بعد شہزادہ لیو پولد نے جو اس وقت سلطیم کے بادشاہ تھے۔ اور ملکہ کی طرح البرٹ کے بھی اموں تھے۔ ملکہ کوٹوریہ کے پاس بذریعہ تحریر اس مبارک ازدواج کی تحریک کی۔ مگر خدا معلوم کس سبب سے ملکہ کوٹوریہ نے ایک ایسا بیس بین جواب دیا کہ جس سے اقرار یا انکار کچھ بھی ترشح نہ ہو۔ آپ نے لکھا۔ کہ مائوں جان! ابھی مجھے تین چار سال تک اس معاملہ میں مجبور نہ کیجے۔ اُس وقت اقرار یا انکار جو کچھ مناسب ہو گا۔ عرض کر دیا جائے گا۔ اس تحریر سے گو انکار تو نہ تھا مگر اکثر اہل خاندان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور باہمی گفتگو ہونے لگی۔ کہ کیوں ایک موہوم امید پر شہزادے کی جوانی کو خراب کیا جا رہا ہے۔ مگر اس ماریوسی سے شہزادے نے ہمت نہ ہاری۔

فصل سوم

شادی کی نچت و پز

آخر نہ وہ شہزادہ کی آواست خانہ اور ضمیر مخلصانہ نے کام کیا۔ اور ملکہ کو خود بخود

اپنے پہلے خیال کی غلطی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اپنے روزنامہ میں اس امر کو انہوں نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے۔ کہ۔

میں اس مہیا کا نہ تحریر کے لئے قابل معذرت بھی نہیں ہوں۔ اس وقت مجھے یہی خیال تھا کہ میں انگلستان کی ملکہ ہوں۔ اور محل کننگٹن میں تنہا آزادانہ زندگی بسر کر رہی ہوں۔ ابھی اٹھارہ برس کا سن ہے۔ شادی کی کیا جلدی ہے۔ ناحق بیٹھے بٹھائے بابہ زنجیر ہونا کیا ضرور ہے۔ مگر اب میں اپنی اس جلد بازی سے شرماتی ہوں۔ اور سخت حیران ہوں۔

شہزادہ کا پہرا انگلستان آنا۔ اس کے بعد یہ تصفیہ ہوا کہ اگر شہزادہ جواب شافی اور قول فیصل کا مستعدی ہے۔ تو ایک دفعہ پھر انگلستان آئے وٹاں کیا دیر تھی۔ چنانچہ وہ عاشق صادق فی الفور جرمنی سے چل کر سلیجیم ہوتا ہوا اور بزرگوں کی دعا کو مددگار بناتا ہوا انگلستان آیا۔ اور بدستور ملکہ وکٹوریہ کے محل خاص میں رہنے لگا۔ اس موقع پر جس قدر سوالات تھے وہ سب حل ہو گئے۔ اور ملکہ کو خود ہی دعوت دینی پڑی۔

ملکہ کا اظہار محبت اور شہزادہ کی عقلمندانہ قبولیت :- انگلستان آئے پر سب سے پہلے ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اس امر کا اظہار ہوا کہ وہ شہزادہ کو اپنا جوڑا بنانے پر خوش ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک محفل رقص میں شہزادہ کے ساتھ شامل ہو کر ایک نادر گلہستہ دینے سے اس امر کا اشارہ اظہار بھی کیا۔ کہ یہ ہے کہ شہزادہ اس وقت تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کی گنجائش نہ تھی کہ وہ اس گلہستہ کو سینہ محبت خرنیہ پر آویزاں کر سکے۔ مگر انہوں نے نہایت خوشی سے چاقو لیکر اپنی صدری کو چاک کیا۔ اور اس گلہستہ کو لگا کر ملکہ کی نظروں پر اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ لیکن رمز و کنایہ۔ ایشمارہ دستعارہ کسی میں بھی اپنی

کہ شہزادہ کے گہر میں قدم رکھتے ہی بلجئے۔ اس تصویر کے پہنچنے سے اہل خانہ کو اس معاملہ میں کب قدر اطمینان ہو گیا۔ کہ اب ضرور معاملہ حسب مراد طے ہو جائیگا اور اس امید کو اس طرح سے ایک اور بھی تقویت ہوئی۔ کہ ملکہ نے پرنس لیو پولد کو اپنے ایک خط میں شہزادہ البرٹ کی صحت کا خیال رکھنے اور اس سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے سپنہ کی بات چھ جملہ لکھکریا کبذ فرامی کہ پرنس البرٹ کی بابت میں آپ سے طمس ہوں کہ آپ اس کی صحت اور خبر گیری کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ کیونکہ پرنس مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے؟

مایوسی۔۔ اس کے بعد شہزادہ لیو پولد نے جو اس وقت یلچیم کے بادشاہ تھے۔ اور ملکہ کی طرح البرٹ کے بھی مومن تھے۔ ملکہ کو ٹوریک کے پاس بذریعہ تحریر اس مبارک از دواج کی تحریک کی۔ مگر خدا معلوم کس سبب سے ملکہ کو ٹوریک نے ایک ایسا بیس میں جواب دیا کہ جس سے اقرار یا انکار کچھ بھی ترشح نہ ہو۔ آپ نے لکھا۔ کہ ماموں جان! ابھی مجھے تین چار سال تک اس معاملہ میں مجبور نہ کیجئے۔ اُس وقت اقرار یا انکار جو کچھ مناسب ہو گا۔ عرض کر دیا جائے گا۔ اس تحریر سے گو انکار تو نہ تھا مگر اکثر اہل خاندان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور باہمی گفتگو ہونے لگی۔ کہ کیوں ایک موہوم امید پر شہزادے کی جوانی کو خراب کیا جا رہا ہے۔ مگر اس مایوسی سے شہزادے نے ہمت نہ ہاری۔

فصل سوم

شادی کی نچت و پز

آخر شخ خود ہی شہزادہ کی آواز شناسانہ اور صبرِ مُخلصانہ نے کام کیا۔ اور ملکہ کو خود بخود

اپنے پہلے خیال کی غلطی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اپنے روزنامہ میں اس کو انہوں نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے۔ کہ۔

میں اس بیباکانہ تحریر کے لئے قابل معذرت بھی نہیں ہوں۔ اُس وقت مجھے یہی خیال تھا کہ میں انگلستان کی ملکہ ہوں۔ اور محل کنسنگٹن میں تنہا آزادانہ زندگی بسر کر رہی ہوں۔ ابھی اٹھارہ برس کا سن ہے۔ شادی کی کیا جلدی ہے۔ ناحق بیٹھے بٹھائے پاہ زنجیر ہونا کیا ضرور ہے۔ مگر اب میں اپنی اس جلد بازی سے شرماتی ہوں۔ اور سخت حیران ہوں۔

شہزادہ کا پہلا انگلستان آنا۔ اس کے بعد یہ تصفیہ ہوا کہ اگر شہزادہ جواب شافی اور قول فیصل کا مستعدی ہے۔ تو ایک دفعہ پھر انگلستان آئے وہاں کیا دیر تھی۔ چنانچہ وہ عاشق صادق فی الفور جرمنی سے چل کر سلیجیم ہونا ہوا اور ہزرگوں کی دعا کو مددگار بنانا ہوا انگلستان آیا۔ اور بدستور ملکہ و کٹوریہ کے محل خاص میں رہنے لگا۔ اس موقع پر جس قدر سوالات تھے وہ سب حل ہو گئے۔ اور ملکہ کو خود ہی دعوت دینی پڑی۔

ملکہ کا اظہار محبت اور شہزادہ کی عقلمندانہ قبولیت :- انگلستان آئے پر سب سے پہلے ملکہ و کٹوریہ کی طرف سے اس امر کا اظہار ہوا کہ وہ شہزادہ کو اپنا جوڑا بنانے پر خوش ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک محفلِ نقص میں شہزادہ کے ساتھ شامل ہو کر ایک نادر گلدستہ دینے سے اس امر کا اشارہ اظہار بھی کیا۔ کہ وہ شہزادہ اُس وقت تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کی گنجائش نہ تھی کہ وہ اُس گلدستہ کو سینہ محبت خرمینہ پر آویزاں کر سکے۔ مگر انہوں نے نہایت خوشی سے چاقولیکر اپنی صدی کو چاک کیا۔ اور اُس گلدستہ کو لگا کر ملکہ کی نظروں پر اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ لیکن رمز و کنایہ۔ اشارہ و استعارہ کسی میں بھی اپنی

طرف سے شہزادہ نے پہل نہیں کی۔ جس پر ملکہ وکٹوریہ نے ایک دن خود انہیں اپنے خاص کمرے میں بلا کر پوچھا۔ کہ آپ انگلستان کو کیسا پسند کرتے ہیں؟ اس پر شہزادے نے صرف دو حرف جواب دیا کہ ”میں دل سے پسند کرتا ہوں“ اپنی طرف سے بات آگے نہ چلائی۔ لہذا پھر دوسرے دن اسے طرح پھر ان کو پوچھا گیا۔ مگر اُس مستقل مزاج نے پھر بھی یہی سادہ جواب دیا یا دوسرے دن ملکہ نے صاف الزام میں خود کہا۔ کہ آپ انگلستان رہنا۔ اور میرے بیٹے کو کاشٹریک ہونا منظور کریں گے؟ شہزادہ نے ملکہ وکٹوریہ کا یہ جان بخش کلمہ سُن کر اور تخلیق کا موقع غنیمت جہاں کے نہایت موثر اور مؤدبانہ جواب دیا۔ کہ اگر تو اسی امید پر عمر کاٹ رہے ہو۔ مگر میں نے ہمہ اوقات کے خیال سے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اگر آپ منظور فرماویں۔ تو میری عین تمنا اور حجاج ہے۔ چنانچہ اس پر قول و قرار طے ہو گئے۔

ملکہ وکٹوریہ کا خط شہزادہ لیوپولڈ کے نام۔ شہزادہ البرٹ کی طرف سے جو اب فاطمہ خواہ پائے پر ملکہ اس قدر خوش ہوئیں کہ انہوں نے اُسی دن اپنے ماموں شہزادہ لیوپولڈ بادشاہ بیلجیم کو اوساچے دلی ہی خواہ بیرن شاکر کو جو خطوط لکھے وہ ذیل میں درج ہیں جن کا اندراج خالی از دلچسپی نہوگا۔

”میرے سب سے پیارے ماموں! اس خط کے ملاحظہ سے غالباً آپ نہایت خوش ہوں گے کیونکہ آپ کی مدت سے یہ تمنا تھی۔ واقعی البرٹ قیامت کا حسین ہے اُس کے اوصاف نہایت پسندیدہ ہیں۔ جنہیں قطع کی بوتلک نہیں۔ اور اُس کی مصاحبت بہت ہی دلپذیر ہے۔ چنانچہ میں نے شہزادہ البرٹ سے آج صبح اپنا مصیہ ارادہ ظاہر کر دیا ہے۔ اور اسکو سُن کر اُس نے جن محبت پیرے الفاظ میں اپنی گرگوشی اور ثابت قدمی دکھائی اُس نے میرے دل میں گہر کر لیا ہے۔

میں نے اس کو اچھی طرح آزماکر فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس کی مرضی سے
رضا جوئی میں ایک دوسرے کے غلام رہیں گے جتنے ہفتے اس کی صحبت
میں گزرے وہ بڑے قیمتی تھے۔ مجھے وقت گزرتا معلوم ہی نہیں ہوا لیکن
بہر حال جب تک پارلیمنٹ سے یہ معاملہ طے نہ ہو لے ابھی کسی سے اس کا
تذکرہ نہ فرمائیے گا۔

آپ کی دربانہ دار بہن بی
و کٹوریہ جارجنہ

اس کے علاوہ بیرن سٹاکر کو مجھ چٹی پہنچی گئی
”میں اپنے آپ کو اس قدر سچو اس پاتی ہوں۔ کہ مجھ بھی نہیں جانتی کہ خط
کا ابتدا کن الفاظ سے کروں مگر خط میں جو خبر درج کرتی ہوں اس سے میں
معافی کی مستحق ٹھہر جاؤں گی۔ اصیت یہ ہے۔ کہ البرٹ نے میرا دل چھین
لیا ہے۔ اور آج صبح ہم نے باہمی فیصلہ کر لیا ہے۔ اُمید ہے کہ البرٹ مجھے
ہمیشہ اسی طرح خوش رکھے گا۔ اور میری منت ہے۔ کہ میں بھی اسے نہایت ہی
خوش رکھوں۔ اور اس میں حتی الامکان کوشش کروں گی۔ اس سے
زیادہ لکھنے کی اس وقت فرصت نہیں۔ میرے عزیز ماموں نہیں خود
سنا دیں گے۔“

شہزادہ کو جو خوشی اس وقت ہوئی ہوگی اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے
خدا نے انسان کو دل کا تو تھرا تو نہایت چھوٹا دیا ہے۔ مگر خدا جلنے ایسے
دنیا بھر کے رنج و غم اور تمام عالم کی خوشی کس طرح سمٹ سکتا کر سکتا ہے۔
بہر حال اس کے بعد شہزادہ البرٹ ۱۴۔ نو۔ ۱۹۳۳ء کو انگلستان سے روانہ
وطن ہوا۔ اور ملکہ و کٹوریہ نے اس معاملہ میں باقاعدہ کارروائی شروع کی۔

کونسل شاہی میں مسئلہ شادی :- چونکہ پارلیمنٹ اور دیوان
 وزیر کی منظوری کے بغیر ایسے اہم معاملہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مسئلہ ملکہ
 وکٹوریہ نے سب سے پہلے لارڈ ملبورن سے اس کا تذکرہ فرمایا۔ جو دل سے
 اس ازدواج کا موٹا اور ملکہ کی رضا جوئی کا خواہشمند تھا۔ اور اگرچہ ایک شیرازہ
 کے لئے یہ مشکل کام تھا۔ مگر لارڈ ملبورن کے حوصلہ دلانے پر ملکہ نے اپنی درخواست
 کا مضمون طے بند کیا۔ اور ۲۴ نومبر ۱۸۷۱ء کو دیوان وزیر میں تشریف لاکر اسکو
 پڑھ سنا یا۔ جس کا مدعا یہ تھا۔ کہ آج آپ صاحبوں کو اس عرض سے جمع کیا
 گیا ہے۔ کہ میں نے اپنے موافق تنہائی اور ہزار ہا دوساز ہونے کے لئے شہر
 البرٹ کو پسند کیا ہے۔ جس پر یہ کہ سلطنت کی طرف سے آپ جیسے بلند خیال
 لوگوں کی موجودگی میں مجھے کسی اذمہ و کار کی ضرورت نہیں۔ مگر اپنے ذاتی
 افکار اور پرائیویٹ معاملات میں ضرور اس کی حاجت ہے۔
 اس پر لارڈ لینسڈون نے ٹائیکی۔ اور لارڈ ملبورن تو پہلے سے ہی مستعد تھے
 انہوں نے اس ضرورت پر بخوبی توجہ دلا کر ڈیوگ آف کیمبرج کی ٹائید مزید سے
 معاملہ کو ملکہ وکٹوریہ کے حق میں طے کر دیا۔
 ملکہ کے لئے یہ موقع نہایت ہی مشکل تھا جسے وہ خود بھی محسوس کرتی تھیں۔
 چنانچہ انہوں نے اپنے روزنامہ میں خود تحریر کیا کہ۔ میں جب دو بچے دیوان
 میں گئی۔ تو کہہ بالکل بہرا ہوا تھا۔ اور مجھے اپنے خیالات کے باعث یہ بھی ٹھیک
 معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہاں کون کون لوگ موجود ہیں۔ البتہ جلتے ہی لارڈ ملبورن
 پر میری نظر جا پڑی۔ جو میری طرف محبت سے دیکھ رہے تھے۔ بہر حال میں
 اپنا بیان پڑھ کر سنا دیا۔ اور اس میں کوئی لغزش مجھ سے نہیں ہوئی۔ البتہ
 پڑھتے وقت میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

دیوانِ قزاق میں اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں پر بہت اچھی طرح بحث کی گئی۔ اور چونکہ ہنوز کلامِ علاقہ عورت کے زیرِ محکم نہ ہو سکتا تھا۔ اسلئے مجھ بھی امید کی گئی۔ کہ اگر ممکن ہو گا۔ تو وہ شہزادہ البرٹ کے زیرِ حکومت ہوسکے گا۔ اور اس کے سوا چونکہ اس ازدواج سے نظریہ ظاہر ضرور کسی اولاد کے پیدا ہونیکا خیال ہو سکتا تھا۔ جس کی ضرورت بھائے سلطنت کے لئے نہایت ہی ضروری تھی۔ ماسوا اس کے شہزادہ البرٹ کی خوب اور عادات و اطوار بھی چونکہ پہلے درجہ کے شریفانہ تھے اور باعتبارِ حسن و جمال کے بھی وہ ہر طرح ملکہ و کٹورہ کی شہرہ پرست کے قابل تھا۔ اسلئے شادی کی قرارداد تو بلا کسی رد و کہ کے ہو گئی۔ اور شہزادہ کو بھی باقاعدہ طور پر اس کی اطلاع دیدی گئی۔ کہ دستوںِ فردری کو مجھ تقریب سعید ادا کی جائے گی۔

فصل چھام

شادی کی تکمیل

شہزادہ البرٹ کا انگلستان آنا۔ اس مسرت انگیز منظوری کی اطلاع کے بعد شہزادہ البرٹ ۲۸ دسمبر ۱۸۵۷ء کو اپنے آبائی وطن سے انگلستان روانہ ہوا۔ جس موقع پر اسکو تمام اُمراء و اعیانِ وطن نے ایک نہایت مکلف دعوت دی۔ اور نہایت عزت و حرمت اور اس کے ساتھ ہی محبت آمیز افسوس و رقت کے ساتھ اس کو ہر گراں بہا کو رخصت کیا۔ اور جب ایامِ شادی قریب پہنچا تو اس کے ایوانِ شاہی میں شہزادہ کو آرڈر آف دی کارٹر کا اعزاز نہایت شان و شوکت کے ساتھ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد شہزادہ موصوف منزل منزل

روانہ بیوکرو فروری سنہ ۱۸۵۷ء کو بندر آبنائے ڈاور پر رونق افروز ہوئے۔
 جو انگلستان کا مشہور بندر گاہ تھا۔ اور یہاں شہزادہ کا استقبال نہایت
 کروڑوں سے کیا گیا۔ بلکہ اُس جہٹ کا نام بھی جو اُنکے استقبال پر مامور تھی پتھر
 کے نام پر البرٹ رچمنٹ قرار دیا گیا۔ وہاں سے لندن کا سفر تھوڑا سا فاصلہ
 رہ چکا ہے۔ شہزادہ کا شوخ ملاقات تو حد سے بڑھا ہوا تھا۔ مگر اُس کا
 ضرب اسل استقلال ہمیشہ ساتھ تھا۔ لہذا اُس نے ایک خط ملکہ کے نام
 روانہ کیا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ

”میں آج بھر اُس مسرت انگیز ملک میں آگیا ہوں جہاں میرا مقصد دلی ٹھہرا
 دیدار ہے۔ اور میرے لئے یہ نہایت ہی مبارک موقع ہے۔ مگر کل شام تک
 انتظار دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خیر جس طرح اتنا زمانہ وقت گزر گیا ہے۔
 یہ بھی گزرے ہی گا۔ اور میں ابھی ابھی مبارک صبح کا نورانی چہرہ یہاں
 دیکھ لوں گا“

چنانچہ ۱۰ فروری کو دوپہر کو وقت شہزادہ البرٹ ایوان کنگیم میں رونق افروز
 ہو گئے۔ اور یہی وہ دن تھا جس کی انتظار فریقین کو مدتوں سے لگ رہی تھی۔
 شہزادہ اس وقت کیسا خوش تھا۔ اور وہ اس دولت بے قیاس کے حصول کا
 کیسا کچھ آرزو مند تھا۔ یہ اُس کے ایک مندرجہ ذیل خط سے معلوم ہو گا جو
 اپنی دادی کو اسی دن رسومات شادی سے تین گھنٹے قبل لکھا تھا۔ وہ خط یہ
 ہے کہ

”میری پیاری دادی صاحبہ! اس وقت سے تین گھنٹے تک آپ کا ناچیز بوتا
 اپنی پیاری دلہن کے ساتھ گرجا میں نخل کی رسومات ادا کرنے کو طیار ہو گا۔
 جس کی برکت کے لئے مجھے آپ سے دعا کی التجا کرنی چاہیے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے

تمام انگلستان کے رئیسوں - نوابوں - امیروں - لارڈوں اور ممتازین کے سامنے (جو اس وقت اس تقریب پر موجود تھے) ارج بشپ اور کنٹرولر نے نخل خوانی کی مراسیم ادا کیں۔

ملکہ کی صاف باطنی اور سچائی انکسار :- قاعدہ قدرت اور اصول خدا کے موافق قبولیت کے وقت جو الفاظ مرد و زن کی طرف سے مقرر ہیں۔ اُن میں عورت کی طرف سے اپنے خاوند کے خوش رکھنے اور اُس کی خدمت گذاری کو اپنا فرض جاننے کا بھی اقرار ہوا کرتا ہے۔ اسلئے ارج بشپ نے نخل خوانی سے پہلے ملکہ و کنٹرولر سے دریافت کیا۔ کہ ”اگر آپ چاہیں۔ تو آپ کی طرف سے جو اقرار ہو نیوالا ہے اُس کے الفاظ مناسب طور پر بدل دیئے جائیں۔“ جس پر ملکہ نے نہایت صفائی سے کہہ دیا۔ کہ میں نخل کی مراسیم میں اپنی ملکہ ہونے کے باعث ہرگز کوئی تبدیلی پسند نہیں کرتی۔ میں یہاں اپنے شوہر کی اُسی طرح بیوی بننے کے اقرار کو آئی ہوں۔ جس طرح عام عورتیں کرتی ہیں۔ اور حق المقدور اسی کی کوشش بھی کروں گی۔“

غور کرنے کی بات ہے۔ کہ ایک ایسی جلیل القدر ملکہ جس کے زیرِ حکم کروڑ یا مخلوق الہی ہوا اور جس کے ایک اشارہ پر سلطنت کے معاملات زیرِ ذمہ ہو سکتے ہوں۔ ایک معمولی شہزادے کے ساتھ بھی نخل کرتے ہوئے کس طرح مذہب اخلاق اور انسانیت کی پابندی کا خیال رکھتی ہے۔ ہندوستان کے لئے یہ بات گو کچھ اچنبہ نہ ہو۔ مگر یورپ کی سرزمین (جس میں عورتوں کا اعزاز اور اختیار بہت ہی کچھ بڑھا ہوا ہے) ایسی باادب عورت بہت کم دکھا سکتی ہے۔ ہنرمون :- بہر حال اس کے بعد مراسیم نخل مذہبی طریق سے نہایت سادگی کے ساتھ ادا ہوئیں۔ اور قومی طریق پر نخل کے بعد دلہن و دلہن

اپنی اپنی انگشتی بدنگہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں لے کر دیا۔ چہرہ شادمانہ رہا۔
 سر ہنسی۔ اور ایک غلغلہ مبارکباد لاکھوں زبانوں سے بلند ہو کر آسمان تک
 جا پہنچا۔ اور ملکہ وکٹوریہ نے اپنے شوہر نادر شاہزادہ البرٹ کے مبارکبادی
 اور دیدار پر بہار دیتی ہوئیں محل بنگلہم سے ہو کر وینڈسٹر کے محل میں آگئی۔
 مون Honey moon کی اداسے رسوم کے لئے تشریف

لے گئیں۔ یہ مقام لندن سے بائیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لیکن جوڑ
 مسرت کسی خاص جگہ کا باز نہیں۔ لندن سے وینڈسٹر تک برابر مبارکبادوں
 کا آتش لگا ہوا تھا۔ جدھر سے سواری جاتی تھی یہی شور بلند ہوتا تھا { دیکھو وہ
 رکتور دل کا، فتح آ رہا ہے، غرض کہ تین دن اسطرح عالم مسرت و محبت میں
 میں کاٹ کر یہ مسرور جوڑا لندن واپس ہوا۔

جلسہ ہائے تہنیت :- لندن میں اس مظہر و منصور جوڑے کے پہنچنے پر
 پھر باقاعدہ جلسہ ہائے تہنیت شروع ہوئے۔ اور ہر فردوری شہزادہ کو محل بنگلہم
 میں ایک عالی شان دربار کر کے ملکہ وکٹوریہ اور ان کے شوہر نادر شاہ نے سب سے پہلے
 پارلیمنٹ انگلستان کے دونوں فریق یعنی ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف
 کامنز کی طرف سے تہنیت نامے قبول فرمائے۔ اور پھر لندن کے پادریوں اور
 کارپوریشن اور کیمبرج یونیورسٹی اور چرچ آف سائمنڈ کی طرف سے تہنیت
 لیکر معقول جواب سے حاضرین کو محفوظ فرمایا۔ اور پھر اسی دربار میں انگلستان
 کی طرف سے شہزادہ البرٹ کو ٹائٹل گرانڈ کراس کا خطاب مع تمغہ عطا کیا گیا۔
 دعوت شادی :- کے شاہی جلسے جس اہتمام سے دیئے گئے تھے۔ انکی
 تشریح کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ صرف ایک بات ان میں سے
 قابل یادگار ہے۔ کہ عرس وادی کی ایک جو اس موقع پر طیار کیا گیا تھا۔

وہ وزن میں تین سو پونڈ اور قیمت میں ایکس سو روپیہ کا تھا۔ اور اُس پر عجیب عجیب نقش و نگار کئے گئے تھے۔ چار آدمیوں نے اُسے اٹھا کر کُشتی میں لے کر رکھا تھا۔ کیونکہ یہ نو فٹ مَدور اور سولہ انچ اونچا تھا۔ اور مزے میں نہایت ہی لطیف و شیرین تھا۔ اس کے علاوہ مہمانوں کو طح طح کے دلکش ٹائٹ اور ڈرائے بھی دکھائے گئے تھے۔ اور تمام سرکاری مکانات پر روشنی لگائی تھی۔ شادی کا خرچہ :- یہ بات سنکر بھی ایشیا تہی لوگ کچھ کم تعجب نہ کریں گے کہ ملکہ وکٹوریہ کی شادی پر صرف ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ کیونکہ یہاں چھوٹے چھوٹے والیان ریاست اور معمولی رئیسوں کے ہاں بھی جب کبھی ایسی تقریبات ہوتی ہیں تو لاکھوں کا ہی دارانیا را ہو جاتا ہے۔ اس لاکھ روپیہ میں کپڑوں اور زیورات کی قیمت شامل نہیں ہے۔ اور نہ ان چیزوں کا وہاں کچھ دستور ہے۔ بہر حال اُس روپیہ میں سے سینتالیس ہزار استنی روپے تو صرف گر جاگھر کی آرائش اور درستی پر صرف ہوئے تھے۔ چھ ہزار آٹھ سو روپیہ روشنی پر خرچ کئے گئے تھے۔ اکیس ہزار ایک سو پچاس روپے ٹائٹ والوں کو دیئے گئے تھے۔ اور سترہ ہزار دوسو تین سو روپیہ شہزادہ البرٹ کی دعوت کا نذرانہ انہیں پیش کیا گیا تھا۔ باقی معمولی چھوٹی چھوٹی رقمیں تھیں۔ جو سب ملکر ایک لاکھ ہوتی ہیں جس پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ہر ملکہ دہر رہے۔

شہزادہ البرٹ کے عزیزوں کی روانگی :- ان جلد رسومات کی ادائیگی اور اس کنوارے جوڑے کی مناکحت اور پھر مناکحت کے بعد انکی دلی موافقت دیکھنے کے بعد شہزادہ البرٹ کے والد ماجد ڈیوک آف کوبرگ اور انکے بہائی آرنسٹ نے روانگی وطن کا غم کیا۔ جس کا شہزادہ کو بھی مل

تو گذرا۔ مگر دل تو اپنا رہا یہی نہ تھا۔ اُس نے چٹ دوسری طرف متوجہ کر کے سب ممال
رفع کر دیا۔ اور انہوں نے باطمینان تمام ۲۸۔ فروری ۱۹۴۷ء کو انہیں روانہ
وطن فرما دیا۔ ایشیائی خیال کے مطابق شہزادہ البرٹ تو غالباً اُس وقت یہی
کہتے ہوں گے۔ کہ ے

جو دل قمار خانہ میں بہت سے لگا چکے وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے
اور انکے بزرگ چھ فرماتے ہوں گے۔ کہ ے
اسے تاج برٹن عزت بھال نکال دے۔ ایں نور چشم ماست کہ دربر گرفتہ

فصل پنجم

پرنس البرٹ کے حقوق و مناصب اور ملکہ کی

محبت و طاعت

پرنس کا خطاب اور وظیفہ :- شہزادہ البرٹ کو بعد اس شادی خانہ
آبادی کے سلطنت انگلستان کی طرف سے پرنس کنسرت (شوہر تاجدار)
کا خطاب اور تین ہزار پونڈ سالانہ کا وظیفہ دیا گیا تھا۔ مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی
لگا دی گئی تھی کہ پرنس کنسرت کو معاملات سلطنت میں کوئی حق مداخلت کا نہ ہوگا
یہ شرط گو سلطنتی لحاظ سے بجا ہو مگر پرنس کے لئے واقعی دشمن تھی۔ کیونکہ ایک
شوہر کے لئے اس سے زیادہ دقت آؤ کیا ہوگی۔ کہ وہ اپنی بیگم کے معاملات
میں مداخلت کا اختیار بھی نہ رکھے۔ گو بعض کو تو اندیش یہ خیال کرتے تھے کہ
شہزادہ کی سابقہ عزت و حیثیت کے لحاظ سے یہی کچھ بہت ہے۔ کہ وہ ملکہ کا شوہر
کہلائے۔ چنانچہ ایک کتاب میں اُس زمانہ کے مخالفین کا خیال اس طرح

درج ہے کہ۔

اس کم مایہ جرمنی شہزادہ نے اپنی عزت و آبرو اور آزادی کا تبادلہ ملکہ انگلستان کے شوہر ہونے سے کیا۔ تو تجارتی لحاظ سے کچھ بُرا نہیں کیا۔ کہ اگر اپنے گھر کی جو عزت و حرمت تھی وہ بھی گھر میں رہی۔ اور ایک راج و تخت کی ملکہ منافع میں ماتھ آئی۔

مگر جو لوگ کچھ معمولی سی عقل و جرات بھی رکھتے ہیں وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بیہ پابندی کیسی کچھ دل شکن تھی۔ اور کس طرح ایک دانشمند اور لائق شوہر اس نابودگی کو پسند کر سکتا ہے۔ لیکن آفرین ہے شہزادہ البرٹ کا کہ وہ دل کا پکا اور عشق کا صادق شہزادہ کہی ان امور سے دل شکستہ نہ ہوا۔ اور ان سے بھی لاکھ درجہ کی تحسین و آفرین کے لائق ملکہ و کٹوریہ کی ذات تھی۔ جنہوں نے اپنے طرز عمل سے شہزادہ کو ایسا خوش رکھا۔ کہ ان باتوں کی طرف اُسکو توجہ فرمانے کا موقع یا شکایت و شکستہ دلی کا بہانہ بھی نہ پیدا ہونے دیا۔ اور واقعی یہ وہ طرز عمل ہے کہ جسکی پیروی ہر ملک و ملت کی مستورات کے لئے باعث خوشحالی اور موجب خوش اقبالی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہی ایک منٹ بلکہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کیا کہ میں ملکہ انگلستان ہوں۔ اور پرنس البرٹ میرے معمولی جاگیرداروں سے کچھ زیادہ مرتبت کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے ہمیشہ شادی سے لیکر شہزادہ کے دم واپسین تک یہی ثابت کیا۔ کہ مثل عام عورتوں کے وہ بھی اپنے سرتاج شوہر کی ایک عام فرمانبردار بیوی ہیں۔ اور اس طرح اُنکے احکام کی تعمیل فرامی جیسے کہ اگر کسی اپنے سے کمتر گہرنے میں بھی پرنس مذکور یہاں ہے جلتے تو کوئی عورت اس سے بڑھ کر نہ کر سکتی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انہوں نے تو وہ وہ طریق اظہار محبت

واطاعت کے اختیار کئے۔ کہ شاید کوئی ہی کر سکتا ہو۔ یعنی انہوں نے امرِ ستہ سلطنت میں خود اپنی ہی مداخلت بہت کم کر دی۔ اور اس بات کو سب پر زیادہ ترجیح دیدی کہ وہ اپنے ممتاز شوہر کے ساتھ پرائیویٹ طور پر با امن اور با آرام زندگی بسر کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ اس امر سے کہ پرنس البرٹ شادی کے بعد کس قسم کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے خود بھی بخوبی واقف تھیں۔ اور قبل شادی کے انہوں نے شاہزادہ کو بھی واقف کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک مقام پر وہ اپنے روزنامہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ۔

”میں اپنی طرف سے تاحدا مکان شاہزادہ البرٹ کی اس تکلیف کے پہلا دینے میں سخت کوشش کرتی رہوں گی جسکو انہوں نے میری محبت کے باعث بطیب خاطر اٹھانا منظور کر لیا ہے۔ گو میں نے تو انہیں کہہ بھی دیا تھا کہ یہ سخت تکلیف ہے جو آپ میرے لئے برداشت کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے اسی میں اپنی رضامندی فرمائی“

بہر حال یہی خوش نصیب جوڑا تھا جس نے اس امر کو اس طرح نباہا کہ بہت کم لوگ ایسا نباہ سکتے ہیں۔

امورِ خانہ داری میں شاہزادہ البرٹ کا اہتمام: گو سلطنت کے معاملات میں براہ راست شاہزادہ کو مداخلت کا استحقاق نہ تھا۔ مگر امورِ خانہ داری میں تو کسی اور کا اختیار ہی نہ چل سکتا تھا۔ جو ملکہ وکٹوریہ نے تمام وکمال شہزادے کے سپرد کر دیئے تھے۔ اور اگرچہ اس معاملہ میں بھی۔ سابقہ تعلقاتِ اربوں اور یونہی چڑھے ملازموں اور صاحبوں کی قابو یافتگی کے سبب شہزادہ کو بہت آسانی کے ساتھ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ مگر ملکہ وکٹوریہ کی دلدادگی اور فریفتگی نے آخر اسے کابول بالا رکھا۔ اور کل امورِ خانہ داری کا وہی مدارِ المہام یا نائبِ سلطنت

ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس معاملہ کے متعلق ملکہ کی چہنی گورنس بیرونس
 لیزن صاحبہ نے ملکہ سے شکایت بھی کی کہ آپ کے شوہر صاحب اب خود بخود سب
 کاموں پر حکومت کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ آپ کے معاملات پر کوئی استحقاق انکو
 حکومت کا حاصل نہیں۔ مگر ملکہ نے فرمایا کہ ”بیتے شادی کے دن گر جائیں بیٹیا
 مخلوق الہی کے روبرو خدا کو حاضر و ناظر جانکر اپنے شوہر کی اطاعت و محبت اور
 عزت و حرمت کرنیکا اقرار کیا ہے۔ اور اب میں کسی طرح اس مقدس عہد کو سنو
 نہیں کر سکتی۔ اور نہ کرنا چاہتی ہوں۔ اور وہ ہر طرح سے مجھ پر حکومت کرنے کے
 محتا ہیں۔“

چنانچہ اس دن سے پھر کیکو جرأت نہ ہوئی۔ اور شہزادہ بمنزلہ ایک خود مختار
 پرائیویٹ سکریٹری کے کل امورات خانہ داری پر حاوی ہو گیا۔ لیکن اس
 نیک ہنادنے بھی کبھی ملکہ کی رضامندی کے خیال کو جانے نہ دیا۔ بلکہ ملکہ کی
 طفیل تمام انگلستان والوں کی بہلائی کا جویاں رہنے لگا۔

شہزادہ کی مشکلات :- شہزادہ کو بحیثیت ملکہ کا شوہر ہونیکے اپنی کردار
 و گفتار کی جہت سے احتیاط خود رکھنی پڑتی تھی۔ غالباً انگلستان بہر میں کسی
 دوسرے شخص کو نہ رکھنی پڑتی ہوگی۔ یعنی وہ ہر امر میں مصلحت اور احتیاط کا
 پابند ہو گیا۔ کوئی کیسی ہی عام بات ہو۔ مگر وہ رائے زنی سے پرہیز کرتا کہ مبادا
 لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ملکہ کے خیالات ہیں۔ پس اسکو علاوہ ان کاروبار کے جو
 خانگی نگرانی یا پرائیویٹ سکریٹری کی حیثیت سے اس کا فرض منصبی بن گئے
 تھے۔ اور علاوہ اس عشق و محبت کی نگاہداشت کے جس کی خاطر اس نے
 اس قدر بوجھ اٹھایا تھا اپنی زبان پر بھی حکومت کرنیکا سخت نازک کام
 ادا کرنا پڑا۔ اور کردار و رفتار کی پابندی کا بھی ویسا ہی سخت نگران رہنا ضروری

معلوم ہوا عام لوگ اُس کی دوستی شناسائی یا نفرت و عداوت کو خاص ملکہ کی ذات سے منسوب کرنے میں بڑے دلیل بنے ہوئے تھے۔ اور اُس کو سوائے اُس کے چارہ نہ تھا۔ کہ وہ لوگوں کے ساتھ محض بلا کسی رائے قائم کرنے کے عام طور پر بلا غرض اور بے اصول تعلقات رکھے۔ اور گواہیات سلطنت میں بلا واسطہ مداخلت کا اُس کو حق نہ تھا۔ مگر پھر بھی اپنی پیاری بیگم کو مفید مشوروں سے محروم رکھنا بھی اُسے پسند نہ تھا۔ لیکن اُن میں یہاں تک احتیاط تھی۔ کہ کسی کی سطح بھی سان و گمان تک نہ ہو سکے۔ کہ اُس میں کوئی بھی دوسرا ماتھ کام کر رہا ہے۔ غرضکہ۔

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ اند باز میگوشند دامن تر کن ہشیار باش
کا مضمون شہزادہ کے عین حسب حال تھا۔ کجدارہ و مزگی کی زندگی۔ اُس سے بڑھ کر کسی کی اور کیا ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک دوست ڈیوک اوف ولنگٹن کو ایک خط میں لکھ بھیج دیا تھا۔ کہ۔

مجھے اپنی ہستی کے خیال کو اپنی پیاری ملکہ کی ہستی کے خیال میں بالکل محو کر دینا پڑا ہے۔ میں اپنی ذاتی اغراض کو بالکل رخصت کر دیا ہے۔ تاکہ کہیں بھی عوام کے سامنے جو ابد ہی کی نوبت نہ آئے۔ اور اپنی خود رائی کو بھی بالکل چھوڑ دیا ہے۔ یعنی اپنی زندگی اور حالت کو بالکل ملکہ کی حالت کا ہی ایک حصہ سمجھ لیا ہے۔ مجھے بحیثیت اُس کے غیر اندیش شوہر ہونے کے اُس کی تمام فروگزاشتوں کی جو عورت ذات ہونے کے باعث امورِ سلطنت یا معاملات خانہ داری کے متعلق اُس سے ہوئی ہیں۔ یا ہوں۔ اپنی فکر و تدبیر سے پورا کرنا پڑتا ہے۔ اور اُس کے تمام معاملاتِ سلطنت۔ پولیٹیکل۔ سوشل اور رائل حالات کی نگرانی حد سے بڑھی ہوئی احتیاط کے ساتھ کرتی پڑتی ہے۔ تاکہ اُسکو مجھ سے

کافی مدد مل سکے۔ عرض نہ کیے۔ میں نے اپنی تمام تر کوششیں اُس کے کاروبار کے لئے وقف کر دی ہیں۔ کیا بحیثیت امور خانہ داری کے مفہوم اعلیٰ اور پرائیویٹ سکریٹری ہونے کے اور کیا باعتبار سلطنتی کاروبار کے اُس کا ایک مشیر باندہ بننے سے؟

ان باتوں پر خیال کرنے سے انسان بخوبی سوچ سکتا ہے۔ کہ اعلیٰ مناصب و مدارج کے حصول میں کس قدر تفکرات اور خطرات انسان کو لاحق ہوتے ہیں اور بڑے بڑے کاموں کی طلبگاری میں کہانتک مشکل اور دشواری ہوا کرتی ہے۔ اور خاص خاص آدمی ہی اُن کے قابل ہوا کرتے ہیں۔ سچ ہے۔

سرمد غم عشق بواہد میں ماند ہند سو ز پر پروانہ گس ماند ہند
عمرے باید کہ یار آید بکسار این دولت سرمد ہمہ کس ماند ہند

لیکن بہر حال یہ اُس خوش نصیب جوڑے کے لئے عزت و فخر کا موجب ہے کہ انہیں کہی میل و کدورت کا خیال تک نہیں آیا جس کا باعث جس طرح شہزادہ البرٹ کا استقلال اور جوش محبت صاف صاف اپنا وجود دکھا رہا ہے ویسا ہی ملکہ و کٹوریہ کا خیال اُلفت بھی بدیہی طور پر تہ میں نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ ملکہ کی شکر گزاری سوانحاموں کا ایک الخام اور ہزار سلطنتوں کی ایک سلطنت تھی۔ جو وہ ہمیشہ محفوظ رکھتی رہیں۔ چنانچہ ملکہ ایک خط میں لکھتی ہیں کہ۔

”میرے نزدیک تمام دُنیا میں بہترین اور عزیز ترین اور نوابوں و شیووں میں افضل ترین اگر کوئی شخص ہے تو میرا پیارا شوہر البرٹ ہی ہے“

یہی باتیں تھیں جنہوں نے شہزادہ کو اپنی ہستی ملکہ کی ہستی میں گم کر دینے کی بھی پڑائی تھی۔ اور اس مہر و محبت کے آگے دُنیا بھر کی دولت و حشمت کو بھی

کرد سمجھ رہا تھا۔

ایامِ زچگی و بیماری میں رُفقی و محبت :- ایامِ بیماری اور زچگی میں بھی شاہی جوڑے کا طریق بالکل عام شریف خاندانوں کا مانا و مثل تھا۔ یہ نہیں کہ بیمار کو امارت اور بادشاہت کے زعم میں صرف نوکروں کی خدمت اور ڈاکٹروں کی حذاقت و طبابت پر چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ خود ایک دوسرے کی بیمار داری اس محبت و یگانگت سے کی جاتی تھی کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ ایسے موافقات جس طرح ہر ایک خاندان میں ہمیشہ پیش آتے رہتے ہیں اسی طرح خاندانِ شاہی بھی اُس سے خالی نہ تھا۔ لیکن بالخصوص ملکہ کے ایامِ زچگی زیادہ تر قابلِ لحاظ تھے۔ اور نیز جب شہزادہ کے جونِ مہینے میں پرنس اوف ویلز کو چچک بنگلی تو اسی محبانہ اور بیباانہ خبر گیری کا باعث تھا کہ سارا کا سارا خاندان اس میں آلودہ ہو گیا۔ یعنی شہزادہ البرٹ۔ پرنس رائٹل۔ پرنس آلیس۔ شہزادہ لیوپولڈ آئبنی اور حتیٰ کہ خود ملکہ معظمہ بھی اُس سے محفوظ نہ رہیں۔ مگر خیریت گزری کہ بلا نقصان صحت ہوئی۔ غرض کہ ایسے موقع پر بھی شاہی خاندان کی محبت و یگانگت میں مثل آجکل کے جنٹلمینوں یا خُشک مہذبوں کے کوئی فرق نہ آتا تھا۔ اور ان باتوں میں پرنس البرٹ ہی سب کے پیشرو یا زیادہ محبتی ثابت ہوتے تھے چنانچہ ملکہ ایک جگہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں کہ۔ البرٹ کی محبت اور جاننا ہی کا مین کین الفاظ میں شکر یہ ادا کروں۔ وہ اندھیرے کمروں میں میری خاطر بیٹھنے میں خوش رہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ خود ہی مجھ کو مسہری سے اٹھایا اور لٹایا۔ اور ایک سے دوسرے کمرے میں اپنے مہارے لیجاتے رہے۔ ماسوا اس کے جب مین نے انہیں بلایا وہ متوق اور محبت سے دوڑے آئے۔ اور میرے نزدیک انہوں نے جس

محبت اور چاہت سے میری طہ گیری کی ہے۔ اُس سے پہلے کوڑا مہربان سے
مہربان واسی اور والدہ بھی نہیں کر سکتی۔

فصل ششم

شاہی جوڑے کا طریق معاشرت

ملکہ وکٹوریہ کی شادی خانہ آبادی کے بعد ڈچس اوں کینٹ ملکہ کی دانشمند
والدہ نے جواب دہ سے ملکہ کو اپنے پاس بلکہ ہر وقت زیر نظر رکھنے کی عادی تھی
نہایت فراست و عقلمندی سے اپنی اقامت خود بخود دوسرے محل میں اختیار
کر لی تھی۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتی تھیں کہ مہات سلطنت اور یہ ملک زندگی کے
لوازمات کا جس قدر ہجوم بحیثیت ملکہ انگلستان پہونے کے ملکہ وکٹوریہ کے گرد و
پیش موجود رہتا ہے۔ اُس سے جو وقت بچے وہ اُنکے اپنے خوش کرنے کے لئے
کہاں تک ضروری ہے۔ پس اُنہوں نے نہایت دور اندیشی سے اپنی موجودگی
اور تسلط کا نمبر بڑانا مناسب نہ سمجھا۔ مگر ساتھ ہی اپنی بزرگانہ دعائیں اور
روزانہ تشریف آوری میں بھی کبھی کوتاہی نہیں کی۔

تقسیم اوقات: شادی کے بعد ملکہ وکٹوریہ بالعموم قصر بکننگھم میں اپنے
شوہر نامدار کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ اور ہر کام کے لئے وقت معین تھے۔ صبح
کو یہ خوش نصیب جوڑا اٹھکر حواچ ضروریہ اور عبادتِ ملیہی سے فراغت کے
بعد ٹھیک و بجے ناشتہ کی میز پر پہنچ جاتا تھا۔ جو ایسے مناسب موقع پر پہنچتی
جاتی تھی۔ کہ حاضری و شادابی اور طہور خوش الحان کی نغمہ سنجی کا بھی
ساتھ ساتھ نظارہ ہوتا جائے۔ اور لطف آتا جائے۔ بچے بھی ساتھ بٹھائے جاتے

ناشتہ کے بعد گھنٹہ بہر تک قصر شاہی کے متعلقہ باغات میں گلگشت ہوتی
 اور پھر دس بجے کے بعد دونوں صاحب اپنے اپنے فرائض منصبی کی طرف توجہ
 فرماتے۔ چمکے لئے لگا تار دو گھنٹے کافی وقت تھا۔ بارہ بجے کے بعد ان سے
 نمٹ لیتے۔ تو پھر تصویر کشی اور نقاشی پر توجہ کرتے۔ کیونکہ ملکہ وکٹوریہ اور
 پرنس البرٹ دونوں اس میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ دو بجے پہر ناشتہ کی میز
 سجائی جاتی۔ اور باہمی شرکت سے کھانا کھایا جاتا۔ جس میں قریب گھنٹہ
 بہر صرف ہوتا۔ کیونکہ انگریزوں میں کھانے کو بہت جلد کھانیکا رواج نہیں
 بلکہ نہایت آہستگی کے ساتھ باتوں باتوں کی ضمن میں کھانا بھی کھالینے کا
 دستور ہے۔ اس کے بعد وزیرِ سلطنت کی حاضری کا وقت تھا۔ جو ضروری کاغذات
 کو پیش کر کے مناسب احکامات لیتے تھے۔ پھر چار اور پانچ بجے کے درمیان
 ملکہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر سیر کو تشریف لیجاتیں۔ اور
 لوگ اس مہر و ماہ کے قرآن سے آنکھیں منور کر لیتے۔ اگر شہزادہ صاحب کسی
 دن گھوڑے کی سواری پسند فرماتے۔ تو ملکہ کے ساتھ ان کی والدہ اور چند
 اؤر مغز لیڈیاں سوار ہوتیں۔ اس سیر و گلگشت سے شام کو واپسی ہوتی
 تو سب سے پہلے ملکہ اور شہزادہ مذہبی طریق پر شام کی عبادت کرتے۔
 کیونکہ دونوں بچے عیسائی تھے۔ اور مذہبی خیالات کی قدر و منزلت ان کے
 دلوں میں بخوبی جاگزیں ہو چکی تھی۔ اس کے بعد پھر شہزادہ صاحب ایک
 قسم کی ڈبل چرس شطرنج کھیلتے۔ جن میں انہیں خاص مشق تھی۔ اس میں کبھی
 کوئی دوست اسکا شریک ہوتا۔ اور کبھی ملکہ معظمہ بھی دل بہلا تیں۔ بعد ازاں
 پھر سب چھوٹے بڑے ممبرانِ خاندان ایک جامع ہو کر رات کا کھانا تناول
 فرماتے۔ اور پھر نو اور دس بجے کے درمیان اپنے اپنے پٹنگوں پر پہنچ جاتے۔

بیرونی رہائش اور آزاد زندگی :- شاہی خاندان کو آزاد زندگی اور
 مضافات کی عام رہائش کا بہت ہی شوق تھا۔ اور یہ شوق اکثر بادشاہوں کو
 ہوا کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوا کرتے۔ بادشاہوں
 کو جہاں اس قدر عام و تمام اختیارات خلاق خدا پر حکومت کرنے کے مستحق
 خدا نے دے رکھے ہیں۔ وہ انکی ذاتی لذتوں کا بھی بہت کچھ مستیاناں ہو جاتا
 ضرور ہی ہے۔ کہ ہر وقت انکو اپنی جان کا فکر لگا رہتا ہے۔ اور مثل دیوانی قیدیوں
 کے وہ اپنی زندگی زبردست پیروں اور پختہ فصیلوں والے محلات کی
 چار دیواریوں میں رہنے سے بسر کرتے ہیں۔ تفکرات سلطنت ہر وقت انکی
 جان کھا جاتے ہیں۔ کھلی آب و ہوا کے کٹھانہ ہنسنا بولنا۔ بے کھٹکے جہاں
 جی جاتے چلنا پھرنا انکے لئے سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ اور حتیٰ کہ وہ گفتگو میں
 بھی سخت محتاط ہو کر زندگی بسر کرتے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور کوئی شک نہ
 نہیں کہ بادشاہوں کو جو تکالیف و مصائب تلخ پہننے کے ساتھ اٹھانی پڑتی
 ہیں۔ وہ اس سے بدرجہا صعب و سخت ہوتی ہیں جو ایک عام شخص کو اپنے حصول
 معاش کے لئے اٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن انسان بالطبع اپنی حالت کو پسند نہیں کرتا
 اسی سے عام لوگ بھی ان نعمائے الہی اور فیضانِ خداوندی کی قدر نہیں کرتے
 جو انکو عمومیت کے باعث حاصل ہوا کرتی ہیں۔ اس موقع پر ایک روایت یاد آئی
 ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں کسی مفلس و بیٹھوائے آب کے
 حضور میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی اور بے زری کا بہت کچھ گلہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا
 کہ تمہاری تنہا رستی اور آزادی ہزار دولتوں کی ایک دولت ہے۔ اس کا شکر
 ادا کیا کرو۔ اس نے بگڑ کر کہا کہ جناب تنگدستی میں سب فنوں ہیں۔ بیکار رہیجے
 پسینہ پاس نہیں۔ بیمار ہو جائیں تو کیا مصیبت ہے۔ خیر یہ قصہ کہانی سننے کے

آپ شہر کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو وہ شاکی قسمت بھی ساتھ ساتھ تھا۔
 چلتے چلتے ایک قصرِ عالیشان کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی اگر تم قسمت
 کے ایسے ہی شاکی ہو تو کسی سے تمہاری قسمت کا تبادلہ کرادیں؟ اُس نے کہا
 انہیں چہ بہتر اگر ایسی ہی مہربانی فرمائی ہو۔ تو اسی محل والے کی قسمت سے میری قسمتی
 کا تبادلہ کر دیجئے۔ جو کروڑوں روپیوں کا مالک اور ہزاروں ملازموں کا آقا ہے۔
 یہ سُن کر آپ نے مالکِ محل سے کمالات فرمائی۔ اور عند الدربانت اُس نے
 اپنے حال نامہ اور بدتر از موت زندگی کے وہ دہلوان مارا قسائے سنائے۔
 کہ مفلس صاحب کے ہوش پران ہو گئے۔ اور انہوں نے چپکے سے عرض کیا کہ
 حضرت میں اپنی خواہش کو واپس لیتا ہوں۔ اور مجھے یہ تبادلہ ہرگز منظور نہیں۔
 عرض کہ جو عطف آزاد اور بے تکلف زندگی کے عوام کو میسر ہیں۔ بادشاہ کو
 ہمیشہ انکی آرزو رہی ہے۔ لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ مگر خدا کی مہربانی سے
 یہ خوش قسمت جوڑا اس میں بھی بخوبی کامیاب ہوا۔ اور انہوں نے جس قدر زمانہ
 اپنی بیرونی اور آزادانہ رہائش میں گذارا ہو گا۔ شاید کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہو
 ہو۔ اور اس پر شادی کے بعد فی الفور ہی عمل درآمد بھی شروع ہو گیا۔ یعنی
 شادی کے بعد پہلی سالگرہ بھی ملکہِ معظمہ کی ایک سرسبز گاؤں کلیر مونٹ
 نامی میں ہوئی۔ جہاں یہ نہایت آزادی اور بے تکلفی اور بے ناہشی کے ساتھ
 رہتے تھے۔ اور نہایت عمویت کے ساتھ تنہا ادھر ادھر محل بھر کر اور غریبوں کی
 جھونپڑوں میں جا کر اٹھنے بیٹھنے اور ان کی عجیب و غریب داستانیں سننے سے
 جی بہلایا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ میرے کرتے بارش آگئی۔
 تو پھر ایک پاس کی جھونپڑی میں چلے گئے جہاں ایک بڑھیا راکتی تھی۔ اُس نے
 اس خوبصورت جوڑے کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا۔ اور چلتے ہوئے اپنی

ایک چہتری بھی عاریتاً دی۔ اور تاکید کر دی۔ کہ پہلے آدمیو! غریب بڑھیا کا ایک ہی چھانٹا ہے۔ اسے خراب نہونے دینا۔ اور یاد سے جلدی واپس کر لینا۔ شاہی جوڑے کی سادگی:۔ اس کے بعد میں قصبہ آبرو میں شاہی شاعر کے پاس ایک وسیع قطعہ اراضی ملکہ اور اس کے شوہر نے اسی عوض خاص سے لئے خرید لیا۔ کہ وہاں ہلکے رہنے اور اس کو آباد کرنے سے لطف زندگی اٹھا کریں گے۔ چنانچہ فی الواقع چھ وہاں جاتے اور نہایت سادگی کے ساتھ بالکل عامیانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ چنانچہ گریول صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ”قصبہ آبرو میں شاہی خاندان شاہی بغیر کسی شان و شوکت اور جاہ و ملکیت کے نہایت سادگی سے بود و باش کرتا ہے۔ نہ تو ان کے اظہار مرتبہ اور حفاظت کے لئے کوئی باڈی گارڈ وہاں مقرر ہے۔ اور نہ کوئی اور طریق نمائش ملحوظ ہوتا ہے۔ صرف ایک سپاہی اس سادہ محل سے دور پرے اس عوض سے پہرہ دیتا ہے۔ کہ بد مخاشوں کو اُدھر جانے سے مزاحم ہو۔ ورنہ بیچ۔ ملکہ اور شہزادہ مثل عام آدمیوں کے (ادھر ادھر ہمسائیوں کی جھونپڑیوں اور اس پاس کے مکانات میں چکر لگاتے پرتے ہیں۔ ملکہ دن بہر مکان کے اندر باہر آکر سادہ وضعی سے آتی جاتی ہیں۔ کہ کوئی چھان نہیں سکتا۔ سٹاف بھی کوئی بھاری ساتھ نہیں عورتوں میں صرف لیڈی ڈوئٹرو۔ مس ڈلیٹن۔ اور مس ہڈیارڈ تین عورتیں ہیں۔ جو ان کے بچوں کی نرسیں اور گورنس ہیں۔ اور دو لڑکیوں میں شہزادوں کے استاد و سمیت تین آدمی ہیں۔“

اس کے علاوہ خود ملکہ معظمہ اپنے روزنامہ میں لکھتی ہیں۔ کہ ”آج مجھے ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں جانے کا موقع ہوا۔ جو چھیا سی سال کی عمر کے باوصف صحت و توانائی خاصی رکھتی ہے۔ اس نے میری بڑی خاطر دیکھا

کی اور دیر تک چرخہ کاٹتے ہوئے میرے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہی
آتے ہوئے میں نے اسے ایک اوڑھنے کا گرم کپڑا دیا۔ تو اس نے مجھے بُہت ہی
دُعائیں دیں۔

دوسری جگہ لکھتی ہیں کہ
”آج ہم تین جھونپڑیوں میں گئے۔ ایک نو مسز لیٹن کے ہاں۔ کہ اس کا لڑکا بچہ
دوسرا بلیر نام ربابی کے ہاں۔ اور تیسرا ایک اوڈر ٹبرہیا کے گھر۔ وہاں سے ہونے
مسز گرانٹ کے گھر گئے۔ اور اس کو ایک پوری گرم پوشاک اور رومال دیا جسے
اُس نے بڑی محبت سے قبول کر کے بڑی بڑی دعائیں دیں۔ کہ خدا تمہیں بہت
دے۔ اور سلامت رکھے۔ تم ہر سال یوں ہی چھپسہ مہربانی کئے جاتی ہو۔ اور میں
ہوں کہ دن بدن بوڑھی ہوئی چلی جاتی ہوں۔“

غرض کہ ایسی بُہت سی مثالیں ہیں۔ جن سے بخوبی طوالت دیکھ کر کیا جاتا ہے۔
اور فی الواقع اس قسم کا طریق معاشرت ملکہ وکٹوریہ کا ہی حصہ تھا۔ اولاد کے متعلق
آئینہ باب میں ذکر کیا جائے گا۔

فصل ہفتم

ملکہ وکٹوریہ کا آمد و خرچ

آمدنی: ملکہ وکٹوریہ کو سلطنت کی طرف سے بحیثیت سلطانہ ہونے کے چالیس لاکھ
روپیہ سالانہ ملا کرتے تھے۔ اور اسی میں اُن کی اولاد کے وظائف بھی شامل تھے
اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

اخراجات: خانگی کے لئے چھ لاکھ روپیہ۔

ممبران خاندان شاہی کے وظائف کے لئے... بیس لاکھ بارہ ہزار چھ سو روپیہ۔
 ٹائٹل ہاؤس کی منشی کے لئے... چوبیس ہزار دو سو چالیس روپیہ۔
 انعام وغیرہ کے لئے..... ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ۔
 درباری اخراجات کے لئے..... تین لاکھ تریسٹھ ہزار روپیہ۔
 متفرق..... ڈیڑھ لاکھ روپیہ۔

یہ تو شاہی تنخواہ تھی۔ اور اس پر ملکہ کو اختیار تھا کہ اگر زیادہ خرچ ہو جائے۔ تو بل بنا کر پارلیمنٹ کی منظوری کے بعد خزانہ عامہ سے آدھ بھی رقم لے سکیں۔ گو اس کا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔

لیکن اس کے علاوہ دس لاکھ روپیہ کے قریب آدھ رقومات بھی ملکہ محفظہ کے لئے سلطنت سے دی جاتی تھیں۔

وچس پنے کے نام سے ضلع لانگشیر کی آمدنی... ساڑھے چار لاکھ روپیہ۔

اسی ضلع کی وائٹن شراب کانٹیکس..... آٹھ ہزار تیس روپیہ۔

لنڈن کے حق وطن داری کے لئے..... ایک ہزار دس روپیہ۔

جہازات کی سب رو تفریح کے لئے... تین لاکھ ستاون سو ہزار تین سو بیس روپیہ۔

اخراجات معمولی کے لئے..... تین لاکھ باون ہزار چار سو نو سو روپیہ۔

رسالہ بادشاہی کارڈ کے اخراجات کے لئے۔ تین لاکھ گیارہ ہزار پانسو روپیہ۔

اس کے سوا ملکہ وکٹوریہ کو ذاتی مالاک سے بھی معقول آمدنی تھی جسکی

تعداد آٹھ ہزار پانسو بیس روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔ بدقیصیل۔

پرگنہ برڈین کی آمدنی..... تیس ہزار نو سو بیس روپیہ۔

پرگنہ ہیمپشائر کی آمدنی..... اکتیس ہزار روپیہ۔

پرگنہ سرے کی آمدنی..... چھ سو نو سو روپیہ۔

یہ جگہ قوم چھٹپن لاکھ دو ہزار تیس روپیہ کی ہوتی ہیں۔ مگر ان میں لونڈوں کے

حساب سے شمار ہوا ہے۔ حالانکہ اب اس کی قیمت صحیح ہے۔ لہذا ایک تو اسکو
ڈیورہا کر لینا چاہیے۔ اور دوسرا جرمنی کے علاقہ کو برگ کی آمدنی کا حصہ جو بحیثیت
اپنی والدہ کی جائیداد کے انکو ملنا رہا ہے۔ وہ اس سے علیحدہ پہنچا چاہیے۔ اور
نیز اس کے بعد بھی ملکہ وکٹوریہ نے کلر مونت میں ساٹھ سے سات لاکھ روپیہ کی
ارضی خرید کی تھی۔ اور اس کی آمدنی بھی ہوا کرتی تھی۔ فقہہ مختصر یہ کہ ملکہ کی کل
آمدنی اب کل کے حساب سے ایک کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب تھی۔

خرچ :- خرچ کے تدوار دکھانے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ تدوار
آمدنی خود ہی خرچ کا پتہ دے رہی ہے۔ خاندان شاہی کی تحوات پر کل اس سال کا
مقررہ روپیہ صرف ہوتا تھا۔ اور ملانزان سابق کی پیشنوں کا بھی ویسا ہی حال
تھا۔ باقی مدات بھی خرچ سے نہ مالی نہ تھیں۔ لیکن باہینہ ملکہ وکٹوریہ ہمیشہ ہر ایک
مد میں سے کچھ نہ کچھ بچت ضرور کر لیتی تھیں۔ اور یا مخصوص قومی و ملکی چندوں میں
نہایت دریا دلی بکریاں اندیشی کے ساتھ حصہ لیتی تھیں۔ کوئی مضیفہ فنڈ غالباً
ایسا نہ ہو گا۔ جس میں انکی طرف سے کوئی رقم درج نہ ہو۔ غریبوں کی خبر گیری بھی
اکثر فریاتی تھیں۔ اس کے علاوہ اپنی آمدنی میں سے ٹیکس بھی ادا کرتی تھیں
حالانکہ بادشاہوں کی ذات قانوناً لغاذا احکام قانون سے بری ہے۔ مگر انہوں نے
اسے آپکو ہمیشہ معمولی انسانیت کے ساتھ غامہ کیا ہے۔ اور کوئی ذاتی مفاد ہمت
سے نہیں اٹھایا۔

اپنی ذاتی آمدنی سے ملکہ وکٹوریہ نے ونڈسرا اور اسٹرن کے دو نہایت عالی شان
محل خود بنوائے تھے۔ جنہر لکھو کھار دے صرف آگئے۔ اور ان کی آرائش پر
بھی لاکھوں کا ہی خرچ ہوا۔ اور اس کے علاوہ قصر بالورل بھی خود خرید کر تعمیر
کرایا تھا۔ اس میں قصر ونڈسرا میں اتفاقاً آگ لگ گئی تھی۔ اور آٹا فٹا

ادھر سے ادھر تک پھیل گئی تھی۔ جس کو مکملہ وکٹوریہ اور پرنس البرٹ نے بڑی
جواہرزدی سے خود فرو کیا۔ لیکن جن ملازموں اور غریبوں کا اس میں نقصان
ہوا تھا۔ اُس کو آپ نے اپنی جیب خاص سے پورا فرما دیا تھا۔

اس باب میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے ہمارے دیسی رئیسوں اور عام
شریفوں کو (باستثنا سے اُن رسوم کے جو خاص انگلستان یا انگریزی
قوم سے مخصوص ہیں) کافی طور پر فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اور اپنی خانہ داری
کو ایسے سلیقے اور ایسے قدرتی پسندیدہ طریق سے باآسائش بنا نا چاہیے
کہ جس میں دینی و دنیوی فلاح ہو سکے۔ میاں بیوی کا اتفاق ایک ایسی
نعمت ہے۔ کہ جس گھر میں وہ موجود ہو۔ اُس کو آلام و مصائب دنیوی
بہت زیادہ نہیں ستاتے۔ اور خیر و برکت کا اُس گھر انہ پر سایہ ہو جایا
کرتا ہے۔ اور اسی طرح میاں بیوی کی ناموافقت ایک ایسا عذاب الیم
ہے۔ کہ جس گھر میں یہ موجود ہو۔ وہاں سے خیر و سعادت رخصت ہو جاتی
ہے۔ اور بجائے لطیف طبیعت کے نامراد دی اور ناشادی کے ساتھ ایام
زندگی بسر کرنے پڑتے ہیں۔ پس اس کا سب کو پورا پورا خیال رکھنا
چاہیے۔ اور سلیقہ شعاری۔ کارکنی اور کامیابی سے اس کو مجلی و منور
کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ۵

مرد باید کہ گیر داند رگوش

گر نبشت است پند بر دیوار

باب چھام

شاہی اولاد اس کی تعلیم و تربیت - شادیاں اور
مصارف وغیرہ

فصل اول

ملکہ و کٹوریہ کی اولاد

ملکہ و کٹوریہ کی شادی ۱۰ فروری ۱۸۵۷ء کو ہوئی تھی۔ اور اسی سال سے سلسلہ
توالد و تناسل بھی شروع ہوا۔ - ۱۸۵۷ء تک کل نو اولادیں ملکہ کے بطن سے
پیدا ہوئیں۔ جن میں سے چارہ شہزادے اور پانچ شہزادیاں تھیں۔ اور انکی
تفصیل یہ ہے۔

ولادت اول - ۲۱ نومبر ۱۸۵۷ء کو ہوئی۔ جس میں پرنس اٹل رٹبی
شہزادی پیدا ہوئیں۔ انکی پیدائش سے پرنس کنسرت البرٹ کچہ شکستہ دل
ہو گئے تھے۔ کیونکہ اگر بار اول لڑکا ہوتا۔ تو زیادہ خوشی ہوتی۔ مگر ملکہ و کٹوریہ
نے فرمایا۔ کہ گہراؤ مت۔ انشاء اللہ آئندہ سال لڑکا ہوگا۔ چنانچہ خدا نے
اگلے سال لڑکا ہی عنایت فرمایا۔ اس شہزادی کا پورا نام پرنس و کٹوریہ
ایڈلیڈ میری لوئیسارکھا گیا۔ اور پرنس نیپولڈ بادشاہ یلیئم اس کے

دینی باپ مقرر ہوئے۔

ولادت دوم - ۹۔ نومبر ۱۸۷۱ء کو ہوئی۔ اور اس میں شہزادہ ایڈورڈ البرٹ پیدا ہوئے۔ اور یہی ولیعہد قرار پا کر پرنس آف ویلز کے نام سے مخاطب ہوئے۔ چنانچہ یہی اس وقت بفضلِ خدا ایڈورڈ ہفتم کے نام سے ملکہِ معظمہ کے جانشین ہو کر بادشاہِ گریٹ برٹن و شہنشاہِ ہندوستان مقرر ہوئے ہیں۔ فریڈرک ولیم چہارم شہنشاہِ جرمنی انکے دینی باپ بنائے گئے تھے۔ اور انکے اصطبل کی رسم نہایت شان و شوکت سے انکی موجودگی میں عمل میں آئی تھی۔

ولادت سوم - ۲۵۔ اپریل ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ اور اس میں شہزادی ایلینس پیدا ہوئیں۔ جن کا پورا نام پرنس موڈ میری ایلینس رکھا گیا۔ انکے دینی باپ ڈیوک آف کیمبرلینڈ ہنور کے بادشاہ مقرر ہوئے تھے۔

ولادت چہارم - ۶۔ اگست ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ اور اس میں ڈیوک آف ایڈنبرا پیدا ہوئے۔ جن کا پورا نام الفرڈ آرلنٹ البرٹ ڈیوک آف ایڈنبرا ہے۔ نکوٹس شہنشاہِ روس انکے دینی باپ قرار دیئے گئے۔

ولادت پنجم - ۲۷۔ جنوری ۱۸۷۳ء کو ہوئی جس میں شہزادی سیلیس پیدا ہوئیں جن کا پورا نام آگسٹ وکٹوریہ سیلیس رکھا گیا۔

ولادت ششم - ۱۰۔ مارچ ۱۸۷۳ء کو ہوئی۔ اور اس میں پرنس لوئیس پیدا ہوئیں ان کا پورا نام پرنس لوئیس اکیرو لائٹن البرٹ ہے۔

ولادت ہفتم - یکم مئی ۱۸۷۳ء کو ہوئی جس میں ڈیوک آف کیناٹ پیدا ہوئے۔ جن کا پورا نام آر تھر ولیم پیٹرک البرٹ ڈیوک آف کیناٹ ہے۔ یہی شہزادہ صاحبِ پلے ہندوستان میں صوبہ بنی کے سپہ سالار افغان

مقرر ہوئے تھے۔ اور اب پھر بعد جنوری ۱۹۷۱ء کو دوسرے بڑے بہائی کے
ہندوستان کے کینڈرا پانچیف مقرر کئے گئے ہیں۔

ولادت ہشتم۔ ۱۹۷۱ء اپریل ۱۳ء کو ہوئی۔ جس میں ڈلوک اوف
ایلیٹی پیدا ہوئے۔ انکا پورا نام شہزادہ لیو پولڈ جارج ڈنکن البرٹ تھا
ولادت نہم۔ ۱۹۷۱ء اپریل ۱۳ء کو ہوئی اور یہیں شہزادی بیٹرس پیدا
ہوئیں۔ جن کا پورا نام پرنس بیٹرس میری وکٹوریہ فیوڈورہ
بس ہی نوادادوں میں ملکہ وکٹوریہ کے پیٹ سے ہوئی ہیں جس میں سے ہر ایک
کی پیدائش کے ایک ایک ماہ بعد اصل بلوغ دینے اور نام رکھنے کی رسوم مذہبی
طور پر نہایت شان و شوکت سے ادا ہوئیں۔ اور پھر ساری ہی اولاد بلا تفریق
ذکور و اثنا یا خورد و کلاں کے ملکہ وکٹوریہ اور ان کے شوہر نامدار پرنس کٹرٹ البرٹ
کو نہایت ہی عزیز رہی۔ اور انکی تعلیم و تربیت نہایت ہی قابلانہ اور سادگی سے
عمل میں آئی جس کا ذکر فصل آئندہ میں مفصل طور پر آئے گا۔

ان نوادادوں میں سے چھ اس وقت زندہ ہیں۔ جن میں سے چالیس پوتے
اور پوتیاں اور نو اسے نواسیاں بھی ہوئی ہیں۔ جن میں سے نو فصلے ہو کر
اکتیس اس وقت صحیح و سلامت موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بیسیسٹ پوتے
پر پوتیاں اور کنواسے کنواسیاں ہیں جو سب زندہ ہیں۔

پر پوتوں پر پوتیوں۔ کنواسوں کنواسیوں میں باسیسٹ لڑکے اور پندرہ
لڑکیاں ہیں۔

چھ پوتے پوتیاں اور نو اسے نواسیاں خاص پرنس اوف ویلز موجودہ شہنشاہ
ایڈورڈ ہفتم کی ہیں۔

اٹھارہ پوتے اور پوتیاں اور نو اسے نواسیاں شہزادی یگم فریڈکسکی

گیا راں پوتے پوتیاں۔ نواسے اور نواسیاں شہزادی بیٹیس متوفی کی ہیں۔
 چھ پوتے پوتیاں۔ نواسے نواسیاں ڈیوک بیکس کو برگ گوتہا کی ہیں۔
 اس حساب سے گویا ملکہ وکٹوریہ کی آل اولاد کے وہ ممبر جو صحیح طور پر ملکہ کے
 خون سے تعلق رکھتے ہیں ۸۸ سوئے۔ جو ملکہ نے اپنی حین حیات دیکھ لئے۔
 اور غالباً چھ تعداد کسی اور بادشاہ کی اولاد کی ہرگز نہ گزر نظر آئے گی۔ ان ۸۸
 میں سے اس وقت ۴۴ زندہ و سلامت موجود ہیں۔ جو قرون آئندہ میں پورے
 کی جلیل القدر سلطنتوں کے فرمانروا نظر آئیں گے۔

فصل دوم

اولاد شاہی کی تعلیم و تربیت

شاہی اولاد کی تعلیم و تربیت میں جو کاہش ملکہ وکٹوریہ اور ان کے شوہر نامدار کو
 رہی ہے۔ غالباً اس سے زیادہ کسی شخص کو نہیں ہو سکتی۔ اور ان عقلمند والدین
 نے جس طرح اپنا یہ فرض ادا کیا ہے۔ یقیناً اس سے بہتر کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا۔
 ملکہ معظمہ بخوبی دیکھ چکی تھیں کہ انکی والدہ نے انکی تعلیم و تربیت کے مہول
 کیسے اعلیٰ رکھے تھے۔ اور وہ کہاں تک مفید اور کارآمد ثابت ہوئے۔ اور یہ بھی
 مزید نظر تھا کہ بالخصوص شاہی اولاد کو کس درجہ کی قابلیت اور لیاقت کی ضرورت
 لازمی ہے۔ لہذا انہوں نے ابتداء سے ہی نہایت توجہ کے ساتھ اپنی اولاد کی
 پرورش فرمائی۔ اور انکی تعلیم و تربیت کا بہت سا حصہ خود اپنے متعلق رکھنا
 کام تو ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نامدار خود کرتے رہے۔ لیکن جب ذرا زیادہ اہتمام
 کی ضرورت ہوئی تو اولاد کو لائق نوک بھی منتخب کئے گئے۔

شاہی جوڑے کو جو اہتمام تربیت اولاد کے متعلق تھا۔ وہ اس ایک چھوٹی سی چٹھی کے پڑنے پر بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ یہ چٹھی پرنس کٹرٹ نے ملکہ معظمہ کے اور اپنے لائق اور وفادار دوست لارڈ ملبرن کے نام مارچ ۱۸۷۷ء میں لکھی تھی۔ اس وقت تک ملکہ معظمہ کو صرف پانچ ہی اولادیں ہوئی تھیں۔ جن میں سے بڑی شہزادی پرنس اوف ویلز اور شہزادی ایلینس ہی تعلیم پانے کے قابل تھیں۔ کیونکہ باقی دو تو بہت ہی چھوٹے تھے۔ اس پر بھی دیکھئے کہ کس قدر اضطراب اس شاہی جوڑے کو تعلیم و تربیت اولاد کے متعلق تھا۔ چٹھی مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

”آج کل ہمیں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی جانب سخت مصروفیت ہے۔ جس میں بہت سی مشکلات نظر آ رہی ہیں۔ کیونکہ موجودہ طرز تعلیم کچھ زیادہ مفید بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اور آئندہ بھی اس سے ترقی کی امید نظر نہیں آتی۔ لہذا اس میں خواہ مخواہ ترمیم و ایذا دی کی ضرورتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ لارڈ ملبرن کا بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ جس طرح عام لوگ بسبب اپنی کاروباری مصروفیت کے تعلیم و تربیت اولاد کے فریض کافی طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ ویسے ہی ہم بھی بوجہ چند درجہ مصروفیتوں کے اس فرض کی ادائیگی اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ لہذا لارڈ ملبرن کی رائے ہے۔ کہ کوئی معتبر اور لائق شخص اس کام کے لئے مقرر کیا جائے۔ اور اگر کوئی لائق اور نیک چلن لیڈی ملجائے۔ تو اُنکے نزدیک اور بھی بہتر ہو۔ لیکن ایسا آدمی کہاں سے ملے گا۔ جو صفات حسد کا مجموعہ ہو۔ اور پھر دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے ہمارے سچے خانہ کی چار دیواری میں رہنا پسند کرے۔ بہر حال آپ چونکہ ملکہ و کٹوریہ کے بہترین مشیر اور میرے دلی دوست ہیں۔ اسلئے غور و فکر کا فیصلہ کے بعد کوئی برجستہ رائے یا انتظام ایسا تحریر فرمائیے کہ جس سے یہ کاروائی اچھی طرح طے ہو سکے“

اس تحریر کو صرف اسلئے نقل کیا گیا ہے۔ کہ ناظرین اس شوق و اضطراب کا اندازہ کر سکیں۔ جو اس تاجدار جوڑے کو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے متعلق تھا۔ اور اس پر اتنا اذہم سوچ لیں۔ کہ اگر اس قدر اضطراب و شوق کسی معمولی خاندان کے والدین میں بھی پیدا ہو جائے۔ تو وہ کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے۔ سنا کہ کے نزدیک تو اس قدر اہتمام و شوق کے بعد اگر قصداً قدر ہی مخالف نہ ہو جائیں۔ تو کامیابی باسباب ظاہر ضروریات سے ہے۔ بیش لے اکثر عورتیں ہیں۔ کہ اعلیٰ درجہ کے امتحانوں میں کون اشخاص زیادہ شریک اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کئی بار سرکاری ملازمت کے صیفہ پر بھی نظر دوڑائی ہے۔ کہ اس میں کون لوگ باریاب ہیں۔ تو اکثر قصباتی بلکہ دیہاتی لوگوں کی ہی کثرت دیکھی گئی ہے۔ شہروں کے رہنے والے یا خاندانی رئیس نادے تعلیم پر بھی صرف ایک فیشن کے لئے توجہ کرتے ہیں۔ وہ دلی کوشش اور کادش نہ اُنکے اپنے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ نہ اُنکے والدین کے خیالات میں آتی ہے۔ اور نتیجہ بھی ہوتا ہے۔ کہ انکا حصہ حیات زمانہ یا کاروباری زندگی میں بہت کم ہوتا جاتا ہے۔ اُنکے چل کے آپ دیکھیں گے کہ ملکہ معظمہ کے اُن شہزادوں کو جنہیں کروڑوں ہندوگان خدا اپنا سر تاج اور حکمران سمجھتے ہیں۔ کیسی کچھ محنت حصول علم و عمل میں اٹھانی پڑتی تھی۔ اگر ہمارے شہری باشندگان اور خاندانی رئیسوں کی طرح یہ لوگ بھ خیال کرتے۔ کہ رونی تو با فراغت ملجائی ہے زیادہ مغربہ کی ضرورت ہی نہیں۔ تو یہ اس کے مستحق اور شایان تھے۔ مگر آپ دیکھیں گے کہ اُنکے نزدیک بھ خیال پہنکنے تک نہیں پایا۔ بلکہ انہوں نے اس طرح تعلیم حاصل کی ہے۔ کہ گویا انہوں نے وہی کام کر کے رونی ٹھکانی ہے۔ ۴

ہمیں تفاوت رہ از کجاست تا بجھا

خیر یہ قصہ تو بہت طویل طویل ہے۔ لب اہل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نامدار نے لارڈ ڈبلین۔ لارڈ ٹاکر ڈاکٹر ٹروس بشپ آف اسفورد اور سر جیمس کلارک کے ساتھ اس معاملہ پر مفصل غور و خوض کے بعد اولاد شاہی کے لئے لائٹ انا لیقوں اور گورنسوں کی ضرورت محسوس کر کے بڑی عہدگی سے اس کا انتظام کر دیا۔ پہلے پہل شاہی اولاد کی اُستانی گری ایڈی لٹن ایک لائٹ اور شہور نیک مزاج خاتون کے سپرد ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ ترقی اولاد کے ساتھ انا لیق اور اُستاد بھی بڑھتے گئے۔ مگر پھر بھی ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نامدار تادم واپس اس معاملہ میں اس قدر مصروفیت اور توجہ رکھتے تھے۔ کہ گویا وہی اس کام پر مقرر ہیں۔ اور بالخصوص چونکہ دونوں بچے عیسائی تھے۔ اسلئے دینی تعلیم پر تو خاص توجہ تھی۔ اور ملکہ یا برٹس دونوں میں کوئی سوزانہ اس تعلیم کو خود دیکھتا اور شہزادوں کے ذہن نشین کرانا تھا۔ ملکہ نے ایڈی لٹن کو سب سے پہلے جو ہدایت کی تھی وہ یہ تھی کہ

”میں اپنی اولاد کو ایسی تعلیم دینا چاہتی ہوں۔ جس سے ان کے دلوں میں خدا اور مذہب کی محبت جلوہ گر ہو۔ تاکہ جس محبت اور سرگرمی کو اپنی مخلوق کی نسبت ہم سے دیکھ کر خدا خوش ہو سکتا ہے۔ وہ انکی فطرت میں بڑ جائے۔ میں ایسی مذہبی تعلیم دلوانا بھی نہیں چاہتی جس سے خواہ مخواہ موت اور عذاب کی ایک ڈراونی شکل سے خوف دلایا جاتا ہے۔ یا جس سے مذہبی فرقہ بندی کا میلان پایا جاتا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ خدا کو محبت کرنی سیکھیں۔ تاکہ خود بخود ہی مخلوق الہی سے محبت کرنے کا خیال پیدا ہو جائے“

اس کے علاوہ ملکہ معظمہ مذہبی تعلیم اور عبادتِ سوزانہ کے موقع پر خود موجود ہوتی تھیں۔ اور ان کی سخت تاکید رکھی جاتی تھی۔ جس کا لازمی نتیجہ

ہونا چاہیے۔ کہ اولاد دیندار ہو۔ ہندوستان میں آج تک جو تعلیم محض
 نوشت و خواندگی لیاقت حاصل کرنے کے لئے دی جاتی تھی ہے۔ آخر کار اُس کی
 نسبت اہل الکراٹے کو اب معلوم ہوا ہے کہ وہ مفید نہیں پڑی۔ کیونکہ سوائے دینی
 تعلیم کے اخلاق کا درست ہونا سخت محال ہوا کرتا ہے۔ نوشت و خواندگی کا علم بذاتہ
 کوئی اثر اخلاق پر نہیں ڈالتا۔ بلکہ جو جو مواد انسان کے اندر موجود ہوں۔ اُنکو
 روشن اور مجلی کرتا ہے۔ ایک چور اگر لکھنا پڑھنا سیکھ جائے۔ تو علم سے وہ بھ
 فائدہ لیکے گا کہ چوری نہایت عمدہ طرح ایسے طریق سے کر سکے۔ کہ جس سے بہت کم کو
 اُس پر شبہ کر سکیں۔ اور وہ پکڑا جانے سے محفوظ رہے۔ علیٰ ہذا اگر کوئی دوسرا
 کاریگر نوشت و خواندگی سیکھ جائے۔ تو وہ اپنے ہنر و فن کے زیادہ بہتر ہونے کی
 تدابیر سوچے گا۔ لیکن بھ کوئی ضرور نہیں کہ نوشت و خواندگی کا علم خود بخود انسان
 کے اخلاق رزید کو اخلاق شریفہ سے تبدیل کر دے۔ یہ کام نامہی تعلیم کا ہی ہے
 کہ معیوب کاموں کو بُرا جاننے اور بحالت ارتکاب اُنکے باعث قہر و غضب لہنی
 میں مہتمل ہو جانے اور اسی طرح نیک کاموں کو اچھا سمجھنے اور اُنکی مشکوری کی
 حالت میں خدا کے افضال و الغام کی اُمیدوں کو انسان کے دل میں مقرر
 کر دیتی ہے۔ اور واقعی وہی لوگ اپنی قوم و ملک کے لئے کار آمد معین اور
 نیک نمونہ بن سکتے ہیں۔ جن کی دینداری قابلِ تعلق ہو۔ پس ملک و کتوریہ کی
 والدہ نے بھی اسی کا زیادہ اہتمام رکھا۔ اور خود ملک نے بھی اپنی اولاد کے لئے
 اسی کی سرگرمی رکھی۔

لیکن یہی نہیں کہ صرف مذہبی تعلیم دیکر شہزادوں اور شہزادیوں کو پادری
 یا پادری بنادیا جائے۔ بلکہ اس کے ساتھ اُنکو ہر طرح کی دنیوی تعلیم بھی اسی طرح دی جانی
 تھی۔ کہ گویا وہی اُنکے لئے موجب کامیابی ہے۔ اور اس کے لئے خاص انتظام

کئے گئے تھے۔

باغ تربیت - قصر آسپوران میں جو ملکہ معظمہ نے اپنے ذاتی روپیہ سے تعمیر کرایا تھا۔ ایک خاص سلسلہ تعمیرات اسی غرض سے بنوایا گیا تھا۔ کہ اولادِ شاہی کی تعلیم و تربیت میں کارآمد ہو۔ اس چھوٹے سے خانہ باغ کا نام سو سو کلچ رکھا گیا تھا۔ لیکن دراصل وہ شہزادہ کلچ تھا۔ اس باغ میں جو سلسلہ عمارات تھا وہ اس انداز سے بنایا گیا تھا۔ کہ ہر ایک علم و فن کے لئے جدا جدا کمرے مقرر تھے جن میں شہزادے اُس علم و فن کی علمی تعلیم لیا کرتے تھے۔ مثلاً۔

عجائب خانہ جو اُس میں ہمایا گیا تھا۔ اس میں ہر قسم کے قدرتی پیداوار کے نمونے فراہم کئے گئے تھے۔ تاکہ نباتات۔ جمادات اور معدنیات کے متعلق اولادِ شاہی کی تعلیم عملی طور پر کارآمد ہو سکے۔ اور وہ کتابوں میں چیزوں کے نام ہی نہ پڑھ جائیں۔ بلکہ اُن کی صورتیں اُنکے دماغ میں سما جائیں۔ اور وہ اُنکی نسبت پوری پوری واقفیت حاصل کر سکیں۔

فلاحیت و باغبانی کی تعلیم۔ کے لئے یہ قاعدہ مقرر تھا۔ کہ اسی سو کلچ میں ایک ایک چھوٹا قطعہ اراضی (جسے کیاری یا روش کہنا چاہیے) ہر ایک شہزادہ اور شہزادی کے نام سے منسوب تھا۔ اور یہ لازم کر دیا گیا تھا۔ کہ ہر قطعہ اراضی کی باغبانی۔ آبیاری اور کاشتکاری کے فرائض وہی شہزادہ یا شہزادی ادا کرے۔ جس کے نام سے وہ منسوب ہے۔ ہندوستان کے باشندے سنکرونگ راجا بن گئے۔ کہ ملکہ وکٹوریہ کے وہ شہزادے جو کروڑوں رعایا کے سراج اور حاکم ہیں۔ اور چمکے میس قرار و ظایف سلطنت کی طرف سے مقرر ہیں صرف علم فلاحیت سیکھنے کے لئے گھنٹوں اُسی سو کلچ میں بل چلایا کرتے تھے اور شل عام باغبانوں اور کسانوں کے پودوں کے سینچنے کا شے اور بیونہ کر نہیں

اوقاتِ عزیز کا معقول حصہ صرف کیا کرتے تھے۔

باورچی کمری۔ کا یہ حال تھا کہ شہزادیاں اپنے ہاتھ سے ساگ پات کی مختلف ترکاریاں پوتیں اور بعدِ پختہ ہونے کے کاٹ کر خود اپنے ہاتھ سے شاہی دسترخوان کے لئے طیار کرتیں۔ چنانچہ تمام شہزادیاں ہر قسم کے اچار۔ مرہ جات۔ اور چٹنوں اور طرح طرح کی مٹھائیاں بنانے میں بہت اچھی مہارت رکھتی ہیں۔ والدین کا بھی یہی حال تھا۔ کہ چھوٹی ٹی شہزادی جو چیز بکا کر لائی اُسے حقارت سے کبھی نہ دیکھا۔ بلکہ شوق سے خود کھاٹی اور نہایت اچھی طرح اُس کے نقائص یا عذگی جادی۔ اب دوسری دفعہ وہ خواہ مخواہ بھی اچھی بنے گی۔ اور التزم ایسا کہ روز کوئی نہ کوئی چیز شاہی اولاد کے ہاتھ کی پتی ہوئی دسترخوان پر آئے۔

سجاری و آہنگری کی تعلیم کے لئے مختلف کمرے مقرر تھے۔ جن میں شہزادے یہ تمام کام نہایت محنت سے سیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ ایسی تصویریں بھی دیکھیں ہیں آٹھی میں کہ کہیں تو شہزادے آہنگری کا کام کر رہے ہیں۔ کہیں جہازی رستے طیار کر رہے ہیں۔ کہیں آ رہے کنی جو رہی ہے۔ حتیٰ کہ۔

معمارسی کی تعلیم بھی لازمی تھی۔ اور اُس کے لئے ایک پڑاؤ اسی باغ میں بنوا دیا گیا تھا۔ جس میں شہزادے اپنے ہاتھ سے اینٹیں بنا کر بچا یا کرتے تھے۔

شاہی نائک کے لئے بھی ایک عمارت بنوائی گئی تھی۔ اگرچہ اس میں نہایت کم کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ مگر پھر بھی یہ مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ انگلستان کے مشہور اخلاقی شاعر ٹامسن کے منظومات شہزادوں اور شہزادیوں کو یاد کروانے سے باقاعدہ ایکٹ کروایا گیا تھا۔

تصویر کشی کی تعلیم بھی اسی اہتمام سے دی جاتی تھی۔ کہ تمام اولاد شاہی

ایک بہترین فوٹو گرافر اور ایک اعلیٰ نقاش کا کام جانتی ہے۔ اور ہر روز اُس کے لئے ایک وقت دیا جاتا ہے۔

اور اُس کے علاوہ اور تمام علوم بھی نہایت عمدگی کے ساتھ سکھائے جاتے تھے۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ اولاد شاہی نے ہر علم و فن میں کمالیت پیدا کر لی۔ اسپر ورزش اور ہوا خوری کی بھی سخت پابندی تھی۔ گو یورپین اقوام کے لئے اب ہوا خوری سستہ ضروریہ میں شامل ہو گئی ہے۔ مگر خاندان شاہی میں بھی اسکا ویسا ہی پاس کیا جاتا تھا۔ اور اکثر اوقات اولاد شاہی کو اپنے والدین کے ساتھ پیادہ پا ہوا خوری کرائی جاتی تھی۔

سیر و سفر۔ جوان ہونے پر سیر و سفر کا بھی ہر ایک کے لئے نہایت بچتہ التزام تھا اور غالباً کوئی شہزادہ ایسا نہ ہوگا جس نے دنیا کے مختلف حصوں کی سیر سے تجربہ حاصل نہ کئے ہوں۔ اور واقعی حکمران خاندان کے لئے تو ایسی سیاحت بہ نسبت عوام کے اور بھی سخت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ لوگ جب تک مختلف اقوام کے رنگ و ہنگ۔ قطع و بضع۔ رنگ و روغن۔ رسم و رواج۔ صنعت و حرفت علوم و فنون۔ غرض کہ پورے پورے طریق تمدن سے واقف نہ ہو جائیں۔ اچھی طرح انکی حکومت و نگہداشت کے فرائض کو ادا نہیں کر سکتے۔ اسی غرض کے حصول کے لئے تمام شہزادوں کو متفرق طور پر مختلف سلطنتوں اور درودست مقامات کی سیاحت کو بھیجا گیا۔ چنانچہ موجودہ شہنشاہ عالم پناہ ایڈورڈ ہفتم بحالت ولیعہدی ہندوستان بھی بہت اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ اور اسی طرح شہزادہ کیناٹ بھی ہندوستان کی سیر کرنے کے علاوہ پہلے ۱۹۰۳ء میں بیٹی کے عہدہ سپہ سالاری افواج برادر اب پھر سپہ سالاری ہند کے عہدہ جلیلہ پر آنیوالے ہیں۔ علی ہذا ڈیوک آف ایڈنبرا بھی شہزاد

میں ہندوستان کی سیر کر گئے تھے۔ اور اس کے علاوہ متصرف قلعہ مظنیہ۔
 روتس۔ فرانس۔ جرمن۔ ڈنمارک۔ بیلیجیم۔ غرض کہ تمام بڑی بڑی سلطنتوں پر
 سب صاحبان جا جا کر مشاہدات عینی سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کر چکے ہیں
 اب غور کرو کہ اس سے بہتر تعلیم اور کیا ہوگی۔ اسی کے ضمن میں اس قدر
 اور بھی لکھ دینا مناسب ہے کہ مشرق و مغرب میں ایک بے غلط کسی روشن خیال شخص
 نے گننام جھا پکڑ اس عنوان سے شائع کیا تھا۔ ولید ہندوستان کا طریق تعلیم
 و تربیت کبسا ہونا چاہیے؟ اور اس میں شہزادہ کی تعلیم و تربیت سالمہ کو ناکافی
 سمجھ کے بہترین انتظام کی سکیم پیش کی گئی تھی۔ یہ پمفٹ اگر کسی دیسی رئیس کی
 نسبت شائع ہوتا۔ تو وہ سخت جھلانا۔ کہ کسی کو اس کے طریق تعلیم پر اعتراض یا
 صلاحکاری کا کیا حق ہے۔ مگر ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر نادر نے اس پر بخوبی
 نوٹس لیا۔ اور اپنے مشیروں کے مشورہ سے اس بے غلط کی بہت سی اصلاحات
 قبول فرمائیں۔ اور کچھ خیال نہیں کیا کہ اس کے لکھنے والا کون ہے۔ یہ
 مرد باید کہ گیر د اندر گوشش گزشت است چند بردیوار

یہ ہیں اصلی طریقے قائمہ اٹھانے کے۔ اور یہ ہیں وہ طریق تعلیم جن سے
 یقینی اور دائمی فوائد پہنچ سکتے ہیں۔ اور بڑی خوش نصیبی ہو۔ اگر ہندوستان کے
 والیان ریاست بھی اپنی ادوار کے اسی طرح تعلیم دینے کی طرف توجہ کریں یعنی
 انکو بھی سب سے پہلے مذہبی تعلیم کا خیال ہو۔ اور پھر اپنی ملکی اور قومی ضرورت
 اور رسم و رواج کی واقعیت کو اچھی جائے۔ اور ساتھ ساتھ علوم و فنون توحید کے مطالعہ
 پر توجہ ہو۔ ورنہ آجکل کے طرز تعلیم سے کہ صرف رئیسوں کو صاحب بہادر بنا دیا جاتا
 ہے۔ وہ پرانے رئیس ہی بہت اچھے تھے جو معمولی تعلیم پا کر نہایت صلاحیت سے
 اپنے ملک کا کام کرتے تھے۔

فصل سوم

اولاد شاہی کی شادیاں

اولاد شاہی کی شادیوں پر جو اہتمام اور سرت سنگ میں ہوتی رہی اور جو عاہل شاہ جلسے اور دعوتیں دی جاتی رہیں۔ انکی تفصیل کی یہاں کچھ زیادہ ضرورت نہیں محکم ہوتی۔ مختصر طور پر یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ یہ سب شادیاں نہایت سادگی اور صفا سے عمل میں آتی رہی ہیں۔ انگلستان میں ہندوستان کے سے مراسم شادیوں کے نہیں ہوا کرتے۔ کہ چیمز اور زیورات کی طیاری میں لاکھوں کروڑوں روپیہ کے اخراجات اور وقت غنیمت کا بہترین حصہ صرف کرنا ہی گویا شادی کی عظمت کی دلیل سمجھا جائے اور بالخصوص ملکہ و کٹوریہ کا خاندان تو ان نمائشوں کا کبھی روادار نہیں ہوا۔ بلکہ اُس نے یہی اصول رکھا ہے۔ کہ جو ٹاٹھیک ملے۔ خوبصورتی میں۔ لیاقت میں۔ تہذیب میں۔ وفار میں دونوں ایک دوسرے کے ہم پلہ رہیں۔ اور واقعی بہت اچھے جوڑے ملے۔

ملکہ کے پانچ داماد ہوئے ہیں جو سچے سچ اپنے حق صورت و سیرت اور جاہ و حکومت کے اعتبار سے پرلے درجہ کے لائق تعریف بادشاہان وقت ہوئے ہیں۔ لینے ایک تو بادشاہ جرمن موجودہ شہنشاہ کے والد۔ دوسرے ملکہ کے گرانڈ ڈیوک لوٹھس چھارم۔ تیسرے شہزادہ فرڈرک سیلسوگ ہولٹن کے فرمانروا۔ چوتھے جان مارکوٹس آف آئورن۔ ادراپا پچیس بلگیریا کے شہزادہ ہنری جو بیٹنبرگ کے حکمران ہیں۔

ملکہ کے چار شہزادے تھے۔ انکے ملے بھی ایسی منتخب روڈ گارڈیگن تلاش

ہوئیں۔ جو یورپ بھر میں ہر طرح سے قابل تعظیم اور لائق عزت ہیں۔ کیا باعینا
خاندان اور کیا بجاظہن و لیاقت۔ لیکن آپکی بہوؤں میں۔ ایک توشاہ ڈنمارک
کی شہزادی ہے۔ دوسری شہنشاہ روس کی شہزادی۔ تیسری پرتشیا کی شہزادی
اور چوتھی والدک پیرومنٹ کی شہزادی۔

ان رشتہ داریوں سے جو کچھ ترقی باہمی اتحاد و دل کی ممکن ہے۔ وہ کچھ پرشیدہ
نہیں۔ اور اس سے ملکہ و کٹوریہ اور ان کے شوہر نامہ ایک پرلے درجہ کی دانشمندی اور
معاملہ فہمی کا پتہ چلتا ہے۔ کہ خاندانی اعزاز و احترام اور اولاد و شاہی کی حیات با آرا
کے لحاظ کے ساتھ لیکچر پہلوسے بھی یہ رشتہ نہایت ہی مناسب اور موزون واقع ہوئے
اس قدر تہید کے بعد اب سب شادیوں کا بقید تاریخ ذکر کیا جاتا ہے۔

شادی اول: ہر رائل ہائینس و کٹوریہ ایڈلیڈ میری نوٹیسابری شہزادی کی
بہرستہ سال دوماہ واقعہ ۲۵ جنوری ۱۸۵۷ء کو ہر رائل ہائینس فریڈرک ولیم
ولیم پرتشیا کے ساتھ مل میں آئی جو بعد میں شہنشاہ جرمن ہو کر ولیم چہارم
کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ ان سے تین شہزادے اور چار شہزادیاں ہوئیں
جن میں سے ایک۔ وجودہ شہنشاہ جرمن میں۔ جو اس وقت یورپ میں ایک
اعلیٰ درجہ کی جلیل القدر سلطنت کے فرمانروا ہونے کے علاوہ پرلے درجہ کے
شجاع اور آزاد اور فیاض مشہور ہیں۔

شادی دوم: ہر رائل ہائینس البرٹ ایڈورڈ پرنس او ف ویلز شہزادہ ولیم
بہادر موجودہ شہنشاہ (اکبر بنیل سال چارماہ واقعہ ۲۵ مارچ ۱۸۵۷ء
کو ہر رائل ہائینس پرنس الگرنڈر شہزادی ڈنمارک کے ساتھ نہایت گروفر
شاہانہ کے ساتھ ہوئی۔ جنہیں بائچ اولادیں ہوئیں۔ دو شہزادے تین شہزادیاں
شادی سوم۔ ہر رائل ہائینس پرنس ایلیس ہوڈ میری کی بہرانیس سال

تین ماہ واقعہ یکم جولائی ۱۹۷۸ء کو ہزرائل ہائینس پرنس آف متے ڈارم اسٹاٹ
 لوئیس چہام کے ساتھ عمل میں آئی۔ جن سے ایک شہزادہ اور چار شہزادیاں ہوئیں۔
 شادی چہام۔ ہزرائل ہائینس الفزڈ آرلٹ ڈیوک آف ایڈنبرگ کی بھرتیس^{۱۹}
 سال چھ ماہ واقعہ ۲۳ جولائی ۱۹۷۸ء کو ہزرائل ہائینس گرلنڈ ڈچس میری الگنڈر
 شہزادی روس کے ساتھ ہوئی۔ جن سے ایک شہزادہ اور چار شہزادیاں ہوئیں۔
 شادی پنجم۔ ہزرائل ہائینس پرنس ہیلیئہ آگسٹا وکٹوریہ کی واقعہ ۵ جون ۱۹۷۸ء
 کو پرنس کرستین آف شیلبرگ ہولڈن سے عمل میں آئی۔ جن سے دو شہزادے
 اور دو شہزادیاں ہوئیں۔

شادی ششم۔ ہزرائل ہائینس پرنس لوئیس کیرولائن البرٹ کی بھرتیس^{۲۳} سال
 واقعہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۸ء کو مارکوئیس آف لورن کے ساتھ ہوئی۔

شادی ہفتم۔ ہزرائل ہائینس پرنس آرثر ولیم پیٹرک البرٹ ڈیوک آف کینٹ
 کی بھرتیس^{۲۹} سال ساڑھے دس ماہ کے واقعہ ۱۷ مارچ ۱۹۷۸ء کو ہزرائل ہائینس پرنس
 لوئیس مارگریٹ الگنڈر یا وکٹوریہ گیسٹس دختر سوم پرنس فریڈرک چارلس آف ہسٹیا
 کے ساتھ عمل میں آئی۔ جنکو دو اولادیں بھقتہ اناٹ و ڈوگر برابر برابر حق تعالیٰ نے
 عطا فرمائیں۔

شادی ہشتم۔ ہزرائل ہائینس پرنس لیوپولڈ جارج ڈکن البرٹ ڈیوک
 آف ایلیٹنی کی بھرتیس^{۳۱} سال واقعہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۸ء کو پرنس آف والگٹڈ پیٹر
 ہیلن کے ساتھ ہوئی۔ جن کا صرف ایک ہی شہزادہ بطور یادگار باقی ہے۔

شادی نہم۔ ہزرائل ہائینس پرنس میری وکٹوریہ فیوڈور کی بھرتیس^{۳۸}
 سال تین ماہ بتایے ۲۲ جولائی ۱۹۷۸ء ہزرائل ہائینس پرنس میری آف ہلگیریا
 کے ساتھ عمل میں آئی۔

ناظرین سطور بالا کے پڑھنے کے بعد واقف ہو گئے ہوں گے کہ علاوہ اذرمرب کے شادی کے معاملہ کو شاہی خاندان نے کس عمر کو ترجیح دی ہے۔ یعنی شہزادیوں کے لئے اوسطاً بیس ایکس سال کی عمر اور شہزادوں کے لئے بالا اوسطاً تیس اٹھائیس برس اور فی الواقع یہی عمر شادی کے لائق بھی ہوا کرتی ہے۔ ورنہ ہندوستان میں جو دستور کم عمری شادیوں کا چلا جاتا ہے۔ اگر چندے اور بھی ایسا ہی رہا۔ تو آئندہ نسلیں نہایت پست قامت اور کم ہمت و ضعیف ہو جائیں گی۔

اخراجات شادی کے متعلق بھی شاہی خاندان نے کبھی آسراں کو راہ نہیں دیا۔ ہمیشہ سادگی کے ساتھ جگہ شادیاں ہوا کیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب باوجود شہنشاہ ہونے کے اپنی شادی پر ملکہ و کنویرس نے لاکھ روپیہ سے کم ہی صرف کیا تھا۔ تو شہزادوں کی شادیوں میں کہاتک صرف کی روادار ہو سکتی تھیں۔ اور یوں دعوتوں جلوس اور دھوم دھام میں کبھی فرق نہیں پڑا۔

یہ بات بھی قابل نوٹ کرنے کے ہے۔ کہ جس طرح اذرمرب ہمیشہ اپنی بیٹیوں کی شادی کر کے رخصت کیوقت دل شکستہ اور مغموم ہو جایا کرتی ہیں۔ اس کلیہ سے ملکہ و کنویرس بھی مستثنیٰ نہ تھیں۔ بلکہ چونکہ انکو اپنی اولاد سے پرلے درجہ کی محبت تھی۔ اسلئے وہ اس جدائی کی تکلیف کو بہت زیادہ محسوس کرتی تھیں۔ چنانچہ بڑی شہزادی کی رخصت کیوقت کا تذکرہ ملکہ معظمہ نے اپنے روزنامہ میں اس طرح کیا ہے۔ کہ

”میں رخصت کے دن نہایت مغموم اٹھی۔ اور اپنی پیاری لڑکی کو اس کے کمرے سے اپنے کمرے میں لانے کے لئے نہایت دلگدازی سے گئی۔ اور جب میں اسے اپنے کمرے میں لائی۔ تو پوچھنے لگا کہ کیسے تھے۔ اور وہ بھی بہت مغموم اور چشم پر آب تھی۔ بہر حال ہم دونوں غمناک خیالات کو دور کر کے بنگلہ ہوٹس میں سگر خیالات دوہانہوتے تھے۔ مجھے رہ رہ کر سخت رقت ہوتی تھی۔ کہ میری پیاری لڑکی اب مجھ سے مادام الحیات

بچھرتی ہے۔ میرے دل میں اُس لقمہ دوسرے ایک درد پیدا ہوتا تھا۔ اور وہ
 آنسوؤں کا دریا میری آنکھوں کے رستے بہا دیتا تھا۔

یہ اُس فطرت انسانی کا تقاضا ہے جس سے کوئی شخص بری نہیں ہو سکتا۔
 خیر اَب یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ سب شادیاں بظاہر پوری عقلمندی سے کی گئی
 تھیں۔ اور چونکہ نیت بخیر اور تقدیر موافق تھی۔ اس لئے بفضلِ خدا کسی معاملہ میں
 کوئی خرابی بھی رونما نہ ہوئی۔ اور سب اپنے اپنے گھروں میں خوشحالی کے ساتھ
 آباد رہے۔ مگر اولاد کی محبت و اطاعت بھی قابلِ تریف ہے۔ کہ انہوں نے
 ملکہ معظمہ سے علیحدہ رہنے کی حالتیں بھی اپنے دلوں کو ہر وقت اپنی والدہ کے
 پاس رکھا۔ اور ہمیشہ اُنکی خوشنودی کی کوشش کرتے رہے۔

اخیر میں یہ بھی لکھ دینا ضروری ہے کہ ازدواج ثانی کو بھی شاہی خاندان
 نے فطرت انسانی کے مطابق پا کر نہایت فراخ دلی سے قبول کیا ہے۔ چنانچہ
 عند الضرورت ملکہ معظمہ نے اپنی صاحبزادیوں پر بھی سلسلہ جاری رکھا۔
 یعنی جو کچھ ایک شریفِ دل اور مالِ اندیش خاندان کے لئے مناسب تھا
 اُس سے کبھی بوجہ بادشاہت انکار نہیں کیا۔

فصل چھام

اولادِ شاہی کے وظائف

شہزادے

۱۔ پرنس آف ویلنر شہزادہ ولیعہد بہادر کے لئے۔ چالیس ہزار پونڈ سالانہ کا وظیفہ
 اور اس کے علاوہ شہزادہ کی سند کے مطابق علاقہ کارنوال کی آمدنی تھینا جو ہزار پونڈ

۴۔ ڈیوک آف ایڈنبرا کی بیوہ کو۔۔۔۔۔ چھ ہزار پونڈ۔
 یہ تمام رقوم اسی رقم سے ملتی تھیں جو ملکہ معظّمہ کو ادا دشاہی کے وظائف
 کے لئے سلطنت سے ملتی تھی۔

فصل پنجم

خاندان شاہی کی رفاہ جوئی خلائق

شاہی خاندان نے جو بڑے بڑے رفاہ عام کے کام کئے ہیں۔ ان کی فہرست
 بہت طویل طویل ہوگی۔ مختصر طور پر یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر ملکی ہی خواہی اور
 قومی ترقی کے معاملہ میں یہ خاندان ہمیشہ پیش رو رہا ہے۔

ملکہ معظّمہ۔ بیشمار ہسپتالوں۔ مفید یادگاروں اور عمدہ نمائشوں کی افتتاح
 کے لئے سب سے آگے رہی ہیں۔ اور اپنی جیب خاص سے بھی ہر ایک ایسے
 مفید کام کے لئے انہوں نے بلا تخریک خود امداد فرمائی ہے۔ جن کا تذکرہ ایک
 ضخیم کتاب چاہتا ہے۔

نمائش ۱۸۸۴ء۔ پرنس کنسرت البرٹ ملکہ کے شوہر زادار بھی باد
 چرمنی ہونے کے انگلستان کی صلاح و فلاح کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے
 تھے۔ ان کے کارناموں میں سب سے بڑا کام ۱۸۸۴ء کی نمائش ہے۔ جو انہوں نے
 نہایت اہتمام کے ساتھ انگلستان کی فلاح اور صنعت و حرفت کو ترقی
 دینے کے لئے پوری محنت اور صرف کثیر سے مستعد فرمائی تھی۔ اس عالی قدر
 نمائش سے غرض یہ رکھی گئی تھی کہ انگلستان کے لوگوں کو دنیا کی موجودہ ترقی
 کا ایک پُر اثر سین دکھا کے دوسری اقوام کے فزوش بدوش بننے پر آمادہ

کیا جائے۔ چنانچہ اُس کا نتیجہ بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ واقعی اُس کے بعد انگلستان نے اس قدر ترقی تجارت، صنعت و حرفت اور فلاح میں کر دکھائی۔ کہ اُس سے پہلے سو سال میں بھی نہ کی تھی۔ ابتداء میں تو صرف اسلئے کہ بعض دور کی کوڑی لانے والے شہزادہ البرٹ کی مخالفت کو خواہ مخواہ بھی اپنا اصول سمجھ ہوئے تھے۔ اس نمائش کی تجویز سے بھی مخالفت ہوئی۔ مگر شہزادہ کی نیک ہنادی اور ملکہ وکٹوریہ کی امداد و اعانت سے بہت جلد یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ اور نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ نمائش کھولی گئی۔ اُس کے انعقاد کا پہلا جلسہ تو ماہ جون ۱۸۵۱ء کو قصر بکننگھم میں منعقد ہوا۔ مگر نمائش کو یکم مئی ۱۸۵۱ء کو کھولی گئی جس کے لئے بلور کا ایک نہایت عالیشان محل نئی تقسیم و تجویز سے بنوایا گیا تھا۔ اور اس میں بھی صنعت کی باریکیاں نہایت لطافت سے دکھائی گئی تھیں۔ اس کے ستون بظاہر تو سونے کے گرد راجل وہ پانی کے نل کا کام دیتے تھے فاکس اور ہنڈسن نامی کاریگر دن کے زیر اہتمام بھر عمارت عالیشان ختم ہوئی تھی۔ اور جوزف ینگسٹن ایک استاد دفن کے مشورہ سے اس کا نقشہ تجویز ملو تھا اس مکان میں چاروں قسم کی اشیاء جمع کی گئی تھیں۔ یعنی ایک تو تمام قسم کی زرعی پیداوار خام۔ دوم ہر قسم کے آلات کشاوری جو مختلف ملکوں میں رائج تھے۔ سوم ہر قسم کی دھانی کلیں جو مختلف کاروبار میں کار آمد ثابت ہو چکی تھیں۔ چہارم معدنیات کے متعلق وہ تمام نمونے اور اشیاء جن میں انسان کے ہاتھ نے کوئی دستکاری کی ہو۔

غرض کہ یہ نمائش جب بن اور سچا کر طیار ہوئی۔ تو یکم مئی ۱۸۵۱ء کو ملکہ وکٹوریہ نے اپنے دست خاص سے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر پچیس ہزار آدمی جمع تھے۔ اور تماشائیوں کا جم غفیر جو محل سے باہر تھا۔ اُس کا احصاء تو کون

کر سکتا تھا۔ مگر معتقدین اس موقع پر جو مطلق۔ برجستہ اور عمدہ سپیچ فرمائی۔
 اُس میں سے ایک پیرے گدانا ضرور اس موقع پر لائق اندراج ہے۔ جس سے
 اس نمائش کی عظمت و شان کا پتہ مل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
 ”میری تلج پوشی کے جلسہ میں جس قدر لوگ دلچسپی کے ساتھ شامل ہوئے تھے
 شاید انگلستان میں ایسے شوق اور ہجوم کے جلسے بہت کم گذرے ہوں گے۔
 لیکن آج کی نمائش کی دلچسپی اُس سے بھی ہزار گنا زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کو عین
 نیاک خیالی اور ملکی رفاہ جوئی کے خیال سے میرے باغ محبت کے باغبان پیارے
 ابرو نے نہایت کوشش اور محنت سے اپنی مہیری رعایا کی صلاح و فلاح کے لئے منعقد
 کیا ہے۔ اور میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ عالم میرے پیارے البرٹ (اپنی یاد)
 رعایا کو دایم الحیات خوش و خرم رکھے۔“

یہ نمائش یکم ستمبر ۱۸۷۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء تک برابر ساڑھے پانچ ماہ کھلی
 رہی۔ اور باسٹھ لاکھ لوگوں نے ٹکٹ خرید کر اس کو ملاحظہ کیا۔ جس سے پچاس لاکھ
 روپیہ کی یافت ہوئی۔ اور جو نتیجہ قومی ترقی اور ملکی خوشحالی کا مد نظر تھا۔ وہ اس
 عہد کی اور کامیابی سے حاصل ہوا۔ کہ آج انگلستان کی حالت اُس کی شانِ وطن
 ہے۔ چنانچہ اس طریق کو مفید اور تحسن سمجھ کر ۱۸۷۵ء میں ڈبلن میں ایک نمائش ہوئی
 اور ۱۸۷۵ء میں پیرس میں بھی ایک اسی طرح کی نمائش کھولی گئی۔ اور پھر بھی متعدد
 نمائشیں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ گزشتہ سال میں بھی پیرس نے پھر ایک ایسی لامانی
 نمائش منعقد کی تھی جو عرصہ تک یادگار رہیگی۔

نمائش ۱۸۷۶ء۔ انڈین اینڈ کونٹیننٹل اگریکولچرل کمیشن کے نام سے ۱۸۷۶ء
 میں پیرس اوق ویز پہاڑ پر موجود شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے بھی اپنے والدِ بادشاہ
 کی تقلید میں ایک نہایت ہی عالیشان اور رفیع المرتبت نمائش کی بنیاد رکھی۔

جس میں لاکھوں روپیہ بطور چندہ ہندوستان کے والیاں ریاست اور دوسرے اعیان سلطنت نے بھی پیش کیا۔ یہ نمائش گاہ دنیا بھر کی موجودات ضروری اور انسانی صنعت و حرفت کا ایک بڑا مخزن تھی۔ جس میں تمام روئے زمین کے ملکوں کی صنعت و حرفت اور دستکاری کے نمونہ جات اکٹھے کئے گئے تھے اور بالخصوص ہندوستان اور نوآبادیوں کے جملہ اقسام معاشرت و تمدن کو نہایت ہی اعلیٰ سکیل پر دکھایا گیا تھا۔ اس کے مفصل حالات لکھے جائیں۔ تو خاص اسی کی واسطے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہو۔ اس نمائش کے پریسڈنٹ اور بانی کار چونکہ خود پرنس آف ویلز بہادر تھے۔ اسلئے انہوں نے بحیثیت پرنسپل ملکہ معظمہ کو جو ایڈریس دیا تھا۔ اُس میں اس مبارک کام کو اپنے والد ماجد کی تقلید میں عامہ خلائق کی بہبودی اور بالخصوص تجارت کی ترقی کے خیال سے ظاہر کیا۔ ملکہ معظمہ سے افتتاح نمائش کی درخواست کی گئی تھی۔ جس کے جواب میں ملکہ وکٹوریہ نے فرمایا۔

کہ ”میں اس ایڈریس سے جو تم نے انڈین اینڈ کالونیل اگزیبیشن کھولنے کے متعلق دیا ہے نہایت محظوظ ہوئی ہوں۔ کیونکہ یہ جیسا کہ تم نے ظاہر کیا ہے تمہارے والد بزرگوار پرنس کسٹرٹ کی پیروی میں ملکی بھی خواہی اور تجارتی ترقیات میں نہایت اعلیٰ غید ہونے کے لئے تم نے جو نیک ہے جس کی کامیابی کی مجھے دل سے اُمید ہے۔ اس موقع پر تمہارے اس فقرہ سے بیشک میرا دل بھرا رہا ہے۔ کہ اگر پرنس کسٹرٹ زندہ ہوتے۔ تو وہ تمہارے اس نیک خیال سے نہایت ہی خوش ہوتے۔ اور بالخصوص اپنے نعت جگر کو اس کا بانی کار دیکھ کر اور بھی بلغ بلغ ہو جاتے۔ بہر حال خدا تعالیٰ تمہارے اس نیک ارادے میں برکت دے۔ اور اس کی کامیابی سے تجارت کے فوائد عام و نام ہو کر لوگوں کی آسودگی

اور خوشحالی کا باعث ہوں۔ اور کامیاب میر و سفر اور آمد و رفت کے ذرائع تمام
 دنیا میں پھیل کر تجارتی ترقیات کو اوج کمال پر پہنچائیں۔ اور محنتِ صلح اور اتفاق
 کی برکات میری سلطنت کی رعایا کی ہمنشین و ہمقرین رہیں۔“
 چنانچہ یہ نمائش گاہ نہایت اہتمام کے ساتھ کھولی گئی۔ اور دنیا بھر کے روشن
 اور ذی استطاعت لوگ اس کے دیکھنے کو گئے۔ اور بالآخر اختتام کے بعد بھی
 اس کو توڑا نہیں گیا۔ بلکہ اُس محنت اور عمدہ فراہمی سے جو نیا نمائش کی خرید
 یا بھرم رسانی میں کی گئی تھی۔ اس کو بطور ایک امپیریل انسٹیٹیوٹ کے قائم و برقرار
 رکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ تمام خاندان شاہی کو ہمیشہ اُن چیزوں۔ نمائشوں اور یادگاروں
 سے خاص ہمدردی رہی ہے۔ جو بچی خواہی ملک کے متعلق قائم کیجاتیں۔ چنانچہ
 ۱۹۱۷ء میں ملکہ معظّمہ نے ایک عالیشان ہال میں لاکھ روپیہ کی لاگت سے پرنس
 کسٹرٹ کی یادگار میں خود صرف پہلک فوائد کے لئے قائم فرمایا۔ اور اسی طرح ۱۹۲۰ء
 میں لارڈ بیکنسفیلڈ کی یادگار میں بھی ایک مینار بنوا کر نہایت دلچسپی اور ہمدردی
 کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ اور مندرجہ ذیل عبارت اس پر کندہ کرائی گئی۔
 ”لارڈ بیکنسفیلڈ متوفی وزیر اعظم کی شکر گزار اور سچی دوست کوئین و کٹوریہ
 نے یہ یادگار قائم کی ہے۔“

ایسا ہی ۱۹۲۷ء میں امریکا کے پریزیڈنٹ مسٹر کارفیلڈ کی یادگار بھی ملکہ و کٹوریہ
 نے خود اپنے دست مبارک سے قائم فرمائی۔ اور اُس پر مندرجہ ذیل کتبہ نصب
 کرایا گیا۔

”یادگار مسٹر کارفیلڈ متوفی پریزیڈنٹ امریکا۔ جو ملک انگلستان کی طرف سے بغرضِ انہما
 شکر گزار متوفی کی خدمات کے اور بغرضِ انہما بیچ و ہمدردی اُنکی جود کے قائم کی گئی ہے۔“

باب پنجم

ملکہ و کٹوریہ کا طریق جہاننابی فصل اول

انگلستان کا طرز حکومت

بادشاہوں اور سلطنتوں کے لئے شخصی یا جمہوری دو لفظ تو بہت پرانے زمانے سے مشہور ہیں۔ جس کے مطابق شخصی سلطنت وہ کہی جاسکتی ہے۔ جس پر ایک بادشاہ صرف اپنی رائے اور مرضی کے مطابق حکومت کرتا ہو۔ جیسے کہ روس اور چین وغیرہ۔ اور جمہوری سلطنت اُس کو کہا جاتا ہے۔ جس پر عوام الناس کی رائے سے اُن کے نائبوں کے مشورے کے مطابق حکومت کی جائے۔ جیسے کہ فرانس وغیرہ۔ کہ وہاں ہر پانچ سال کے بعد ملک بھر میں سے ایک دو آدمی اپنے آپ کو حکومت ملک کے قابل سمجھ کر اعلان کرتے ہیں۔ اور عوام الناس اُنکے حق میں ووٹ (رائے) دیتے ہیں۔ جس کی طرف غلبہ آرا ہو جاتا ہے۔ وہی بادشاہ بن جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ بادشاہت خاندانی نہیں ہوتی۔ بلکہ بطور عہدہ کے ایک خاص مدت تک محدود ہوتی ہے۔ اور وہ بادشاہ بھی ایک اپنی قائم کردہ مجلس کا پروہت ہے۔ اس لئے اُس کو بادشاہ نہیں کہا جاتا۔ بلکہ پریسیڈنٹ کہا جاتا ہے۔

انگلستان کا طرز حکومت ان دونوں طریقوں کا معجون مرکب دونوں سے علیحدہ اور دونوں کا مجموعہ ہے۔ تاریخ انگلستان پر سب سے زیادہ نظر سے ناظرین کو معلوم ہوتا ہو گا۔ کہ پہلے اُس ملک میں بھی شخصی حکومت ہی عہدہ گزری ہے۔ مگر رفتہ رفتہ حالات زمانہ نے جوں جوں ترمیم کی ضرورت محسوس کر لی۔ توں توں اُس کا طرز حکومت بھی بدلتا گیا۔ بہر حال جو موجودہ طریق جہان بانی ہے۔ اُس کا خلا یہ ہے۔ کہ

خاندانی تاجداری۔ انگلستان میں بادشاہ شاہی نسل سے ہوتا ہے اور بطور وراثت تاج و تخت حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے مدتِ عمر اُس کا مستحق رہتا ہے۔ وارثوں میں اگر بڑی لڑکیاں موجود ہوں۔ اور ایک چھوٹا بیٹا بھی زندہ ہو۔ تو وہی بیٹہ وراثت و تاج ہو گا۔ لڑکیاں محروم رہیں گی۔ لیکن اگر مورث کی لڑکی موجود ہے۔ تو بہائی یا برادر زادہ کا کوئی استحقاق نہ ہو گا ملک کے تقسیم کرنے کا دستور نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یہ تو عام طور پر بھی انگلستان میں قانون ہے۔ کہ بڑا لڑکا جانشین ہوتا ہے۔ اور باقی اُس کے زیر دست رہتے ہیں۔ بادشاہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ مذہب عیسوی کے فرقہ پرستوں سے ہو۔ لیکن علمی طور پر سلطنت کو کسی مذہب یا فرقہ سے متعلقہ نہ رہیں۔ تخت نشین مرد ہو یا عورت ان کے اختیارات میں کوئی تفریق یا تخصیص نہیں۔

بادشاہ کے اختیار بادشاہ یا ملکہ جو کوئی ہو اُس کی ذات قانون سے بری ہے۔ کسی قانون کا اُس کی ذات پر اصرار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مزیداری یہ ہے۔ کہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ بادشاہ کی ذات سے کوئی مجرم سرزد نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ یا ملکہ جو کوئی ہو۔ اُس کو کسی مجرم کے بخش دینے یا کسی شخص کو کوئی جاگیر

انعام عطا کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ جس قدر جنگ ہوتے ہیں سب میں اُسکی منظوری لیجاتی ہے۔ وزارت کو توڑنے اودنئے وزیر کو اُس کی جگہ سند تقرر عطا کرنے کا وہی مختار و مجاز ہے۔ ہر قسم کے سکد پر۔ ڈاک کے ٹکٹوں پر۔ مختلف قسم کے سٹیپنڈیوں پر اُسی کا نام یا تصویر کندہ یا منقش کیجاتی ہے۔ ہر ایک مناسب جگہ میں اُس کا نام بطور بادشاہ درج ہوتا ہے۔ ہر قسم کے خطابات اُس کی منظوری سے دیئے جاتے ہیں۔ اور نئے خطابات بھی وہی مقرر کرتا ہے۔ وقس علی ہذا۔ لیکن ہر بادشاہ کے لئے لازمی ہے کہ بوقت تخت نشینی وہ حسب الوطنی۔ رعایا پرورد اور پارلیمنٹ کی ہدایات کی موافقت اور معدلت گسٹری کی حاف علی الاعلان سبکے روبرو اٹھائے۔

پارلیمنٹ۔ انتظام ملک کے لئے عوام آئناس کے قائم مقاموں اور ملکی امیروں کی ایک مجلس مقرر ہے۔ جس کو پارلیمنٹ یا مجلس شوریٰ کہا جاتا ہے۔ اسکے دو دے ہیں۔ ایک ہاؤس آف لارڈز کے نام سے مخاطب ہے۔ جس میں ملکی امیر بحیثیت پشتینی یا ذاتی تعزیز کے صرف نامزدگی سے مقرر ہوتے ہیں۔ اور دوسرا ہاؤس آف کامنز کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں عوام کے نائیب شریک ہوتے ہیں۔ اس کے ممبر انتخاب سے مقرر ہوتے ہیں۔ یعنی امیدواروں کے نام کی پرچیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ اور کثرت آراء سے حصول ممبری موقوف ہے۔ پارلیمنٹ کا کام قانون بنانا اور تمام معاملات سلطنت پر بغور و فکر کرنا ہے۔ پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو بھی بوقت منتخب ہونے کے قسم کھانی پڑتی ہے۔ کہ ایمانداری اور دیانتداری سے رائے زنی کرے گا کوئی قانون جس کو ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامنز منظوری نہ کرے۔ پاس نہیں ہوتا۔ اور جب دونوں ہاؤسوں سے پاس ہو جاتا ہے تو بادشاہ کی منظوری پر اُس کا عملدرآمد ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ میں سکالند آئرلند

و غیر کبھرنہ سے ایک مقررہ تعداد کے ممبر لئے جاتے ہیں۔ (شاید کبھی ہندوستان سے بھی لئے جائیں) اور یہ سب لوگ بلا متخواہ کام کرتے ہیں۔ لیکن انکو فی نشست صہ یا کم و بیش کچھ معاوضہ دیا جاتا ہے۔

انگلستان کے اُمر و وزرا اور معززین کی بالعموم دو تقسیمیں کی گئی ہیں۔ ایک فرقہ کو کنسرو و نیٹور (پابند رسوم قدیمہ) اور دوسرے کو لبرل (آزاد انصاف پسند) کہا جاتا ہے۔ اگرچہ دونوں فریق بقائے سلطنت کے معاون و حامی اور تاج کے سچے ہوا خواہ ہوتے ہیں۔ مگر پہر بھی فرقہ کنسرو و نیٹو اصولی طور پر ہر معاملہ میں گورنمنٹ کی بہتری اور سلطنت کی برتری کا مدعی سمجھا جاتا ہے۔ اور فرقہ لبرل آزادی اور انصاف پسندی کے ساتھ ہر معاملہ میں گورنمنٹ کو رعایا کی خواہش کے مطابق انتظام کرنے پر متوجہ کرنیوالا مشہور ہے۔ باقی انکی اندرونی تفصیل نہیں۔ جنکی تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

وزارت۔ وزیر اعظم سلطنت کا ایک جلیل القدر عہدہ ہے۔ یہی شخص سلطنت کی اندرونی و بیرونی محافظت اور انتظام کا مدار الہام ہوتا ہے۔ اور یہی انتخابی مقرر کیا جاتا ہے۔ اور ہر انتخاب کی میعاد پانچ سال مقرر ہے۔ بالعموم دو دفعہ تو میں ایک ایک سرگروہ اپنی درخواست مشترک کرتا ہے۔ اور جس کی طرف زیادہ ووٹ جوتے ہیں۔ وہی منتخب ہو جاتا ہے۔ ہر وزیر کابینہ (مجلس عہدہ داران وزارت) اپنی مرضی سے مقرر کر لیتے۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر اپنے فریق کے معتہد اور مشہور آدمیوں کو مقرر کرتا ہے۔ جس وقت اس کی میعاد ختم ہوتی ہے۔ تو پھر نیا انتخاب ہوتا ہے۔ اور نیا وزیر پرانی کابینہ کو تبدیل کر کے اپنے اعتبار کے موافق نئی قائم کرتا ہے۔ اس کابینہ میں مندرجہ ذیل عہدہ دار ہوتے ہیں۔

۱۔ فٹ لڈ اوں ٹریزری یعنی مختار خزانہ (بالعموم یہ عہدہ وزیر اعظم کے

متعلق رہتا ہے۔

۲۔ لارڈ چانسلر۔

۳۔ لارڈ پریسیڈنٹ کونسل۔

۴۔ لارڈ چیریو سیل۔

۵۔ سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔

۶۔ سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ فارن آفس۔

۷۔ سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ نوآبادیہائے۔

۸۔ سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ ہندوستان۔

۹۔ سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ جنگ۔

۱۰۔ چانسلر آف ٹرنٹری۔

ہر ایک سکریٹری آف سٹیٹ کے ساتھ ایک انڈر سکریٹری (چھوٹا سکریٹری) بھی ہوتا ہے۔ انہیں لوگوں کی رائے سے ان مختلف ملک کے حالات کو تاج گریٹ برٹن کے ماتحت

ہیں۔ بڑے بڑے عہدہ دار مقرر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ گورنر جنرل دایس رائے پریسیڈنٹ

گورنر۔ چیف کمشنر سب اسی سلسلہ کے ماتحت ہیں۔ بلکہ ہر ایک عہدہ دار جو کوئی

رہنما ہوتا ہے۔ وزارت انگلستان کے اسی سکریٹری آف سٹیٹ کے

دفتر سے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ جس ملک کا وہ ہو۔ مثلاً ہندوستان کے تمام

کونسلر ڈیپارٹمنٹ عہدہ دار سکریٹری آف سٹیٹ صیفہ ہند کے دفتر سے

متعلق ہیں۔ اور انکی مو قوفی بحالی۔ پنشن۔ گواہی کے موافق گورنر جنرل اور

دایس رائے کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اُس میں سکریٹری آف سٹیٹ کے

دفتر کو اطلاع دینی بلکہ باضابطہ منظوری یعنی ضروری ہوتی ہے۔

تمام ملک کے ماضی و مخارج، صلح و جنگ وغیرہ کی تجویزیں بھی کیے جاتے

کرتی ہے۔ البتہ ہوس آؤٹ کا منظر ہوس آؤٹ لارڈز نے میں ارجو پیش کرنا اور منظور کرانا ضروری ہے۔ جسکے بعد انکی آخری منظوری شہنشاہ وقت دیتے ہیں۔

جو وزیر اعظم اس طرح انتخاب میں کامیاب ہوتا ہے اسکو ہالک تاج پروانہ تقریب دیتا ہے۔ اور جو پارلیمنٹ اس طرح مرتب ہوتی ہے۔ اس کا موسمی نشستوں کے لئے افتتاح بھی بادشاہ وقت ہی کرتا ہے۔ پارلیمنٹ کی نشستیں بالعموم رات کو ہوتی ہیں۔ غرض کہ گورنٹ انکشافیہ جس چیز کا نام ہے۔ وہ ان چیزوں سے مرکب ہے۔ بادشاہ۔ امرا۔ پادری اور عوام۔ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون یا کیبنٹ کی پیش کردہ تجاویز بادشاہ وقت کی منظوری کے بغیر فضول ہیں۔ مگر بادشاہ بھی ایسی منظوری دینے کے لئے مجبور ہے۔

مذہب سلطنت۔ سلطنت کو اگرچہ سب مذہب معاملات ملکہداری کے اعتبار پر برابر ہیں۔ اور اس طرح گویا اس کا کوئی ذاتی مذہب نہیں۔ مگر پھر بھی سلطنت کا مذہب عیسائی سمجھا گیا ہے۔ اور عیسائی گرجاؤں وغیرہ پر گورنٹ کے تنخواہ دار پادری مقرر ہیں۔

پادری۔ پہلے پہل تو نہ صرف انگلستان بلکہ تمام یورپ کی عیسائی سلطنتوں کے مجازی خدا بنے ہوئے تھے۔ جسکو چاہتے تھے اس کو بادشاہت کی اجازت دیتے تھے۔ اور جسکو چاہتے تھے روک دیتے تھے۔ پوپ آؤف روم گویا سب کا شہنشاہ اعظم سمجھا جاتا تھا۔ مگر زمانے نے ان لوگوں کی زیادتیاں اور روحانیت میں نفسانیت کے واقعات دیکھ دیکھ کے خود بخود ایسے اختیارات لانا ان سے سلب کرنے شروع کر دیئے۔ اور بالآخر ملکہ اپنی زنجیر کے وقت میں صریح طور پر پادری لوگ سلطنت کے ماتحت ہو گئے۔ لیکن پھر بھی انکو دینی سوخ پر لے درجہ کا

مانا جاتا ہے۔ اور یورپ کی سلطنتیں بھی چونکہ عیسائی ہیں۔ اس لئے وہ انکی بالکل نئے اختیاری اور قطعاً علیحدگی کی بھی روادار نہیں۔ اور اب ان کا صرف اس قدر اثر ہے۔ کہ انہیں میں سے سب سے بڑا پادری بادشاہوں کی تخت نشینی کی رسوم ادا کرتا۔ اور دینی طریق پر بھی انکے جائز بادشاہ اور حامی دین ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اور سیطح گورنروں اور ایسٹرائوں کو بھی اپنے بشارت کی بزرگداشت اور پیروی کرنی پڑتی ہے۔

سلطنتِ انگلستان چونکہ پراٹھنٹ فرقہ عیسائی کی پیروی ہے۔ اس لئے یہاں پوپ کے احکامات نہیں چلتے اور نہ انکی منظوری یا منظوری کا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ یہاں پراٹھنٹ فرقہ کی پیشوائی ارج بشارت اور کمنٹری کے متعلق ہے۔ وہی بادشاہ وقت کو تخت نشین کرتا۔ اُس سے حلف لینا اور اُسکی حمایت دین کی تصدیق کر کے اُس کے جائز بادشاہ ہونے کا اعلان کرتا ہے مگر گوارت انکے اقتدار وہ نہیں رہے۔ جو پہلے تھے۔ مگر پھر بھی وہ سلطنت کے ایک رکن کی حیثیت تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور صرف پادریوں پر ہی کیا موقوف ہے۔ موجودہ نظام ہی کچھ ایسا واقع ہوا ہے۔ کہ اُس میں بادشاہ۔ پادری۔ امرا۔ پارلیمنٹ سبھی رکن سلطنت تسلیم کئے گئے ہیں۔ لیکن سب ایک دوسرے کے مستغنی ہونے کی حالت میں ہی کامیاب رکن ہو سکتے ہیں۔ فرداً فرداً دیکھا جائے تو کوئی بھی ان میں ایسا نہیں جس پر علیحدہ طور پر بادشاہی یا بادشاہ گری کا اطلاق ہو سکے۔ اور یہی انتظام واقعی پرلے درجہ کے حسن تدبیر اور مفید فکری کامیابی ہے۔ اور یہی وہ گروہ ہے۔ جو تمام ملک اور تمام قوم کو اپنی اپنی جگہ ملک فاتح یا قوم فاتح یا ملک زاجدار یا قوم زاجدار سمجھا رہا ہے۔ اور ہر ایک منافع و مفاد سلطنت کو اپنا ذاتی مفاد و منافع سمجھتا ہے۔ اور ہر چند اس اصول کے موافق بادشاہ

پادری۔ عوام ہر ایک کو ہی شریک سلطنت سمجھنا چاہیے۔ مگر پھر بھی سب سے طاقتور بادشاہ کا ہی ہاتھ ہے۔ کہ وہی ان سب کا مقرر کنندہ اور انکی آراء کے سننے والا ہے۔ وہ انکو موقوف بھی کر سکتا ہے۔ اور اپنے حسب منشاء بھی کام کر سکتا ہے۔

فصل دوم

ملکہ و کٹوریہ کے ملکی وزیر

انگلستان میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ہر پانچ سال کے بعد وزارت کا انتخاب ہوتا ہے۔ پس ملکہ و کٹوریہ کے عہد میں اسی قاعدہ کے موافق میں دفعہ وزارت بدلی گئی۔ اور مندرجہ ذیل صاحبان کا فرما ہوتے رہے۔ چونکہ یہ لوگ نامزدگی سے مقرر نہیں ہوتے۔ بلکہ ملکی اعتبار اور انتخاب سے عہدہ پاتے ہیں۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے وقت میں یہ لوگ انگلستان کے ایسے مسئلہ۔ فرزانہ اور یگانہ مدبر گذرے ہیں۔ کہ جو اپنا عدیل۔ نظیر نہ رکھتے تھے۔ اور با اینہم قابلیت سب کے سب ملکہ و کٹوریہ کی قابلیت جہانداری کے قابل و معترف اور مطیع و منقاد رہے ہیں۔ جو ایک اعلیٰ دلیل ملکہ و کٹوریہ کی لیاقت کی کہنی چلہیئے۔

نمبر شمار	سن تقرر	نام	نمبر شمار	سن تقرر	نام
۱	۱۸۳۵ء	لارڈ ملبورن	۵	۱۸۴۰ء	ارل آف ابرڈین
۲	۱۸۴۱ء	سر رابرٹ پیل	۶	۱۸۴۵ء	لارڈ پالمرسٹن
۳	۱۸۴۶ء	لارڈ جان رسل	۷	۱۸۴۸ء	ارل آف ڈاربی
۴	۱۸۴۹ء	ارل آف ڈاربی	۸	۱۸۵۰ء	لارڈ پالمرسٹن

۹	۶۵	ارل رسل	۱۵	۸۵	مارکوٹس آف سالبری
۱۰	۶۶	ارل آف ڈاربی	۱۶	۸۶	مسٹر گلڈسٹون
۱۱	۶۷	لارڈ ڈسریلی	۱۷	۸۷	مارکوٹس آف سالبری
۱۲	۶۸	مسٹر گلڈسٹون	۱۸	۹۲	مسٹر گلڈسٹون
۱۳	۶۹	ارل آف بکنسفیلڈ	۱۹	۹۵	ارل آف روزبری
۱۴	۷۰	مسٹر گلڈسٹون	۲۰	۹۵	مارکوٹس آف سالبری

فصل سوم

ملکہ وکٹوریہ کے خصائصِ ملکہداری

ملکہ وکٹوریہ جس وقت تخت نشین ہوئی تھیں وہ اپنی آنکھوں کے سامنے پہلے اپنے دو چچاؤں کا عہدِ حکومت دیکھ چکی تھیں۔ اور جو جو خیالات اُنکے طریقِ عمل اور وزراء کے طریقِ کار و روائی کی نسبت عوام میں موجود تھے اُس کا بھی وہ اچھی طرح مطالعہ کر چکی تھیں۔ اور اُنکی والدہ نے اُنکو بخوبی سبھا بھی رکھا تھا۔ کہ مہندی عوام کیسا کچھ کامیابی کا گریہ ہے۔ چنانچہ تخت نشینی سے پہلے وہ اس بات کو بیان بھی کر چکی تھیں۔

تخت نشینی کے وقت حسبِ قاعدہ جب ملکہ معظمہ سے اس بات کا حلف لیا گیا کہ مذہب کی پاسداری۔ پارلیمنٹ کے مشاور کی پابندی۔ اور فرائضِ ملکہداری کو بیہودہی عام نہ نظر رکھنے سے ادا کریں گی۔ تو انہوں نے معمولی طور پر حلف نہیں لیا۔ بلکہ اُس کے مضامین و مطالب کو بخوبی سمجھ کر اور اُنہیں کافی غور کے بعد حلف لیا تھا۔ اور چونکہ مذہبی تعلیم نے وعدہ اور بالمخصوص حلفی اقرار کی عظمت

انکے دل میں نقش کر رکھی تھی۔ اسلئے تائب مرگ وہ اپنی حلف کی سچی پابند رہیں۔
 ملکی رائے کی پیروی۔ پارلیمنٹ اور وزارت کا سلسلہ اُن سے پہلے کا لگاتار
 میں رائج تھا۔ لیکن تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً پارلیمنٹ اور وزارت
 کو ہمیشہ وہی کچھ کڑیا پڑتا تھا۔ جو بادشاہ وقت کی مرضی کے موافق ہو جسکو زیادہ
 خوبصورت الفاظ میں بول کہنا چاہیے۔ کہ عام رائے خود بخود بادشاہ وقت کی پیروی
 کرتی تھی۔ لیکن غلط ہے کہ اس سے وہ مقصود اعلیٰ حاصل نہ ہو سکتا تھا جس کا
 اصول میں خیال رکھا گیا تھا۔ لہذا ملکہ معظمہ نے اپنا طریق عمل بالکل ایسا رکھا
 کہ وہ خود عام رائے کی پیروی کرنے لگیں۔ اور ہر معاملہ کو انہوں نے عوام اور وزراء
 کی رائے کے مطابق فیصلہ کرنا اپنا دستور العمل بنالیا۔ ملکی بجٹ۔ جنگ و جہل
 تقریر و تبدل سب کچھ وزارت اور پارلیمنٹ کی اپنی اندرونی خواہش پر منحصر
 نہ ہو گیا۔ جو ایک پہلے درجہ کی بے نفسی کی دلیل ہے۔ اور اس کے ساتھ اکثر کاروبار
 سلطنت بھی ذمہ وار وزراء کے ہی سپرد ہوتے چلے گئے۔ جس کا نتیجہ بھی ہوا کہ
 ملکہ معظمہ پر کام کا بوجھ بہت کم رہ گیا۔ اور سوائے خاص الخاص اور اہم کاغذات
 کے اُن کی پیشی میں کبھی طومار جمع نہ ہوئے۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے۔ کہ وہ خود کاروبار سلطنت میں دخل ہی
 نہ دیتی تھیں۔ اور اُن کی پیغمبری میں ہی مہمات سلطنت طے ہو جاتے تھے۔
 یہ بات ہرگز نہ تھی۔ بلکہ وہ ذرا ذرا سے معاملہ کی واقفیت رکھتی تھیں۔ اور
 سب معاملات حسب قاعدہ برابر اُن کے حضور میں پیش ہوتے تھے۔ لیکن وہ
 ہر ایک معاملہ میں عوام اور وزراء کے خیالات و آراء کے مطابق کام کیا
 کرتی تھیں۔ اور اپنی رائے کو صرف ذاتی رائے کا درجہ دیکر تو لا کرتی تھیں۔
 سمجھ نہیں کہ اُس کو شہنشاہی حکم سمجھ کر جبراً و قہراً تعمیل کرائی جائے۔

ابتداء میں ملکہ وکٹوریہ کو دو تین موافقات ایسے پیش آچکے تھے۔ کہ جس پر انہوں نے اپنی ذاتی رائے کو وزارت کی رائے پر ترجیح دی تھی یعنی ایک تو وہی سر رابرٹ پیل کی وزارت کی تبدیلی اور لارڈ ملبورن کی باختیار خود رجسٹری اور دوسرا مسٹر گلڈسٹون کے وقت میں ایک قانون پیش ہو کر پارلیمنٹ سے طے ہوا تھا۔ اور وہ ملکہ کی منظوری کے لئے گیا۔ تو آپ نے نام منظور کر دیا۔ اس پر مسٹر گلڈسٹون بڑے تیز ہوئے۔ اور زور شور کی باتیں کرنے لگے۔ تو آپ نے نہایت متعل کے ساتھ فرمایا۔ ”مسٹر راجم بھول تو نہیں گئے۔ کس کے رد پر وہ باتیں کرتے ہو۔ جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟“ مسٹر گلڈسٹون بھی ہرے درجے کے لسان اور مقرر تھے۔ انہوں نے کہا۔ بیشک میں مانتا ہوں۔ کہ آپ قوم انگریزی کی ملکہ ہیں۔ مگر میں خود قوم انگریز ہوں۔ یہ جواب اگرچہ نا ملائم تھا۔ مگر ملکہ نے نہایت استقلال سے سنا۔ اور پھر انہیں تمام نشیب فراز معاملہ کے سمجھا کر قائل کیا کہ قانون ناقابل عمل درآمد ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ بھی مان گئے۔

ایسا ہی ایک واقعہ ۱۸۵۷ء میں پیش آیا یعنی لارڈ پائلمرسٹن جو اس وقت وزیر عظم تھے اُن سے اور ملکہ وکٹوریہ کے شوہر نامدار پرنس البرٹ سے جینمے ڈی اور انہوں نے اس نیک نہاد شہزادہ پر بدخواہی انگلیں ڈوغیرہ کے بہت سے الزامات ناجائز لگادیئے۔ اور باختیار سلطنت اُن کی باضابطہ کارروائی کرینیکا بیڑہ اٹھایا۔ اس پر بھی ملکہ معظمہ نے اختلاف فرما کر ایک زبردست یادداشت کے ذریعہ وزیر عظم کو مطلع کیا۔ کہ ملکہ معظمہ کے شوہر کے ساتھ سلطنت اور وزیر عظم کو کس طرح پیش آنا چاہیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُن کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور نیک البرٹ ہر قسم کے اذہام باطلہ سے صاف بری الذمہ نظر آئے اُن کے علاوہ وزیر بھی کئی ایک معاملات میں گاہ گاہ اپنے وزارت سے اختلاف فرمایا

مثلاً انہیں لارڈ پالمسٹون کے وقت میں امریکہ کے ساتھ تنازعہ کبھی نہ ہو کر رہا ہے۔
 نامنظور کر دیا۔ مگر ایسے معاملات جن میں اختلاف رائے ہوا ہو بہت ہی کم
 انگلیوں پر گننے کے لائق ہیں۔ اور ایسے معاملات جن میں اتفاق رائے
 رہا ہو سینکڑوں نہیں ہزاروں۔ اور کاغذات کے اعتبار سے تو لاکھوں
 ہی کہنے چاہئیں۔ پس ایک تو ان کے خصائصِ مملکداری کا بھلا اصول تھا۔
 کہ وہ ملک کو اپنا پیرو کرنے کی بجائے خود ملکی رائے کی پیروی ہونا پسند کرتی تھیں۔
 افتتاح پارلیمنٹ کا کام ملک کے کرنے کا تھا۔ اور ابتداء میں ملک بغیر
 نفیس اس کام کو کرتی بھی نہیں۔ جس میں قاعدہ کے موافق بادشاہ وقت ہی
 سب سے پہلے اپنی افتتاحی تقریر پڑھا کرتا ہے۔ اور اس میں مجملہ تمام معاملات
 لاحقہ و صورت موجودہ کا نوٹ کھینچ دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی سلطنت سے جنگ
 مطلوب ہو تو اس کے تعلقات کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اور تخت کے زیر حکومت
 ممالک کی نہایت مختصر کیفیت موجودہ پر بھی بطور رپورٹ دو دو چار چار جملے
 ہو جاتے ہیں۔ یہ تقریر دراصل پارلیمنٹ کی رہنما کہنی چاہیے۔ جس سے ممبروں کو
 شاہی خیالات کی جہلک معلوم ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان کی پیروی بھی ضروری
 ہی ہوا کرتی ہے۔ ملک دستور یہ بھی حسب قاعدہ ابتداء میں یہ کام خود ہی کرتی
 تھیں۔ اور آپ ہی ان تقریروں کے مسودات طیار فرماتی تھیں۔ جو افتتاح
 کے موقع پر پڑھی جاتی تھیں۔ مگر بعد ازاں عین مصلحت سے آپ نے یہ بھی چھوڑ
 دیا۔ حتیٰ کہ وزارت کے عہدہ دار خود ہی سلطنت کی رفتار کے مطابق خیالات
 کا ایک خاکہ کھینچ لاتے تھے۔ اور آپ اسی طرح اس کو ادا فرمادیتی تھیں۔ اور
 بعض موافقات پر تو خود گئی بھی نہیں۔ بس تقریر دیکھ لی گئی۔ اور چالسل کرنے
 آپ کی طرف سے پڑھ دی۔ کیونکہ آپ نے بخوبی سمجھ لیا تھا۔ کہ علم رائے کی قدر

و منزلت اسی طرح زیادہ ہو سکتی ہے۔ کہ اپنے اظہار رائے سے پہلے دوسرے کو اظہار خیالات کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔

آمراء و وزراء کی خاطر داری بھی ملکہ و کٹوریہ کا خاصہ ملکہ داری تھا۔ اس وقت تو زمانہ میں تہذیب کا زور شور ہے۔ اور سنا جاتا ہے کہ ولایت میں اگر معمول لو کر کے کام کرنے پر بھی تھینکس (شکریہ) نہ کیا جائے۔ تو وہ اُس کو اپنے لئے باعث ہتک سمجھ کر ناراض ہو جاتا ہے۔ مگر یہ باتیں پہلے نہ تھیں۔ کہ آقا اپنے ملازم کی یہاں تک قدر کرے۔ لیکن ملکہ و کٹوریہ نے ابتداء سے ہی اُمراء و وزراء کے ساتھ نہایت مخلصانہ اور مغزنا نہ طریق اختیار کر رکھے تھے۔ وہ انکی شادیوں اور دوسری خوشی کی تقریبات میں نہایت خوشی کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ اور اسی طرح اُن کی بیماری و موت کے موافقات پر بھی اظہار تأسف کو خود جایا کرتے تھیں۔ کیونکہ علاوہ اخلاقی خوبیوں کے یہ بات پر لیکھل طور پر بھی نہایت ہی موثر تھی۔ کہ اُمراء ہمیشہ احسانندی کے پہاڑوں کے نیچے ہی دبے رہتے تھے۔ اور ملکہ و کٹوریہ کی سلطنت کو ہمیشہ اپنی سلطنت سمجھتے تھے۔ غرض کہ ملکہ و کٹوریہ سے پہلے پہلے۔ پارلیمنٹ پادری۔ اُمراء اور بادشاہ کے جو مدارج اور اختیارات ذہنی طور پر سمجھے یا سمجھائے جا چکے تھے۔ اور اُن پر کما حقہ عمل کسی نے نہ کیا تھا۔ ملکہ و کٹوریہ نے اپنے وقت میں اُن پر لفظاً لفظاً کیا نقطہ نقطہ عمل کر کے دکھا دیا۔ اور انہیں باتوں کا یہ اثر تھا کہ توفیق الہی بھی اُنکی رفیق رہی۔ اور وہ رفتہ رفتہ ایک ایسی سلطنت کی حکمران ہو گئیں۔ جس میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ اور جہاں جہاں اُنکی سلطنت پہنچی وہاں کی رعایا کو اُن سے ایک خاص محبت اور دلچسپی پیدا ہو گئی۔

نئے تعصبی بھی ملکہ کا خاصہ طبعی تھا۔ اور اس موقع پر اس کو لکھنے کی جگہ

ضرورت ہوئی کہ اس کا سلطنت پر بھی پورا پورا اثر پڑتا تھا۔ چنانچہ ملکہ سے پہلے پیراٹنٹ فریقہ وی کے گرجا گھروں کو ہی گورنمنٹ سے مدد ملتی تھی۔ کیونکہ پیراٹنٹ کا طریق ہی مذہب سلطنت تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور اب بھی ہی مذہب سلطنت کا ہے۔ پس رومن کیتھولک والے گرجا گھر اس امداد سے بالکل محروم رہا کرتے تھے۔ بلکہ شاہان سابق کیوقت میں تو یہ ایک ملکی مسئلہ بن گیا تھا۔ جس نے بڑے بڑے جلیل القدر لوگوں کی جانیں اور آبرو لے ڈالی تھیں۔ چنانچہ ملکہ میر کی بھی اسی فہرست مظلومان تعصب مذہبی کی ہی ممبر ہوئی ہے۔ اور ایک دن ہمیں صد واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تعصب نے ہی مدتوں انگلستان میں آگ لگا رکھی تھی۔ لیکن ملکہ وکٹوریہ نے اس تعصب سے قطعی علیحدگی اختیار فرمالی اور بغیر کسی جانبداری کے سب عیسائی فرقوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنے کا اصول اختیار کیا۔ چنانچہ نہ صرف یہ کہ رومن کیتھولک فرقہ کی تحقیر و تذلیل ہی موقوف ہو گئی بلکہ ان کے گرجاؤں کو بھی امداد ملنے لگ گئی۔ جس سے وہ پیراٹنٹ فرقہ کے برابر ہو گئے۔ جو ایک پرلے درجہ کی بے تعصبی کی دلیل ہے۔ اور یہ پولیٹیکل فائدہ بھی تھا کہ پھر کسی خاص فرقہ کا مذہبی دباؤ سلطنت پر نہ رہا۔

قدر دانی بھی ملکہ وکٹوریہ کا طبعی اصول تھا۔ انہوں نے اپنے ہر ایک متعلق ملازم اور ملاقاتیوں کے متعلق ایک ضخیم کتاب بنوا رکھی تھی۔ جس میں آپ ان سب کی تاریخ پیدائش۔ تاریخ ملاقات اور تاریخ موت لکھتی تھیں۔ ان میں بشمار لوگوں کے نام درج تھے۔ اور ملکہ کی چھوٹی نواسی بہولے پن سے اس کو ملکہ کا پرائیویٹ کتبہ کہا کرتی تھیں۔ یہ تو ان کی ذاتی واقفیت اور یادداشت کی دلیل تھی۔ اس کے علاوہ وہ اپنے ملازموں اور ملنے والوں سے نہایت قدر دانی سے پیش آیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ان کی اولاد کی ایک اُستانی اپنی بیمار والدہ کی خبر گیری کیلئے

علینہ کی کی طالب ہوئی۔ تو ملکہ نے کہا: ”تم بیشک اپنی والدہ کی خبر گیری کرو۔
 بین تمہاری غیر حاضری کے ایام میں تمہارا کام خود کروں گی؟ چنانچہ ایسا ہی ہوا
 اور جب اُس کی ماں مر گئی تو ملکہ نے اُس کی بری پر اُس کو ایک طلائی تعویذ
 عنایت کیا۔ جس پر اُس کی ماں کی تاریخ وفات وغیرہ کندہ تھی۔ ایسا ہی لنگی
 حضوری میں ایک باجہ نواز حاضر ہوا۔ تو رخصت کے وقت نہایت اخلاق کے
 ساتھ ایک مرقع پن عطا کی گئی۔ جس سے وہ دنیا میں ملکہ کی قدر دانی کے
 گیت گاتا پھرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں اس پن کے لئے اُن کا مُعترف نہیں
 بلکہ اُن کے اخلاق اور قدر دانی کا والا و شید ہوں۔

اُن کی مُتخلانہ قدر دانی کا ایک اور واقعہ بھی قابلِ تذکرہ ہے۔ کہ ایک نو انگی
 والدہ نے ڈچر آف سکاٹبرگ سے عہدہ کتوں کی فرائض کی۔ تو انہوں نے ایک
 اُجڑ شخص طامسن ایلینٹ باشندہ ہیڈ تھوپ کو اطلاع کی۔ کیونکہ وہ خوب صورت
 بہتر ہیں۔ اور عہدہ کتے رکھتا تھا۔ چنانچہ اُس نے دو اعلیٰ قسم کے کتے ملکہ کے لئے
 بھیج دیئے۔ چنانچہ ڈچر صاحب نے اپنی اس دو حرفہ چٹھی کے ساتھ ملکہ کے پاس
 بھیج دیا۔ کہ کتے حاضر ہیں منظور فرمائے جائیں۔ اور دینے والے کا مناسب شکریہ
 ادا کیا جائے۔ ملکہ نے کتوں کو پند فرما کر رکھ لیا۔ اور جب سٹر طامسن ایلینٹ
 ملکہ کی حاضری کو آیا۔ تو شرفِ باریابی عطا فرمایا گیا۔ اور ہر چند کہ اُس کو ہر اٹیوٹ
 سکرٹری نے ملاقاتِ شاہی کے داب و آداب بخوبی سمجھا دیئے۔ مگر اُس کے خیال
 میں کچھ بھی نہ آیا۔ اور جب ملکہ تشریف لائیں تو اُس نے بیساختہ گڈ مارنگ یور
 ہر مجٹھی کہہ کے ملکہ کو مخاطب کر لیا۔ ملکہ نے اس جسارت کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور
 فرمایا کہ ”بذاتِ خاص تمہارا ان دو کوئی کتوں کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جو
 تم نے اپنی خاص مہربانی سے میرے پاس بھیجے ہیں۔“ یہ الفاظ سن کر اُس نے

اپنی معمولی وحشت سے کہا کہ "اُد عورت میرے نزدیک ان تیرے دو گنتوں کی کیا حقیقت ہے" یہ فقرہ سن کر اہل دربار چونک اٹھے۔ مگر ملکہ نے بدستور عنایت اور مہربانی سے اُسے شک گذار ہی رخصت فرمایا۔

یہ واقعات اُن کے ذاتی واقعات ہیں۔ اور نظام الملک و سلطنت سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ مگر دراصل یہ اصول تھے چنانچہ عام سلطنت کے حکام سلطنتی ملازمین سے سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ فرزند اور پرورج لیوا اور سک لیو وغیرہ کے پہلی مولا ماخذ سمجھنے چاہئیں۔ جن کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ملازم بعدِ دل اور جوش قلب سے کام کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

تالیفِ قلوب بھی ان کا اصول جہان داری تھا۔ کہ وہ مثل عام اہل محبت اور نیک دل انسانوں کے ہر ایک سے پیش آتی تھیں۔ جو کوئی اُنکو سلام کرتا تھا اُس کو نہایت تپاک سے جواب دیتی تھیں۔ جو کوئی عرض معروض کرتا تھا اسکو توجہ سے سنتی اور دیکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک کم عمر لڑکی کی ایک گڑیا کھو گئی۔ تو اُس نے آپکو لکھ بھیجا۔ کہ میری گڑیا گر گئی ہے۔ اور چونکہ زمین گول اور متحرک ہے اسلئے اب وہ کہیں سے کہیں چلی گئی ہوگی جو میری تلاش سے باہر ہے۔ لہذا آپ اُس کو تلاش کر کے بھیج دیجئے۔ اس نامعقول درخواست کو بھی آپنے ضائع نہ کیا۔ بلکہ حکم دیا۔ کہ اُس کو ایک اچھی گڑیا خرید کر بھیج دیجئے۔ اور لکھ دیا جائے کہ تمہاری گڑیا کی تلاش تو امر دشوار ہے۔ البتہ اُس کے معاوضہ میں یہ گڑیا حاضر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح محلِ بالورل کے پاس ایک غریب لیڈی رہا کرتی تھی جس کی لڑکی بیمار تھی۔ مگر پھولوں سے اُس کو کمالِ محبت تھی۔ اور اُس کی والدہ مشکلِ تمام اپنی کمائی میں سے کچھ پیسے بچا کر اُس کے لئے پھول بہہ نہینچا کر لیتی تھی۔ ایک دن اُس نے ملکہ کے باغبان سے کہا کہ تم مجھے قیمت

پھول دیدو۔ تو بڑی مہربانی ہو کہ میری لڑکی انہیں دیکھ کر مخطوط ہوگی۔ باقی
نے ترشی سے جواب دیا کہ ملکہ کے پھول بچنے کے لئے نہیں ہیں۔ جاؤ یہاں سے الگ
ہو جاؤ۔ پھر جواب شکوہ شکستہ دل لیڈی جانے کو تھی کہ ملکہ محل آئیں۔ جو ایک
جھاڑی کے پیچھے گھنگوٹن رہی تھیں۔ اور فرمایا کہ ”لیڈی! تم بیشک پھول
لیجا پا کر دو۔ ملکہ کے پھول بلاشبہ بچتے نہیں۔ مگر رعایا کے لئے مفت حاضر ہیں۔“
ایک دن محل وندسر کے باہر کہیں ریچھوں کا تماشا ہو رہا تھا۔ آپ بھی گڈریں
تو دیکھ کر ذرا کھڑی ہو گئیں۔ اور کہا کہ کل ہمارے محل میں آنا۔ تمہاری دعوت کریں گے
چنانچہ دو سحر دن اُن کی دعوت ہوئی۔

پھر بھی ملکہ معظمہ کی تالیف قلوب ہی کی دلیل ہے کہ انہوں نے پیرانہ سالی میں
جبکہ سن شریف ستر سے بھی بخاؤڑ کر چکا تھا صرف ہندوستانی رعایا کی دلہن کی جیسا
زبان اُردو سیکھنے لکھنے اور پڑھنے کی محنت اپنے اوپر گوارا فرمائی۔ اور حافظ
عبدالکیر صاحب ایک ہندوستانی شریف النسب جنٹلمین اس کام پر مقرر
کئے گئے۔ اور نہ صرف اُردو استاد ملکہ کا ہی خطاب اُن کو دیا گیا بلکہ انڈین
سکالر شرمی کے معزز عہدہ سے مشہور ہوئے۔ اور بالآخر ملکہ معظمہ نے اُردو
لکھنے پڑھنے میں بھی کافی مہارت پیدا کر لی۔

بے تکلفی۔ ملکہ وکٹوریہ نے سفر و حضر میں اپنی بے تکلفانہ نشست و برخاست
سے بھی ایک عجیب اثر رعایا پر ڈال رکھا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کسی دیہاتی سڑک پر
ایک دن وہ سادہ وضعی سے جا رہی تھیں تو ایک گڈریہ نے جو بھڑیل کا ٹکڑا ہتھ
لاتا تھا۔ اُن کو ایک معمولی عورت سمجھ کر آواز دی۔ کہ ”او جانو والی عورت سڑک سے
پر سے ہٹ جا“ اس پر ایک سپاہی نے جو ملکہ کے پاس چل رہا تھا بڑا گڈریہ
کو سچایا کہ اُس کی مخاطب ملکہ انگلستان تھی۔ مگر بھولے بھلے گڈریہ نے کہا

کہ میرا قصور نہیں۔ اگر وہ اپنا لُج اسی طرح پھپھائے رکھیں گی۔ اور اس سادہ وضع سے چلا کریں گی۔ تو کوئی انکو پہچان نہ سکے گا۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے کہ آپ ایک بوڑھی عورت کے مکان پر گئیں۔ اور دیر تک باتیں کرتی تھیں تو چلتی دفعہ فرمایا کہ ”کیڈی اُننو تم مجھ سے نہ ڈردگی۔ اور میرے ہاں آیا جایا کر وگی؟“ تو بوڑھی عورت نے جواب دیا کہ ”ملکہ میں تم سے تو اب نہ ڈروں گی مگر تمہارے بڑے نوکروں سے ضرور ڈر لگتا ہے۔“

رفاہ عام معاملات میں سبقت۔ یہ بھی ملکہ وکٹوریہ کا ہمیشہ خاص رٹا کہ جب کبھی کوئی ملکی یا قومی مفید کام شروع ہوتا۔ تو نہایت سرگرمی سے اُس میں انٹرسٹ لیتیں۔ اور اگر کہیں تقویر و تحریر کی ضرورت پڑتی تو اُس سے دریغ نہ فرماتیں۔ اور اگر چندہ ہوتا۔ تو سب سے پہلے خود چندہ نکھتیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی اشتعال ہو۔ اور واقعی اس طرح چندہ بہت ہی بڑھ جایا کرتے تھے۔

فصل چہارم

ملکہ وکٹوریہ کا ملکی سیر و سفر

ملکہ وکٹوریہ نے تخت نشینی کے بعد جس قدر سیر و سفر کیا ہے۔ غالباً بہت کم ہوا ہوگا۔ نے کیا ہوگا۔ اور بالخصوص جس زمانہ میں ملکہ نے یہ نقل و حرکت شروع کی تھی اُس زمانہ میں تو کسی نے اتنا دور دراز سفر نہ کیا ہوگا۔ اگرچہ بہت سلطنت اور ممالک کیلئے بادشاہ کا دارالسلطنت میں موجود رہنا نہایت ہی ضروری ہوا کرتا ہے مگر پھر بھی دورہ ملکی اور سیاحت دولی وغیرہ جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ

بڑے ہی قیمتی اور قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ پہلے بادشاہوں نے سوائے ہمت
ملکی کے علاقہ غیر کی سیریں بہت شاذ و نادر کی ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں آٹ
یہ امر بھی حکمرانوں کے لئے ضروریہ میں داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ دنیا میں پھر
چلکر تجربہ حاصل کریں۔ چنانچہ آہستہ موجودہ سلاطین میں سے بہت کم ایسے
باقی رہ گئے ہیں۔ جنہوں نے سفر نہ کیا ہو۔ روس اور جرمن کے شہنشاہ نک
خوب دورے لگاتے ہیں۔ اور لگاتار رہتے ہیں۔ اسلامی سلاطین میں سے
شاہ بکملہ ایران۔ اور خدیو مصر۔ یورپ کی بہت اچھی طرح گشت کر چکے ہیں۔
حتیٰ کہ امیر صاحب کابل خود نہیں جاسکے۔ تو انہوں نے اپنے عزیز و غریب شہزادہ
نصرت خان صاحب کو ہی ولایت پہنچا دیا۔ اور ان سے آخر کر آٹ ہندوستان
کے دیسی وایان ریاست بھی خوب دورے لگاتے ہیں۔ نواب صاحب دہلی پور
دنیا کا دورہ لگاتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب ہڑودہ تو عموماً ولایت ہی میں رہتے ہیں
مہاراجہ صاحب کپور تھلہ دو تین پھیرے ایچکے ہیں۔ مغضک آٹ یہ بھی ایک لازم
امارت اور خاصہ حکومت ٹہر گیا ہے۔ لیکن اس میں اولیت کا توجہ اسی ملک کو دینا
چاہیے۔ اور فی الواقعہ اگر کسی حدود و اعتدال تک ہو۔ تو یہ امر موزوں و مناسب
بھی نہیں ہے۔ لیکن افراط و تفریط سے سب چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔

ملکہ معظمہ نے ایک دفعہ تو انگلستان کا اپنے تخت نشین ہونے سے بھی پہلے
کیا تھا۔ اور پھر شادی کے بعد لندن میں پہلا سفر کا ٹیلنڈ کی طرف اختیار کیا
جس میں پرنس کنسرت البرٹ بھی اُنکے ہمراہ تھے۔ وہاں کے باشندوں نے
اس عزیز ترین ملکہ کے استقبال کے لئے بڑی جہازیں طیاریاں کد رکھی تھیں۔
مگر ملکہ کے مزاج میں چونکہ پرلے درجہ کی سادگی اور بے تکلفی تھی۔ اسلئے یوم مقوہ
سے ایک دن پہلے پہنچ گئیں۔ اور نہایت ہی عمویت سے رسمی کی گئیں۔ لیکن

جب وہاں کی طیاریوں کی کیفیت سنی اور وہاں کے باشندوں کا اشتیاق سمجھ فرمایا۔ تو حکم دیا۔ کہ مشائعت کے وقت کے لئے انکے حسب خواہش اجازت ہے۔ چنانچہ آپ کی واپسی کی وقت بہاری اہتمام کے ساتھ مختلف دروازوں وغیرہ میں سے آپ کو گزرانا گیا۔ اور نہایت تپاک و عقیدت ظاہر کی گئی۔ فرودگاہ سے سٹیشن تک برابر دورویہ قطاریں نہایت اور مبارکبادگوئیوں کی موجود تھیں۔

سندھ میں آپ نے انگلستان کے جنوبی حصہ کا سفر فرمایا۔ تو رعایا نے پہلے درجہ کی عقیدت و ارادت سے ہر جگہ آپ کو رسید کیا۔ چنانچہ ذکر ہے کہ جب آپ مقام کوٹا میں رونق افروز ہوئے۔ تو اتفاقاً اُس دن پانی برس چکا تھا۔ اور راستہ کیچڑ سے لٹ پٹ ہو رہا تھا۔ وہاں کے رؤساء و اُمراء نے جو آپ کے استقبال کو موجود تھے یہ صورت دیکھ کر اپنے اپنے اور کوٹ تمام راستہ میں بچھلائے۔ کہ آپ اس پر سوار ہو کر چلیں۔ اور آپ نے بھی انکی خوشی خاطر کے لئے اُن کی ٹرڈں کو اپنے خرام ناز سے مشرف فرمایا۔

سندھ میں ہی آپ نے فرانس کا سفر فرمایا۔ جس کا ایک مدت سے سلطنتِ عثمانیہ کے ساتھ مخالف چلا آتا تھا۔ اُس وقت شہنشاہ لوی قلب فرانس کا فرما کر آتا تھا جو ملکہ کی سادگی۔ جرات۔ فہم و فراست پر عیش کر اٹھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں سلطنتوں کے تعلقات دوستانہ قائم ہو گئے۔ مگر قدرت نے بہت جلد اپنا انقلاب سین دکھلایا۔ اور نپولین بونا پارٹ و عویدار تخت ہو کر بادشاہ بھی بن گیا۔

لیکن صرف دس ہی برس تک بادشاہت کر چکا تھا۔ کہ جنگ و اثر و بس اثر ہو کر لندن آیا۔ اور یہاں انگلستان کی قید بے زنجیر میں ہی مر گیا۔

ملکہ ویکٹوریہ فرانس سے ہو کر اپنے ناموں شہزادہ لیوپولڈ کے پاس بیٹیمیم تشریف لے گئیں۔ جو اُس وقت وہاں بادشاہ تھے۔ اور ملکہ پر انکے بہت سے حقوقِ محبت

موجود تھے۔ ماموں کو اقبال مندر پہنچی کے دیکھنے سے بے حد مستر ہوئی۔ اور تمام شاہانہ جاہ و تہمتل ان کی تشریف آوری پر گھٹیا گئی۔ اور بڑے بڑے اعزازی جلسے دیئے گئے۔

۱۸۵۵ء میں آپ نے انگلستان کے جاگیرداروں کا ایک لمبا دورہ فرمایا۔ یعنی خود بنفس نفیس ہر ایک جاگیردار کے ہاں رونق افروز ہوئیں۔ جس سے انگلستان کے امیروں۔ بیروں کو دلیہ تاج و تخت کے ساتھ ایک خاص اُلفت قائم ہو گئی۔ اور آپ نے بھی سب کے مرن و عن حالات معلوم فرمائے۔

۱۸۵۷ء میں ہی ملکہ نے جرمنی کا سفر اختیار فرمایا جس میں نہ صرف اُن کے شوہر نامدار بلکہ تمام چھوٹے بڑے مہران خاندان شاہی موجود تھے۔ اس سفر سے بالخصوص اپنے نہیال اور سسٹرال کے وطن اور رشتہ داران کے دیکھنے کی غرض تھی۔ جو عملگی سے پوری ہوئی۔ جس حُسن اخلاق سے آپ نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ احسان کر لیا تھا۔ اُس کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ قدرتی طور پر وہاں والوں کو آپ کا ارماند ہونا چاہیے تھا۔ الغرض آپ نے نہایت اطمینان اور پوری دلچسپی کے ساتھ اپنے نہیال اور سسٹرال کے عالیشان محلات دیکھے اور وہاں کے لوگوں سے بدستور تعلق اخوت قائم کرنے کے بعد واپس تشریف لائیں۔

۱۸۵۸ء میں آپ نے آئر لینڈ کا سفر اختیار فرمایا۔ جہاں کی رعایا پرلے درجہ کی شورہ پشت تھی۔ اور قحط و فک کے باعث قلیل رحم بھی تھی۔ پس ملکہ و کٹوریہ نے نہایت مہربانی سے وہاں تشریف لے جا کر اپنی زبان سے اُن کی تسلی و تسنی فرمائی۔ اور ارکان و بار کے مشورے سے رعایت خاص عطا فرمائیں۔

پھر اسی طرح سکاٹلینڈ کا بھی سفر فرمایا۔ جہاں نہایت اعزاز و احترام سے استقبال

و مشایعت عمل میں آئی۔

شہداء میں جبکہ یورپ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور فرانس کا
 مآجدار شہنشاہ لوسی فلپ مع اپنی ملکہ کے نہایت بے سرو سامانی کے ساتھ روپوں
 بہو کر انگریزوں میں آگیا تھا۔ اور اپنے آپ کو مسٹر ولیم تسمتہ اور اپنی ملکہ کو مسسر
 ولیم تسمتہ کے نام سے مشہور کر کے عامیانا زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس حالت میں
 بھی ملکہ و کٹوریہ نے سفر آئرلینڈ سے پہلو ہتی نہ کی۔ اور مردانہ دار آئرلینڈ و نڈن افروز
 ہوئیں۔ چہ نگہ ایک ہنگامہ عالم بپا تھا۔ اسلے آئرلینڈ والوں کو بھی خرمستی ہو جھی مگر
 وہاں کے مشہور اور فہمیدہ اشخاص نے فی الفور اپنے آپکو تاج برطانیہ پر قربان
 کرنے کو رکھ دیا۔ یعنی ملکہ معظمہ کی خاطر ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں نے اپنا نام
 بطور والٹیر درج فہرست کر دیا جس سے باغیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور ملکہ
 معظمہ بخیر و عافیت قلعہ آسٹورن میں تشریف لے آئیں۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً آئے کنڈ کے متعدد سفر فرمائے۔ اور فرانس۔ ڈنمارک
 جرمنی پلیمتھ میں بھی تشریف لے گئیں۔ گریٹ برٹن۔ آئرلینڈ اور سکاٹلینڈ کو گویا
 اُن کے معمولی جولانگاہ تھے۔

حالات سفر کو اگر مفصل لکھا جائے۔ تو اسی کے واسطے ایک مقل ضخیم کتاب
 بن جائے۔ مختصر یہ کہ ہر جگہ جہاں جہاں آپ گئیں۔ لوگوں نے سر آنکھوں پر
 اٹھایا۔ اور کمال ادب و تہذیب سے پیش آئے۔ اور آپ نے بھی ہر درج کی حمد و
 سادگی۔ اور مروت کا اظہار فرمایا۔

کولانگ کے شہر کا واقعہ خاص تذکرہ کے لائق ہے۔ جہاں کا ایک خاص چشمہ
 نہایت معطر اور خوشبودار پانی دیتا ہے۔ اور لوگ وہ قیمتی خرید کر خوشبو یا
 کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ آپ جب وہاں تشریف لے گئیں۔ تو لوگوں نے اسی

خود شہزادہ پانی سے ستر کو نکال کر کیا تھا۔ چنبر سے آپ کی سواری گزرنے والی تھی۔

اب ایک دو واقعات ملکہ وکٹوریہ کے اس سلوک کے لکھے جاتے ہیں جو وہ سفر میں کرتی تھیں۔ اور جو ان کی ہر دفعہ بڑھتی جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملکہ وکٹوریہ مع اپنے شوہر ناردر کے ارل ادن ابرڈین کی ملاقات کو ایک گاڑی پر سوار جاتے تھے۔ جس پر تشریف آوری سٹنک ایک متمول زمیندار نے جس کا مکان بربل سٹک تھا۔ ایک مصنوعی دروازہ ویکم اور خوش آمدید وغیرہ لکھوا کر آپ کے لئے طیار کیا۔ مگر ملکہ معظمہ کی سواری اس سادگی سے گزری کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ ملکہ ادن پرنس دونوں نے خود ہی دروازہ کو دیکھا اور حسب معمول اس میں سے گزرنے لگے۔ تو محافظین نے روکا۔ کہ آپ لوگ دوسری طرف سے جائیں۔ یہ ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر کی آمد پر بنایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ بھی بغیر کچھ کہنے کے ادھر ادھر سے گاڑی لے گئے۔ بعد میں جب انہیں معلوم ہوا کہ یہی تو ملکہ اور شہزادہ کی سواری تھی۔ تو اپنی حرکت پر سخت جھلمائے۔ اور آگے جا کر غصہ ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ بھی ملال نہ فرمایا۔ بلکہ ان کی عزت افزائی کے لئے آتے ہوئے اسی دروازہ میں سے ہو کر گاڑی لے گئے۔ اور انہیں خوش کر دیا۔

سکاٹلینڈ میں حضور ممدوحہ ایک دن گاڑی میں سوار جا رہی تھیں۔ کہ ایک گڈ ریا نظر پڑا جو ایک کتے کی زخمی ٹانگ کو باندھ رہا تھا۔ اور کتا چٹا چٹا کر آسمان سر پر اٹھا جاتا تھا۔ آپ نے گاڑی رُک کر گڈ ریا کو طلب فرمایا۔ اور حال پوچھا۔ تو اس نے عرض کیا۔ کہ بھگتا میرا ہے۔ ابھی ابھی ایک سٹیز شخص گاڑی میں اندھا دھند جا رہا تھا۔ اسی کی گاڑی کے نیچے کتے کا پاؤں آکر زخمی ہو گیا ہے۔ جسے میں باندھ رہا ہوں۔ اور وہ چلا رہا ہے۔ مالک گاڑی ایسا معذریہ ہے کہ اس نے بجائے

معذرت کے گالیوں کا انعام دیا ہے۔ ملکہ معظمہ نے یہ سن کر گتے کو گاڑی میں بٹھالایا۔ اور گڈریے کو دس شلنگ دیکر رخصت فرما دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ ”کہ تمہارا کتنا زہیر علاج رہیگا۔ اور اچھا ہو جانے پر واپس دیدیا جائے گا۔ اگر اس سے پہلے تمہیں اس کے دیکھنے کا خیال ہو۔ تو بیشک شاہی محل میں آجایا کرو“ چنانچہ کتنا شاہی ڈاکٹروں کے علاج سے بہت جلد اچھا ہو کر مالک کے حوالہ کیا گیا۔ اور اسی پرپس نہیں کی۔ بلکہ جس معزز شخص کی گاڑی کے نیچے آنے سے وہ زخمی ہوا تھا۔ ملکہ معظمہ نے اُسکو خود ایک چھٹی کے ذریعہ اُس کی غفلت اور بے پرواہی سے مطلع کر کے تحریز کی کہ وہ ایک معقول رقم گتے کے مالک کو دیکر معافی چاہے۔ چنانچہ اسی طرح ہو گیا۔ اور وہ گڈریا تو مدت العمر ملکہ کا ثنا خوان بن ہی گیا تھا۔ لیکن اُس کی اس کہانی نے ہزاروں اور لاکھوں ثنا خوان ملکہ کے آؤر بھی پیدا کر دیئے۔

یہ واقعہ بھی قابلِ اندراج ہے۔ کہ ایک دفعہ دورانِ قیام ماسی کنڈ میں آپ علی الصباح تنہا پھر تی پھر اتیں ایک گڈریے کے جھونپڑے میں تشریف لے گئیں۔ جنہوں نے نہایت تپاک سے اسکا استقبال کیا۔ اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جب صبح کا ناشتہ طیار ہوا۔ تو ایک بڑے برتن میں رکھ کے زمین پر رکھ دیا گیا۔ اور ہر ایک چھوٹا بڑا ایک ایک دودھ کا پیالہ اور ایک ایک سینگ کا چچ لیکر اُس برتن کے گرد بیٹھ گیا۔ چنانچہ ایک پیالہ شیر اور ایک تچ ملکہ کو بھی دیا گیا۔ اور یہ بھی بدستور اُنکے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئیں۔ فراغت کے بعد ملکہ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ روز اس قدر سویرے ناشتہ کر لیتے ہو؟ گڈریے کی جوروں نے کہا۔ مدد تو نہیں۔ آج چونکہ ملکہ وکٹوریہ کی سواری گڈریا ہوئی ہے۔ اسلئے سب نے سویرے سے کھاپی کر فراغت حاصل کر لی ہے۔ کہنے پر وہ

جا کے دیدار کر آئیں۔ یہ سنکر ملکہ وکٹوریہ نے بتایا۔ کہ جس ملکہ کو وہ دیکھنے چاہتے تھے۔ وہ مین ہی ہوں۔ جسے نہ صرف انہوں نے دیکھا ہے۔ بلکہ جس کے ساتھ کھانا بھی کھایا ہے۔ اب ناظرین خود ہی قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس خاندان کا مارے خوشی کے اُس وقت کیا حال ہوگا۔ بہر حال وہ چچ اور پیالہ اُس خاندان میں بطور یادگار چلا آتا ہے۔ بلکہ وہ چوکی چسپرائی بیٹھی تھیں وہ بھی انہوں نے حفاظت سے رکھ چھوڑی ہے۔

اسی طرح سفر میں ایک دفنہ آپ نے ایک عورت کو سردی سے ٹھہرتا دیکھا۔ تو فی الفور گاٹھی کھڑی کر لی۔ اور اُس کو بلا کر ایک گرم پوشاک عطا فرمائی۔ غرض کہ ایسی صد ہا مثالیں ہیں جو سیر و سفر میں بھی اُن کی ہر دلعزیزی کو مشک و عنبر کی طرح پھیل رہی تھیں۔ اور جس کے اثر سے رعایا کے قلوب خود بخود اُن کی طرف کھینچ چلے آتے تھے۔

فصل پنجم

دول غیر سے تعلقات

دوستانہ تعلقات بالعموم ملکہ معظمہ کا اہل اصول رہا ہے۔ اور گو فی زمانہ جو خود غرضانہ محاسدہ اور سعائدانہ ترقیات کا مناقشہ تمام سلطنتوں کا اصل اصول ہے۔ وہ اس شریفانہ برتاؤ کا بہت کم روادار ہو سکتا تھا۔ مگر پھر بھی ملکہ کو انہیں بخوبی کامیابی ہوئی۔ انہوں نے فرانس کے مناقشہ دیرینہ کو مٹا دیا۔ ترکی سے دوستانہ تعلقات کی بنیاد قائم کی۔ اور اسی طرح یورپ کے علاوہ ایشیا میں بھی دوستانہ اتحاد کو ہی ہمیشہ ترجیح دی۔ عام طور پر ہر ایک سلطنت جو انھیں گلستان

کی تجارت کی موافقت کر لیتی تھی۔ اور جہاں انگلستان کا کانسل جنرل بیٹھ جاتا تھا۔ دوستانہ اتحاد کا ایک بدیہی ثبوت ہو جاتا تھا۔ اور پھر سوائے خاص حادثات یا شاذ و اوقات کے بگاڑ نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ایسا اصول ہے۔ کہ اس کے عالمگیر ترقی ہوئی۔ چنانچہ جس وقت غالباً دنیا کا کوئی مشہور قصبہ ایسا نہیں ملے۔ جہاں انگریز تجارت نہ کھلی ہو۔ اور اسی طرح دوستانہ تعلقات قائم نہ ہوں۔ باقی رہی سلطنتی پولیسی۔ وہ حکام عامل کے متعلق ہوتی ہے۔ اور وہ مصلحت وقت کے لحاظ سے اُس پر عمل پیرا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر معظمہ کی نیت بہر حال ہمیشہ اس معاملہ میں صلح پسند اور نیک ہی رہی ہے۔ اور اسی کا باعث ہے کہ ہر پہلو سے انہوں نے اس کام میں خاطر خواہ ترقی پائی۔

انگلستان کی سفارتیں۔ یوں تو جن سلطنتوں کے ساتھ انگلستان کے دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ بڑی بڑی خود مختار سلطنتیں جیسے درباروں میں خاص دربار انگلستان کی طرف سفیر مقرر ہیں۔ تعداد میں چوالیس ہیں۔ چنانچہ اُنکے سفیر بھی دربار انگلستان میں حاضر رہتے ہیں اور انکا تعلق براہ راست وزیر عظم انگلستان سے سمجھنا چاہیئے۔ باقی ہشیا بڑی بڑی ریاستیں، اور چھوٹی چھوٹی سلطنتیں ایسی ہیں۔ کہ اُنکے درباروں میں اُس گورنر جنرل یا گورنر کی طرف سے سفیر یا ریزیڈنٹ مقرر ہیں جو اُس کے ملک ملحقہ پر انگلستان کی طرف سے کام کرتا ہو۔ جیسے ہندوستان میں افغانستان ایک بڑی سلطنت ہے۔ لیکن اس کا سفیر انگلستان میں موجود نہیں بلکہ انگلستان کے مقرر کردہ گورنر جنرل و وائسرائے ہندوستان کی جانب سے افغانستان میں سفیر مقرر ہے۔ اور افغانستان کا سفیر وائسرائے ہند کے دربار میں حاضر رہتا ہے۔ اور اُنکے علاوہ سینکڑوں ریاستیں ہیں۔ جنکے وکلاء اپنے اپنے

احاطہ کے گورنر کے پاس حاضر رہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے نائب اُن کی یا سٹوں میں متعین ہیں۔ اور اُن کی فہرست بھی بڑی طویل طویل ہے جسکی یہاں ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن یہاں صرف اُن سلطنتوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جن کے سفراء براہ راست دربار انگلستان میں موجود ہیں۔ اور انکسٹن کے سفیر اُن کے متعین ہیں۔ اور اُن کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ ارجنٹائن ری پبلک۔ ۲۔ آسٹریا و ہنگری۔ ۳۔ بیلجیم۔ ۴۔ بولیویا۔ ۵۔
 - برازیل (امریکا)۔ ۶۔ بلغاریہ۔ ۷۔ نٹل امریکا۔ ۸۔ چلی۔ ۹۔ چین۔ ۱۰۔ کلمبیا۔
 - ۱۱۔ کانگو فری سٹیٹ۔ ۱۲۔ ڈنمارک۔ ۱۳۔ ڈومینیکن ری پبلک۔ ۱۴۔ ایکویڈر۔
 - ۱۵۔ مصر۔ ۱۶۔ فرانس۔ ۱۷۔ سلطنت جرمن۔ ۱۸۔ یونان۔ ۱۹۔ ہٹی۔ ۲۰۔ اٹلی۔
 - ۲۱۔ جاپان۔ ۲۲۔ لیبرا۔ ۲۳۔ لکزمبرگ۔ ۲۴۔ میکسیکو۔ ۲۵۔ انٹی گرو۔ ۲۶۔ مراکو۔
 - ۲۷۔ نیوزیلینڈ۔ ۲۸۔ پیراگوئے۔ ۲۹۔ ایران۔ ۳۰۔ پیرو۔ ۳۱۔ پرتگال۔ ۳۲۔
 - رومانیا۔ ۳۳۔ سلطنت روس۔ ۳۴۔ سربوئیہ۔ ۳۵۔ سیام۔ ۳۶۔ اسپین۔
 - ۳۷۔ سویڈن ناروے۔ ۳۸۔ سوئٹزرلینڈ۔ ۳۹۔ شری پٹی (طرابلس)۔ ۴۰۔ ٹینیسی۔
 - ۴۱۔ ترکی۔ ۴۲۔ یونائیٹڈ سٹیٹ (امریکا)۔ ۴۳۔ آرگوئے۔ ۴۴۔ وینزویلا۔
- ان سب کے دبا روں میں انگلستان کا بھی ایک ایک سفیر رہا کرتا ہے۔ اور بعض مقامات پر بلحاظ وقت علاقہ و کثرت کار دو بھی ہوتے ہیں۔ ان سب سفراء کے اپنے دفتر ہیں اور اُن کے ساتھ حسب قرار واد فوجی پہرہ بھی رہتا ہے۔ اور یہ سب سفارتیں اُن ممالک میں انگلستان کے فوائدِ سلطنتی اور تعلقاتِ تجارتی اور اتحادِ باہمی کی خاطر قائم کرتی ہیں۔ ان سب سلطنتوں میں انگریزی سگہ قبول کیا جاتا ہے۔ مئی آرڈر اور پارسلین وغیرہ آجاسکتی ہیں۔ شاہی سلطنتِ جرمن کے ساتھ چونکہ انگلستان کے تعلقاتِ رشتہ داری قدیم الا یام سے چلے آتے ہیں۔ اور خود خاندانِ انگلستان

کے بھی اُس کے علاقہ میں تاجنوز بہت سے تعلقات اور ملاک ہیں۔ اس لئے
اُس کے دربارِ خاص کے علاوہ اُس کے ماتحتی ملک اور بعض ریاستوں میں بھی براہِ راست
انگلستان کے سفیر رہتے ہیں۔ اور انکی تعداد آٹھ ہے۔ یعنی ۱۔ پرتیجا۔ ۲۔ بوٹریا۔
۳۔ وائبرک۔ ۴۔ سیکستی۔ ۵۔ بیڈن۔ ۶۔ ہسی۔ ۷۔ سیکستی کوبرگ۔ ۸۔ ولنگ پٹی
شاہی رشتہ داری۔ ملکہ وکٹوریہ کی نیک صفات اور بہرہ دغیر پولیسینے
جس طرح رعایا کے دلوں کو مستحضر کر رکھا تھا۔ اُسی طرح دولِ عظام میں بھی اُن کی
عزت و توقیر ہوتی تھی۔ یہ بھی ملکہ وکٹوریہ اور اُن کے ارکانِ اعلیٰ کی حاصلِ حاصل
دانشمندی کہنی چاہیے۔ کہ اُنہوں نے اکثر متعز بادشاہوں سے سلسلہ رشتہ داری
قائم کیا۔ جس کا گو بظاہر سلطنتی معاملات پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ مگر دراصل ایک عمدہ
اتحاد و یگانگت کے معاملات پر پڑا کرتا ہے۔ بیلیئم ڈنمارک تو غیر معمولی ہی مگر دوس
اور جرمن کے شاہ بھی اُن کے سلسلہ رشتہ داری سے پیوستہ ہو گئے۔ اور ایسے
پیوستہ ہوئے۔ کہ اب گویا یہ سلسلہ برابر قائم ہو گیا۔ اور اس وقت اگر غور سے
دیکھا جاوے۔ تو انگلستان کے تعلقات رشتہ داری یورپ بہر میں اپنا جلوہ
اس خوبصورتی سے دکھا رہے ہیں۔ کہ کسی دوسری سلطنت کے اس قدر تعلقات
نظر نہیں آتے۔ اور جب یہ دیکھا جائے۔ کہ ملکہ کی اولاد میں سے اس وقت
اکتیس پوتے پوتیاں اور نو اسے نو اسیاں زندہ و سلامت موجود ہیں۔ تو اور
بھی اطمینان و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ عنقریب یورپ کی تمام سلطنتوں کے
رہاستہاء کی محکمان کا یہ عظمہ کے خاندان کے ممبر ہی نظر آئیں گے۔ جو ایک
ایسی بڑی کامیابی ہے۔ کہ غالباً کسی دوسری سلطنت کو نصیب نہ ہوگی
اور یہ قدرت کا خاص فیضان ہے۔ جو اُس نے ملکہ وکٹوریہ کو عطا فرمایا ہے
ایں سعادت بنور بادشاہت۔

دین و عمامہ و اکابران مملکت و وکلاء رعایا جو مجلس پارلیمنٹ میں فراہم ہوئے
 ہیں محاکم ہندوستان کی حکومت جو ایک ہماری طرف سے امانت ذریعہ اختیار
 ایسٹ انڈیا کمپنی کے تھی۔ اپنے قبضہ تسلط میں لینے کا ارادہ مصمم کیلئے۔ اس واسطے
 آئب بذریعہ اعلان ہذا مشہر کیا جاتا ہے کہ اصلاح و رضا مندی مذکورۃ الصدد
 محاکم مذکورہ کی عنان حکومت چنے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اور محاکم مذکورہ
 میں ہماری سکایا کو بھرا شاد ہے کہ وہ بھی وفادار و صادق مطیع ہماری اور
 ہمارے جانشین اور ورثہ کی بنی رہے۔ اور جن اشخاص کو ہم وقتاً فوقتاً محاکم
 مذکورہ کے انتظام اور انصرام کی واسطے اپنی طرف سے اور اپنے نام سے مقرر کریں
 انکے اختیار حکومت کو تسلیم کریں چنانچہ ہم اپنے معتد عزیز بھائی اور مشیر جالس جا
 ویکونٹ کیننگ کی فراست اور لیاقت خیر سگالی پر خاص یقین اور اعتبار رکھتے ہوئے
 کو محاکم مذکورہ پر عموماً ہمارے نام سے اور ہماری طرف سے حکومت اور
 فرماندہی کی واسطے زیر طاعت اُن احکام اور قواعد کے جو وقتاً فوقتاً اُس کو
 ہماری طرف سے کسی ایک اعلیٰ وزیر سلطنت کی معرفت پہنچتے رہیں گے۔ اپنا
 اول نائب سلطنت اور گورنر جنرل مقرر کرتے ہیں۔ اور تمام اُن عہدہ داران
 اور افسران جنگی و ملکی کو جو اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی نوکری میں تھے۔ زیر
 اطاعت ہماری آئندہ خوشنودی اور قواعد اور قوانین کے جو آئندہ نافذ
 ہوں مقرر کرتے ہیں اور تمام راجگان و اہالیان ہند کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تمام
 عہد نامہ جات جو اب میں انکے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے قرار دیئے گئے ہیں۔ ہم مقبول
 و منظور کرتے ہیں۔ اور انکے صحیح شرائط اور اقرار واقعی ہم محفوظ خاطر رکھینگے۔ اور
 اُسی طرح اُن سے بھی انکی تکمیل اور تعمیل کی ہموامید ہے۔ ہمواملاک مقبوضہ موجودہ
 کو وسعت دینی منظور نہیں ہے۔ اور در حالیکہ ہمواملاک کے حقوق اور محاکم پر کس طرح

احتیاط تھی۔ کہ کوئی نقص نہ رہ جائے۔ حتیٰ کہ اُنکو صبح پانچ بجے روانہ کر دینے لے بھی خود ملکہ معظمہ موجود تھیں۔ حالانکہ امام طور پر شاہی خاندان سات بجے سے قبل اٹھنے کا عادی ہی نہ تھا۔

پھر شاہِ اعظم سلطان عبدالجبار خان صاحب سابق سلطانِ روم ملکہ معظمہ کی ملاقات کے لئے لندن تشریف لائے۔ جن کے خیر مقدم میں بھی کمال اہتمام کیا گیا۔ اور صاحب موصوف بہت ہی خوش خوش تشریف لے گئے۔ اس کے بعد شاہِ اعظم کو ککلاہ ایران محمدناظر الدین خاں شاہ قاجار لندن جا کر ملکہ معظمہ کے ہمان ہوئے۔ ملکہ مدعوہ اُس وقت سکائلیڈ میں تشریف رکھتی تھیں۔ مگر پاپس وضع داری سے فی الفور واپس آئیں۔ اور شاہ کا بڑے تپک سے خیر مقدم کیا۔ جس سے شہنشاہ ایران بھی کمال ہی محفوظ ہوئے۔ اُن کے بعد موجودہ خلیفہ مصر اور شاہ ایران بھی ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۰ء میں انگلستان جا کر ملکہ معظمہ کے ہمان ہوئے۔ اور آپ کی ملاقات سے نہایت ہی خورسند واپس آئے۔ اور پھر کئی دفعہ شہنشاہِ جرمن تشریف لے گئے۔ و لیعہدِ روس یعنی موجودہ شہنشاہ اور پرنسِ بلگیرا وغیرہ بھی ملاقات کر آئے۔ غرض کہ شاید ہی کوئی جلیل القدر بادشاہ نہ آگیا ہو۔ ان تمام جلیل القدر بادشاہوں کے لوازماتِ ہمانداری جس شان و شکوہ سے ادا ہوتے رہے۔ اُن کے لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہیے قریباً سب کو جنگی قواعد میں اور طرح طرح کے کھیل دکھائے گئے۔ اور ہر طرح کی عزت و حرمت کر کے خورسند کیا گیا۔

ان کے علاوہ آفریڈے بڑے نواب۔ راجے۔ مہاراجے۔ شہزادے۔ رئیس۔ ہندوستان وغیرہ سے بھی جاتے رہے۔ اور باریاب ہو کر شرفِ ملاقات سے اعزاز حاصل کرتے رہے۔ اور لطف یہ ہے کہ معمولی رئیسوں کے ساتھ بھی آپ نہایت

اخلاق و محبت اور پرہیز و عفت کی شفقت و ملامت سے پیش آتی رہیں۔ اور
ہندوستانی و انیان ریاست میں سے سب کے اخیر گویا مہاراجہ صاحب کے تخت
نے ملکہ معظمہ سے شرف نیاز حاصل کیا تھا۔ مہاراجہ صاحب گو بڑے رئیس ہیں۔
مگر ملکہ دکتور کے قدر بلند کے آگے جو کچھ ہو سکتے ہیں پوشیدہ نہیں۔ لیکن ملکہ
معظمہ نے نہایت اخلاق اور ادب سے گفتگو فرمائی۔ اور ہندوستانی رعایا
اور رئیسوں کی خیر و عافیت پوچھ کر فرمایا۔ کہ جتنے رئیس آپ کو ملیں۔ انہیں میرا
سلام شوق کہہ دیجئے گا۔ میں اُن کی خدمات کی دل سے قدر دانی کرتی ہوں۔
اور اُن کی سرسبزی کے حالات سن کر خوش ہوتی ہوں۔ میں خود ضرور ہندوستان
آتی۔ مگر اب تقاضے عسر سے مجبوری ہے۔

ان باتوں سے بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔ کہ ملکہ معظمہ اپنے تعلقات اتحاد کو کد
وسعت کے ساتھ پھیلانا چاہتی تھیں۔ اور اُنکو اس میں کہاں تک غیر مترقبہ
کامیابی ہوئی۔

فصل ششم

ملکہ معظمہ کے عہد میں مقبوضات انگلستان کی وسعت

انگلستان کا جغرافیہ۔ ہندوستان سے انگلستان کے پایۂ تخت لندن
تک پانچ سو میل کی مسافت ہے۔ گریٹ برٹن ایک جزیرہ ہے جو تندر کے پار
واقع ہے۔ اس کے دو کنارے اُس پار فرانس۔ جرمن اور ہالینڈ کے ملک ہیں
انگلستان۔ وائیز سکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ سب ملکہ گریٹ برٹن کہلاتے ہیں مگر
درہل انگلستان اور سکاٹ لینڈ ایک جزیرہ ہے۔ اور آئر لینڈ دوسرا جزیرہ ہے

یہ ملک بھارو قیا لوں میں گھرا ہوا ہے۔ طول و عرض آبادی اُس کی حسب تفصیل ذیل ہے۔

انگلستان کا طول ۴۰۰ میل - اور عرض ۲۰۰ میل - اور آبادی ۱۶۰۳۵۸۰۰
 سکاٹ لینڈ کا طول ۲۸۰ میل - اور عرض ۳۰۰ میل - اور آبادی ۶۱۰۰۰۰
 آئر لینڈ کا طول ۲۸۰ میل - اور عرض ۲۸۰ میل - اور آبادی ۸۱۰۰۰۰
 یہ تو گریٹ برٹن کی حقیقت تھی۔ مگر اس کے وسیع مقبوضات کو دیکھا کر حیرت ہوتی ہے
 جس وقت ملکہ وکٹوریہ نے تختِ حکومت پہلا جلاس فرمایا ہے اُس وقت مقبوضات
 انگلشیہ کا رقبہ تیرہ لاکھ ستاسی ہزار مربع میل تھا۔ لیکن اب اس کا رقبہ ایک کروڑ
 گیارہ لاکھ بیس ہزار مربع میل ہے۔ جو صرف جنگل کا ہی نتیجہ نہیں بلکہ مختلف
 حکمت عملیوں اور عہد ناموں کا بھی اس میں دخل ہے یہ رقبہ پہلے رقبہ آٹھ گنا بڑا
 ہے۔ چنانچہ اس کی توضیح کے لئے ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔

نام ملک	آبادی	رقبہ بحال میل مربع	تاریخ قبضہ	کس طرح شامل ہوا
یورپ میں				
جبرالٹر	۲۵۰۰۰	۲	۱۷۰۴ء	فتح کیا
مالٹا	۱۶۳۰۰۰	۱۲۳	۱۸۰۰ء	عہد نامے سے
سلی گولینڈ	۳۰۰۰	۳۷	۱۸۰۰ء	عہد نامے سے
ایشیا میں				
ہندوستان مغیرہ	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۵۶۹۵۴۰	۱۸۵۷ء	کینی سے لیا گیا
برہما	۵۰۰۰۰۰	۱۹۰۰۰۰	۱۸۵۷ء	فتح کیا
سیلون	۲۶۶۰۰۰	۲۴۷۰۰	۱۸۵۷ء	عہد نامے سے
سپرس	۱۸۷۰۰۰	۳۵۰۸۴	۱۸۵۷ء	خدا کے حق میں لیا

نام ملک	آبادی	رقبہ بحساب میل مربع	مارسج قبضہ	کس طرح شامل ہوا
عدن و سکوترا	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰	۱۸۳۹ء	فتح کیا
سٹرٹسٹنٹ	۵۰۰۰۰	۱۵۰۰	۱۸۲۷ء	عہد نامے سے
مانگ کانگ	۱۶۰۰۰۰	۳۲	۱۸۳۱ء	عہد نامے سے
لے بوآن	۶۰۰۰	۳۱	۱۸۴۴ء	عہد نامے سے
برٹش آف تھم بونڈو	۱۵۰۰۰۰	۳۱۰۰	۱۸۴۴ء	خود آباد کرنے سے

افریقہ میں

کیپ کالونی	۱۱۲۲۰۰۰	۲۱۲۰۰۰	۱۸۱۵ء	عہد نامے سے
نٹال	۴۲۵۰۰۰	۲۴۰۰۰	۱۸۲۳ء	فتح کیا
سینٹ لیمینا	۵۰۰۰	۴۴	۱۸۶۳ء	فتح کیا
ایسٹنشن	۲۰۰	۳۸	۱۸۱۵ء	فتح کیا
سیرالیونے	۶۲۰۰۰	۳۰۰۰	۱۸۰۴ء	کمپنی سے لیا گیا
گولڈ کوسٹ	۵۲۰۰۰۰	۱۶۶۲۰	۱۸۲۵ء	فتح کیا
ماریشس وغیرہ	۳۴۲۰۰۰	۱۰۰۴۳	۱۸۱۴ء	فتح کیا
جزائر السنال	۱۰۹۴۱۵۶	۱۱۹۱۳۹	۱۸۱۹ء	فتح کیا

امریکہ میں

کینیڈا	۳۲۲۵۰۰۰	۳۴۰۰۰۰۰	۱۷۶۳ء	کچھ فتح کیا کچھ ہندوستان سے
نیو برانزوک	۳۲۳۰۰۰	۲۴۱۴۴	۱۷۶۳ء	عہد نامے سے
فلورسکو شیا	۴۴۴۲۰۰۰	۲۰۹۰۴	۱۸۱۳ء	عہد نامے سے
مینیٹوبا	۱۳۵۰۰۰	۱۲۳۲۰۰	۱۸۱۳ء	خود آباد کرنے سے
برٹش کولمبیا	۶۰۰۰۰	۴۴۱۳۰۰۵	۱۸۵۸ء	کمپنی سے لیا گیا

نام ملک	آبادی	رقبہ حساب میل مربع	تاریخ قبضہ	کس طرح حاصل ہوا
شمالی مغربی علاقہ	۷۵۰۰۰	۲۵۸۵۰۰۰	۱۷۹۰ء	کپنی سے لیا گیا
جزیرہ پرنسٹن ورڈ	۱۱۱۰۰۰	۲۱۳۳	۱۷۹۳ء	خود آباد کرنے سے
نیو فونڈ لینڈ	۱۶۲۰۰۰	۸۰۲۰۰	۱۸۱۲ء	خود آباد کرنے سے
برٹش کولمبیا	۲۸۰۰۰	۷۵۶۲	۱۷۹۱ء	فتح کیا
برٹش کولمبیا	۲۶۰۰۰۰	۷۶۰۰۰	۱۸۱۷ء	فتح کیا
جمائیکا	۱۵۸۱۰۰۰	۲۱۹۳	۱۷۵۵ء	فتح کیا
ٹرینیڈڈ	۱۵۵۰۰۰	۱۷۵۲	۱۷۹۷ء	فتح کیا
بارباڈوس	۱۷۱۸۹۰	۱۶۶	۱۷۰۵ء	خود آباد کرنے سے
گرینیڈا	۲۲۲۰۰۳	۱۲۵	۱۷۹۲ء	عہد نامے سے
سینٹ وینسٹ	۲۰۵۲۸	۱۷۰	۱۷۹۳ء	عہد نامے سے
ٹوکیو سینٹ لوسیا	۹۲۰۰۰	۲۶۵	۱۸۰۳ء	عہد نامہ اور فتح کرنے سے
انگویلا وغیرہ	۵۷۰۰۰	۱۵۳	۱۷۵۹ء	خود آباد کرنے سے
ڈومینیکا	۳۰۰۰۰	۲۹۲	۱۷۹۳ء	عہد نامے سے
سینٹ سیرٹ	۱۷۰۰۰	۸۵	۱۷۳۲ء	خود آباد کرنے سے
بھارت	۲۸۰۰۰	۵۷۸۲	۱۷۲۹ء	خود آباد کرنے سے
برمودا	۱۵۰۰۰	۴۱	۱۷۲۲ء	خود آباد کرنے سے
فاک لینڈ و جزائر	۱۵۲۲۳	۶۸۷	۱۷۷۰ء	عہد نامے سے
آسٹریلیا میں				
نیو ساؤتھ ویلز	۹۳۰۰۰۰	۳۱۰۵۳۸	۱۷۸۷ء	خود آباد کرنے سے
وکٹوریا	۹۷۰۰۰۰	۸۷۸۸۷	۱۸۳۳ء	خود آباد کرنے سے

نام ملک	آبادی	رقبہ حساب میل مربع	تاریخ قبضہ	کس طرح شامل ہوا
جنوبی آسٹریلیا	۳۲۰۰۰	۹۰۳۶۹۰	۱۸۳۹ء	خود آباد کرنے سے
کویتس لینڈ	۳۱۵۰۰۰	۶۶۰۰۰۰	۱۸۳۷ء	خود آباد کرنے سے
مغربی آسٹریلیا	۳۵۰۰۰	۹۷۸۳۰۰	۱۸۳۲ء	خود آباد کرنے سے
شمالی	۱۷۰۰۰۰	۲۶۲۱۵	۱۸۳۳ء	خود آباد کرنے سے
نیوزیلینڈ	۵۸۰۰۰	۱۰۷۰۰۰	۱۸۴۰ء	خود خرید کیا
جنرل فوجی	۱۷۰۰۰۰	۷۴۲۳	۱۸۷۳ء	عہد نامے سے
نیوگنی	۱۳۷۵۰۰	۸۸۴۵۷	۱۸۷۳ء	خود بخود

فصل منقسم

عہد ملکہ وکٹوریہ کی فوجی کارروائیاں

فوجی نظم و نسق۔ انگلستان میں پہلے تو یہ وعدہ تھا کہ ضرورت کی وقت فوج رکھ لیجاتی تھی۔ اور موقع نکلنے پر موقوف ہو جاتی تھی۔ کیونکہ اس وقت قومی رائے یہ ہوتی تھیں۔ پھر ضروریات کے مطابق اس میں ترمیم ہوئی۔ اور فوجی ملازمت کا دستور جاری ہوا۔ ملکہ وکٹوریہ کی وقت میں ملازمت کا ہی طریقہ قائم تھا۔ مگر ابھی ایسی اعلیٰ حالت نہ تھی جیسی کہ آج کل ہے۔

ایشیائی ملکوں میں بادشاہان سلف کی وقت شاہی فوج بہت کم ہوا کرتی تھی۔ درباری عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو باغیچہ پلانچ اور آلات سات ہزار فوج رکھنے کا حکم ہوتا تھا۔ اور بجائے قنواہ کے انکو بڑے بڑے علاقے اور صوبے جاگیر میں دیا جاتے تھے۔ جو بروقت ضرورت سلطنت کے لشکر کے موافق کام کیا کرتے تھے۔

کبھی تو صرف انہیں کی فوج کسی خاص ٹیم پر روانہ ہو جاتی تھی اور کبھی وہ
 شاہی فوج کے ساتھ بھی ملکر کام کرتے تھے۔ لیکن اس طریق میں بھخرابی تھی کہ
 وہ امراء بچائے خود بڑی قوت پا جاتے تھے۔ اور پھر کبھی کبھی شاہان وقت سے
 بھی باغی اور منحرف ہو جاتے تھے۔ لہذا انگلستان نے نہایت دانشمندی سے
 اپنے ہاں ایسے قواعد جاری کئے کہ جن سے یہ احتمالات بالکل رفع ہو جائیں۔
 ذاتی فوج کی کوریج رکھنے کا حق نہیں ہوا کرتا۔ وزارت کے ماتحت ایک وزیر جنگ
 ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق ہر ہر ملک میں اپنے اپنے علاقوں کے کینڈرائف
 ہوا کرتے ہیں۔ ان سب کو اپنے ملک کے گورنر یا ڈائریکٹر کے موافق مرضی لیکن
 اپنے افسر علی کی منظوری لیکر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ سب متخواہ دار اور ملازم
 ہوا کرتے ہیں۔ وزیر جنگ بھی ہر پانچ سال کے بعد حسب تاعدہ کل کینڈرائف
 ساتھ ہی استعفا دیتا ہے۔ اور ہر ایک کینڈرائف بھی پانچ سال کے بعد اپنے
 عہدہ سے ریٹائر ہو جاتا ہے۔ غرض کہ ان لوگوں کا ذاتی تعلق فوج سے کچھ نہیں
 لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے مدارج کچھ کم ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے
 مدارج ملکی ڈائریکٹر اور گورنر کے برابر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور جیسا ڈائریکٹر
 کو ہر آکسلنسی کہا جاتا ہے۔ ویسے ہی کینڈرائف بھی ہر آکسلنسی کہلاتا ہے۔ لہذا
 ملکی ڈائریکٹر انکو منظوری وزارت انگلستان یا اپنی ذمہ داری پر جس ملک پر
 فوج کشی کا حکم دے۔ اس کی انکو تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ تمام فوجی افسروں اور
 سپاہیوں کو مدت مقررہ کے بعد پنشن دی جاتی ہے۔ اور علاوہ انہیں اگر کسی
 دوران ملازمت میں کوئی نہایت قابل خدمت سرزد ہوئی ہوں۔ تو اس کے
 معاوضہ میں علاوہ پنشن ملتی ہیں۔ مثلاً ایک سپاہی کو کسی خاص بہادری کے
 لئے دو روپیہ ماہوار ملے ہیں تو پنشن کا حق اس کے علاوہ ہے۔ اور ہر دفعہ پنشن

اُس کی بابت چار روپیہ ماہوار الگ ملے ہیں۔ غرض کہ فوج کی پوری پوری قدرانی کیجاتی ہے۔ جو سپاہی میدان جنگ سے بھاگ جاتے اُسے سزا موت دیجاتی ہے۔ اور جو مر جاتے تو اُس کے دُردنا کو اُس کے تمام حقوق دے دیے جاتے ہیں۔

فوج انگلستان کی تعداد۔ کل ممالک مقبوضہ انگلستان میں بحری و بری فوج کی تعداد قریب دس لاکھ کے ہے۔ جس میں۔ ریزرو۔ پلیٹیا اور والیٹر سب شامل ہیں اور اس ساری تعداد میں خاص انگریزی قوم کی سپاہ کی تعداد سوا دو لاکھ ہے باقی تمام ملکوں کے پہلی باشندے ہیں۔ اگرچہ باعتبار وسعت سلطنت کے یہ کوئی بڑی تعداد نہیں کہی جاسکتی۔ مگر چونکہ انگلستان کی حکومت نے تمام ملک میں ہر دغریزی پیدا کر لی ہے۔ اس لئے یہی فوج بڑا کام دیتی ہے۔ روس کی فوج کا شمار چوبیس لاکھ کیا جاتا ہے۔ مگر اُس کی حکومت ایسی ہر دغریزی نہیں کہ اہل ملک کو جس کی قدر ہو۔ اس لئے اُس کو جب کبھی کسی دشمن سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ تو اُس حالت میں بھی کم از کم نصف فوج خاص اپنے ملک میں حفاظت سلطنت کی غرض سے رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کل فوج بھیج دے۔ تو بیدل عیال باغی ہو جائے۔ بخلاف اُس کے انگلستان کی جبرہ قدر فوج ہے وہ ساری کی ساری موقع پڑنے پر میدان جنگ میں جاسکتی ہے۔ اور محافظت کا کام پولیس کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے جس قدر انگلستان کی فوج ہے۔ وہ پوری باسامان اور نہایت ہی پہلے درجہ کی مسلح ہے۔ اور دن بدن اُس کے چست و چالاک اور کارآمد و خوفناک کرنے کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن پہلے صرف معمولی توپوں اور معمولی بندوقوں سے فوجیں مسلح ہوتی تھیں۔ مگر اب یہ بات نہیں۔ بلکہ نئی ایجاد کے عالی قدر اسلحہ جاتے سے انگریزی فوج مسلح کیجاتی ہے۔ لیٹھو۔ سٹائپڈ اور ہنری مارٹنی رائفلوں۔ اور میکسم توپ سے

فوجیں مسلح ہوتی ہیں۔ میکسم توپ ایک قسم کی مشینیں ہیں۔ جو منٹ بھر میں چھ سو گولے جد ہر کو چاہو آگے پیچھے۔ دائیں۔ بائیں۔ نیچے اوپر اگل کر آن فان میں آگ لگا دیتی ہیں۔ اور گولہ بھی العفمت للہ سولہ میل تک مار کرتا ہے۔ بندوں کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ کہ پہلے تو انکا نشانہ دو سو گولہ تک محدود رہتا تھا۔ مگر اب قریب ایک میل کے انکا نشانہ ہوتا ہے۔ اور منٹ میں چھ سو فیئر کرنیوالی بندوقیں بھی ایجاد ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ایک فوجی ضرورت کا بھی ہتھیار نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ اور اس میں بھی لگاتار ترقی ہو رہی ہے۔ مثلاً پہلے تو خیرسانی کا ذریعہ ٹیلہ گراف (تار برقی) ہی سمجھا جاتا تھا۔ مگر آرکٹ جانے کے باعث اس میں دو قیں دیکھی گئیں۔ تو ایک قسم کے آئینوں سے بذریعہ عکس خبریں پہنچائی جاتی ہیں۔ جو ایک عجیب و غریب طریق ہے۔ اس کو ہیلو گراف کہتے ہیں، ایسا ہی وردی سواری۔ آبرسانی۔ رسد رسانی وغضکہ جملہ حوائج میں کافی اصلاح اور پورا پورا انتظام مد نظر رہتا ہے۔ اور ہر سال مشقی جنگوں کے ذریعہ فوج کو چست و چالاک اور مستحضر کیا جاتا ہے۔

فوجی خرچ۔ مسرینڈ منڈ ایک فرانسیسی محقق نے افواج انگلیزی کا سالانہ خرچ چار کروڑ پونڈ یعنی ساٹھ کروڑ روپیہ بیان کیا ہے۔ جو واقعی ایک بڑی رقم ہے۔ مگر چونکہ ہر سال اس میں ترمیم دایزادی ہوتی رہتی ہے۔ لہذا یہ ایک اندازہ ہی سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ایک مشاعرہ کیلئے ہکڑو بادلی لکھ پونڈ یعنی ایک سو ہکڑو روپیہ طبع ہوا۔ بحری طاقت انگلستان کی تمام یورپ میں اول درجہ کی شمار کی جاتی ہے۔ کیونکہ یورپ میں باعتبار ملک دلعوی اور باعتبار متول اسی طاقت کی فراوانی پر نر ہو سکتا ہے۔ لہذا انگلستان نے یورپ بھر میں زیادہ تر بحری طاقت سے ہی اپنا سکہ بٹھا رکھا ہے۔

بحری فوج کا فوج اور سامان دوسری فوج سے بہت زیادہ ہوا کرتا ہے یہاں
 تو سپاہ کے رہنے کے لئے بارکیں اور چھاؤنیاں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن بحری
 فوج کے لئے بڑے بڑے آہنی جہاز طیارہ ہوتے ہیں۔ جن پر کروڑوں روپے خرچ
 ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ جہازات قلعہ کی طرز پر نہایت پختگی اور مضبوطی سے
 بندے جاتے ہیں۔ اور فوج اُس پر سوار ہو کر سمندر میں چلتی ہے۔ جس
 مقام پر جہاز سے لڑائی ہو۔ اسی طرح جہازوں کے ذریعہ لڑائی ہو جاتی ہے ایسے جہازات
 یورپ کی سلطنتوں میں بہت کم تعداد کے موجود ہیں۔ کیونکہ انکی طیارسی پر
 صرف کثیر ہوتا ہے۔ لیکن انگلستان نے ایسے جہازات بہت بڑے اہتمام
 سے طیار کر رکھے ہیں۔ اور فوجیں بدستور سب پر کام کر رہی ہیں۔ یہ
 کی فہرست کے مطابق باؤن آہن پوش جہاز سواحل انگلستان پر موجود
 تھے۔ یعنی درجہ اول کے ۲۹۔ درجہ دوم کے ۱۲۔ درجہ سوم کے ۱۱۔ اور بخلاف
 اس کے روس کے صرف ۱۶۔ اور فرانس کے کل ۲۶ تھے۔ جنکے مقابل انگلستان
 میں اب بھی اعداد اس سے زیادہ ہے۔ اور آئندہ اور زیادتی بھی ہوتی
 جائے گی۔

ایک انگریز محقق مسٹر ہسل کی تحقیق کے موافق انگلستان کا خرچ ان جہازات
 کی طیارسی میں ساٹھ پونڈ فی ٹن کے حساب سے آتا ہے۔ جس کے مطابق ایک
 اول درجہ کا جہاز ساٹھ لاکھ کوڑتا ہے۔ اس کے علاوہ انگلستان کی بحری فوج
 کے سالانہ اخراجات کا اندازہ اسی محقق نے ایک کوڑ چالیس لاکھ پونڈ سالانہ یعنی
 اٹھارہ کروڑ روپیہ لکھیا تھا۔ مگر تو اس سے بہت زیادہ ہے۔

یہ صرف وہ جہازات ہیں جو سواحل انگلستان پر موجود ہیں ورنہ تمام
 جہازات جو بنا دروازہ دیئے گئے۔ مصر و منہ ستان پر لنگر اٹھانے والی تعداد

اس سے بہت زیادہ ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اول درجے کے ۴۴ گشتی جہاز، بمقابلہ کے جہاز ۸۰۔ اور آئرن کلیدر۔ اور تارپیڈو اس کے علاوہ۔ اس کے سوا انگریزی فوج کے کل دُخانی جہازات جو ۱۹۰۹ء کے اخیر تک دُنیا میں موجود تھے۔ انکی معمولی تعداد چھ ہزار اور دن ساٹھ لاکھ ٹن سبھی جاتی تھی اور اس کے علاوہ قریب دس ہزار کے بادی جہاز تھے۔ جن کا وزن چالیس لاکھ ٹن گنا جاتا تھا۔

افواج مذکور کی صحیح صحیح تعداد اور اس کے خراج اخراجات اور اسلحہ جات کا ٹھیک ٹھیک شمار اس لئے مشکل ہے۔ کہ اس میں حسب ضرورت دِن بدن ایندازی اور ترمیم ہوتی رہتی ہے۔ اور اگر یا فاعدا نقشہ جات شمار کئے جائیں۔ تو انکی ضخامت اصل کتاب ہذا سے بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ صرف ہندوستانی فوج کی ڈائریکٹری ہی تین روپیہ کو سبجی ہے۔ چہ جائیکہ کل سلطنت۔ یہ جملہ اندازے جو لکھے گئے ہیں۔ غالباً مطالب مضمون ہذا کے لئے کافی ہوں گے۔ فوجی لڑائیاں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مکمل معظّمہ جہاں جنگ جابل سے سخت متفرد رہا کرتی تھیں۔ اور سوائے خاص حالات اور سلطنتی مجبور یوں کے بہت کم لڑائی کی اجازت دیتی تھیں۔ مگر جیسا پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سلطنتی معاملات کا دار و مدار اکثر وزارت کے متعلق رہا کرتا تھا اس لئے جن حالات میں وزارت پارلیمنٹ کی منظوری لیکر جنگ کو لازمی قرار دیدیا کرتی تھی تو اس کی منظوری ملکہ وکٹوریہ کو بھی دینی پڑتی تھی۔ مگر وہ اس طریق کو ذاتی طور پر پسند نہ دیتا تھی۔ اور علی العموم جب کبھی کوئی سخت جنگ ہوتا تھا۔ تو وہ فکر مند ہو کر تیار ہو جایا کرتی تھیں۔ کیونکہ ایک طرف تو بندہ گمان خدا کی خونریزی کو وہ قطعاً مگر وہ نہانتی تھیں۔ اور دوسری طرف

اپنی عزیز فوج کو لڑنے کی مصیبت میں پھنسانا اور اس کے نتیجے میں ہزاروں
 عورتوں کو بیوہ اور بچوں کا یتیم ہونا دیکھنا انہیں سخت ناپسند تھا۔ مگر اس سے
 یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کمزور اور خائف تھیں۔ اور فوجی ضروریات کا فکر
 نہ رکھتی تھیں۔ بلکہ اس کے برعکس وہ پہلے دیوگی جفاکشی کے ساتھ فوجی ملٹ
 میں انٹرسٹ میتی تھیں۔ ہر ایک میدان جنگ میں سپاہیوں اور افسران
 افواج کے پاس انکا پیغام قدرت والی ادائے شکر یہ کے لباس میں جاتا تھا۔
 اور ہر ہزیمت پر انکا افسوسناک پُرسرہ شکنہ دل فوج کا باعثِ ستی ہوا کرتا تھا۔
 جس طرح وہ مغلوں اور درجول کے اعطاسے فوج کا دل بڑھاتی رہتی تھیں۔
 ہی زخمیوں اور مقتولین کی بیواؤں کی خبر گیری سے انکے رنج و مصائب کو
 سہی بھلا دیکر کرتی تھیں۔ یہی وجوہات تھیں جو انکی فوج کو ہر وقت مازہ دم
 رکھتی تھیں۔ اور باوصف اس کے کہ روس و جرمن کی فوج تعداد میں فوج
 انکا شہید سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن پھر بھی کسیکو فوجی شائستگی اور اسلحہ جات
 کی فراوانی اور انتظام اسلحے کے متبادل میں آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات
 نہیں ہوتی۔ اور اس پر بھی انگلستان خاموش نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن
 فوجی آراستگی اور عالم سوز اسلحہ اسے جنگ کی ایجاد میں لگاتا رہتیات کرتا
 چلا جاتا ہے۔ کیونکہ فی زمانہ اس کے بغیر چارہ بھی نہیں ہے۔ بہر حال بلکہ معظمہ کے
 جنگوں کی فہرست یہ ہے۔

- ۱۔ جنگ کینڈا ۱۷۵۷ء۔ ۲۔ جنگ افغانستان بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۳۔ جنگ چیرن بار اول ۱۷۵۷ء۔
- ۴۔ جنگ سندھ ۱۷۵۷ء۔ ۵۔ جنگ قوم سکھ بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۶۔ جنگ فرقہ کا فوارہ
- اول ۱۷۵۷ء۔ ۷۔ جنگ افغانستان بار دوم ۱۷۵۷ء۔ ۸۔ جنگ سکھان بار دوم ۱۷۵۷ء۔
- ۹۔ جنگ برہما بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۱۰۔ جنگ کا فوارہ دوم ۱۷۵۷ء۔ ۱۱۔ جنگ گجرات
- ۱۲۔ جنگ ایران ۱۷۵۷ء۔ ۱۳۔ جنگ غدر مندوستان ۱۷۵۷ء۔ ۱۴۔ جنگ حیدر آباد دوم

جنگ برہما بار دوم ۱۷۵۷ء۔ ۱۵۔ جنگ تیراہ ۱۷۵۷ء۔ ۱۶۔ جنگ نرسول ۱۷۵۷ء۔ ۱۷۔ جنگ حیدر آباد

جنگ ۲۰۔ جنگ چیرن بار دوم ۱۷۵۷ء۔ ۲۱۔ جنگ افغانستان بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۲۲۔ جنگ قوم سکھ بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۲۳۔ جنگ فرقہ کا فوارہ

جنگ ۲۴۔ جنگ چیرن بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۲۵۔ جنگ قوم سکھ بار اول ۱۷۵۷ء۔ ۲۶۔ جنگ فرقہ کا فوارہ

فصل ہشتم

ہنگامہ شہاء اور ملکہ معظمہ کا شہنشاہ

ہندوستان کا وسیع اور سریر حاصل ملک جو باعتبار آبادی اور آمدنی کے اس وقت سلطنت انگلستان کا ایک قیمتی جزو عظیم ہو اور جس کی آمدنی اور آبادی سے دوسرے مقبوضات انگریزی کو فردا فردا کموشی بھی نسبت نہیں۔ یہ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر حکومت تھا۔ یہ کمپنی سن ۱۶۰۰ء میں بعد ملکہ الی زبجہ قائم ہوئی تھی۔ اور اس نے تجارتی اغراض کے لئے ہندوستان سے تعلق آموشد پیدا کیا تھا۔ مگر اُس نے آکے یہاں کے باشندوں کے طور و طریق اور مازا میں عجیب غریب اور باہمی لفاق و عداوت۔ اور حکمرانوں کی خود غرضانہ کارروائیوں کو دیکھ کر اپنی عقل رسا سے تجارت کے ساتھ حکومت کا پہلو بھی جمایا۔ جو بہت جلد بارور ہوا۔ اور اکثر اقلع ہندوستان میں کمپنی کی حکومت ہو گئی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کا طریق حکمرانی۔ یہ تھا کہ ولایت میں ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز قائم تھا۔ جو کمپنی کے مقبوضات کا حاکم اخیر تھا۔ اور اُس کو وہی اختیارات حاصل تھے جو اب سکریٹری آف سٹیٹ کے محکمہ کو حاصل ہیں۔ پارلیمنٹ کی ہدایات کی پابندی اس بورڈ کے لئے بھی ضروری تھی۔ مگر اس قدر دور و دراز فاصلہ پر ناواقفیت کی حالت میں پارلیمنٹ کو بورڈ کے طریق حکومت سے اختلاف کیسے ہو سکتا تھا۔ یہی بورڈ آف ڈائریکٹرز ہندوستان کے لئے گورنر اور گورنر جنرل مقرر کر کے بھیجا کرتا تھا۔ جو کمپنی کی خوشنودی کے لئے تو وسیع ملک اور جلب منفعت کو اپنا نصب العین سمجھا کرتا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر۔ جب تک ہندوستان کی پوری پوری حکومت بلاشرکت غیر کمپنی کو میسر نہ ہوتی تھی۔ تب تک جو حاکم کمپنی کی طرف سے مقبوضات ہندوستان کی حکومت کو آتا تھا۔ وہ گورنر بیکالہ کہلاتا تھا۔ چنانچہ پہلا گورنر کلائیو ہوا۔ جو بعد میں لارڈ کلائیو کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ اس نے ۱۷۷۴ء سے ۱۷۸۰ء تک کام کیا۔ اور دوسرا گورنر وٹن تشارٹس ۱۷۸۰ء سے ۱۷۸۴ء تک مقرر رہا جس کے بعد پھر کلائیو دوبارہ ۱۷۸۴ء سے ۱۷۹۳ء تک نمایاں کام کر گیا۔ اور پھر اس کی جگہ وارن ہسٹنگز گورنر مقرر ہوا۔ اور چونکہ اس کی وقت میں حدود سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھیں۔ اس لئے بھی پہلا گورنر جنرل بن گئے۔ اب ایک فہرست ان تمام گورنر جنرلوں کی دی جاتی ہے۔ جو عہد کمپنی سے ہنگامہ ۱۷۸۵ء تک ہندوستان کی بادشاہت کرتے رہے ہیں۔

نمبر شمار	سن تقرر	نام گورنر جنرل	نمبر شمار	سن تقرر	نام گورنر جنرل
۱	۱۷۸۴ء	وارن ہسٹنگز	۹	۱۸۲۳ء	لارڈ ایمپرٹ
۲	۱۷۸۵ء	لارڈ کارنوالس	۱۰	۱۸۲۸ء	لارڈ ولیم بنٹن
۳	۱۷۹۳ء	سرجان شور	۱۱	۱۸۳۵ء	سرجانرٹسٹون
۴	۱۷۹۸ء	لارڈ ولزلی	۱۲	۱۸۳۶ء	لارڈ الگ لینڈ
۵	۱۸۰۵ء	لارڈ کارنوالس دوم	۱۳	۱۸۴۲ء	لارڈ الٹن ہرا
۶	۱۸۰۶ء	سرجانرٹسٹون	۱۴	۱۸۴۷ء	لارڈ ڈارڈنگ
۷	۱۸۰۸ء	لارڈ مینٹو	۱۵	۱۸۵۳ء	لارڈ ڈویل ہونی
۸	۱۸۱۲ء	لارڈ مینٹو	۱۶	۱۸۵۶ء	لارڈ کےٹنگ

یہی سلطنت اگرچہ صدیوں کے لئے ابتدا میں ہی اچھی تھی مگر اس سے چونکہ

اُن خود مختار حکمرانوں کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ جن سے عمان حکومت کمپنی نے خود سنبھال لی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس کی روز افزوں ترقی سے خوش نہ تھے۔ دہلی کی سلطنت بالکل کمپنی کے ہاتھ میں جا چکی تھی۔ اور یہاں درشاہ تلمار ایک فطیح و آزادانہگری رہ گئے تھے۔ اس پر لارڈ ڈل ہوزی کی وقت میں جب شہزادہ کے اولاد میں اودہ کا الحاق بھی قلمرو انگریزی کے ساتھ کر لیا گیا۔ تو ملازم سرداروں میں اُور بدحواسی پھیلی۔ اور نانا صاحب پیشوا سے فرقہ دہوند و ہتھ لے انگریزوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں چنانچہ بادشاہ دہلی کو بھی جو شاہ شطرنج سے زیادہ نہ رہ گئے تھے۔ یہ امیدیں دلائی گئیں۔ کہ دوبارہ وہ حکومت ہند پر بحال ہو جائیں گے۔ حالانکہ اصل خیال نانا صاحب کا کئی گزری مرہٹہ سلطنت کے دوبارہ قائم کر دینا تھا۔ اتفاق سے انہیں دنوں میں ایک نئے قسم کی رائیقلیں راجدو قیں (فرج میں تقسیم ہوئیں) چکے کار توں کو چربی سے چکنا یا جاتا تھا۔ اس سے ایک اُذر موقع مخالفوں کو مل گیا۔ اور انہوں نے مشہور کر دیا۔ کہ یہ چربی کائے اور توں کے گوشت کی انگریزوں نے محض اسی سبب سے ایجاد کی ہے۔ کہ رعایا کا مذہب برباد کر دیا جائے۔ اور ملک تو وہ سب کا ایک ایک کر کے چھین ہی چکے ہیں۔ اس افواہ کو آگ کی طرح پھیلا کر اندرونی سازشوں سے فرج انگریزی کے ہندوستانی سپاہیوں کو بغاوت اور غدار پیمانہ کر دیا گیا۔ اور ایک عام مصیبت و نا ملر کا کا بیج بو دیا گیا۔ یہ اشتعال ہندوستان کے آتش چڑھا اور با جندرسوم و مذہب فرقوں کے لئے کچھ کہ نہ تھا۔ پس اس نے فوراً آگ لگا دی۔ اور بات تشائے پنجاب کے عموا تام ہندوستان میں آتش فساد بڑھ اٹھی۔ بنگالہ سے اس فساد کی آواز پہنچی۔ اور فی شہد دیو و میرٹھ کی فوج بکھر گئی۔ اور سیلج تمام چھاویوں کا مال ہزار ہا۔ اس وقت کی دستاویز بکھنے کو بھی نہیں چاہتا۔ بہر حال بھگت کا

سمندر ڈیڑھ سال تک خوب موجیں مارتا رہا۔ اور اس کے ہتھیروں سے جھٹکتے
انگریزوں کے مال و جان کا نقصان ہوا۔ اُس سے زیادہ خود ہندوستان کے
رستے والوں کو اذیتیں پہنچیں۔ بالآخر انگریزوں کے اتفاق و انتظام۔ دیسی ٹیپوں
کی امداد و اعانت۔ اور کئی ایک شرفائے ہند کی اندرونی امداد و جودم بدم کی
خبریں دیتے تھے۔ اس سے یہ فتنہ و فساد فرو ہوا۔ کچھ مفسد قتل و غارت ہو گئے۔
باقیمانہ کچھ بہاگ گئے۔ اور بعض جو ملے تو انہیں سنگین سزائیں دی گئیں۔
نانا صاحب مفقود الحبر ہو گئے۔ بادشاہ دہلی کو رنگاون میں قید کر کے بھیج دیا۔
اور انکے بیٹوں کو گولی مار دی گئی۔ اس موقع پر ایک لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔
لطیفہ۔ غلبہ انگریزی کے بعد جب مجرموں کی تلاش ہوئے لگی۔ اور اپنے
ہی دیسی بہائی ایک دوسرے پر مجنوناں کر کے سزائیں دلوانے لگے تو کسی نے
مرزا غالب دہلی کے مشہور روٹ مثل شاعر پر بھی پرچہ لگایا۔ کہ انہوں نے
بادشاہ دہلی کو قصیدہ دیا تھا۔ اور اس میں اُس کی فتح و نصرت اور اُس کے
دشمنوں کی تباہی و تباہی کی دعا کی تھی۔ جس سے گورنمنٹ انگریزی کی برباد
مقصود تھی۔ خیر یہ بھی پکڑے گئے۔ اور حاضری پر پوچھا گیا۔ تو آپ نے نہایت
سچائی کے ساتھ اس واقعہ کا اعتراف کیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ
میں نے تو اس کام سے سرکار کی ایک قابل قدر خدمت کی ہے۔ بغاوت کا ہسٹری
فوجی افسر بنے متحیر ہو کر پوچھا کہ اس کے کیا معنی؟ تو آپ نے نہایت تکلف
سے کہا۔ بندہ نواز امیر قصبہ کی ہمیشہ الٹی تاثیر ہوا کرتی ہے۔ جس کو
دیتا ہوں وہی برباد ہوتا ہے۔ جس کے حق میں دعا کرتا ہوں وہی فنا ہو جاتا
ہے۔ پس جس طرح انگریز بھیس بلکہ سرکار کو اوپر سے مٹنے سے بڑا بھلا بھی کہہ سکتے
تھے۔ اور اہل میں سرکاری خدمت کیا کرتے تھے۔ ویسا ہی میں نے بھی کیا۔

اپنے قصیدہ کی تاثیر کا میں قائل تھا۔ لہذا میں نے لکھ ڈالا۔ کہ یہ روز کا جھکڑا
کہیں ختم ہو۔ اور سرکاری عمارتوں کی پوری طرح قائم ہو جائے۔ اس پر فوجی افسر
ہنس پڑے اور معاف فرمادیا۔

خیر جب یہ فتنہ فرو ہو نہیکو تھا۔ تو ملکہ معظمہ نے بصواب و تدبیر رائے وقت پر
آئندہ ہندوستان کا کپتانی کے قبضہ و تصرف سے نکال کر براہ راست اپنے نفل طفت
میں لینا منظور فرمایا۔ اور ایک اعلان عام در باب حافی مہمان اور وعدہ ہائے
عنایت جاری فرمایا۔ جس کا ترجمہ بلغظہ درج ذیل ہے۔

ملکہ کی رحمدلی۔ یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے۔ کہ جب اس اعلان کا لکھا جانا
تجوئیر ہوا۔ اور حسب دستور وزیر السلطنت نے اس کا مسودہ ملکہ کے حضور میں
دستخط کے لئے پیش کیا۔ تو آپ نے اُس کی سخت طرز تحریر اور خفیف رعایتوں کو
ملاحظہ فرما کر اُس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ایک میرے جیسے سادہ
عورت کس طرح اس پر دستخط کر سکتی ہے۔ اس پر دوسرا مسودہ تیار ہوا۔ مگر بھی
بہت سے الفاظ کی کمی بیشی فرما کر دستخط کئے جس سے صاف ظہور نہ کی عیا کے حال پر
محبت و شفقت ظاہر ہوتی تھی۔ بہر حال وہ اعلان یہ ہے۔

اشتہار

اعلان ملکہ معظمہ یا مجلس کو نسل نام جمیع راجگان و سرداران
و والیان و استہاد و رعایا ہندوستان
و کوثریہ بفضل خدا کہ جل نہ عمارت سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و آئر لینڈ مع مضافات
و متعلقات جو یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اور آسٹریلیا میں واقع ہیں۔ حاکمین
جو کہ ہم نے باعزت چن کر چند قوی و جرات کئے بصلاح و رضا مندی حکما و فعدلا

دین و علماء و اکابران محکمات و وکلاء رعایا جو مجلس پارلیمنٹ میں فراہم ہوئے
ہیں ممالک ہندوستان کی حکومت جو ایک ہماری طرف سے امانتاً زیر اختیار
ایسٹ انڈیا کمپنی کے تھی۔ اپنے قبضہ تسلط میں لینے کا ارادہ مصمم کیا ہے۔ اس واسطے
آب بذریعہ اعلان ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ بصلاح و منافع مذکورۃ الفدر
ممالک مذکورہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اور ممالک مذکورہ
میں ہماری رعایا کو بھلائی و فائدہ اور صادق و مطیع ہماری اور
ہمارے جانشین اور ورثہ کی بنی رہے۔ اور جن شخص خاص کو ہم وقتاً فوقتاً ممالک
مذکورہ کے انتظام اور انصرام کی واسطے اپنی طرف سے اور اپنے نام سے مقرر کریں
انکے اختیار حکومت کو تسلیم کریں چنانچہ ہم اپنے مستعد و عزیز بہائی اور مشیر چارلس جان
ویکونٹ کیننگ کی فراست اور لیاقت و خیر سگالی پر خاص یقین اور اعتبار کیے ہوئے ہیں
کو ممالک مذکورہ پر عموماً ہمارے نام سے اور ہماری طرف سے حکومت اور
فرماندہی کی واسطے زیر اطاعت اُن احکام اور قواعد کے جو وقتاً فوقتاً اُس کو
ہماری طرف سے کسی ایک اعلیٰ وزیر سلطنت کی معرفت پہنچتے رہیں گے۔ اپنا
قول نائب سلطنت اور گورنر جنرل مقرر کرتے ہیں۔ اور تمام اُن عہدہ داران
اور افسران جنگی و ملکی کو جوابتاً ایسٹ انڈیا کمپنی کی نوکری میں تھے۔ زیر
اطاعت ہماری آئینہ خوشنودی اور قواعد اور قوانین کے جو آئینہ نافذ
ہوں مقرر کرتے ہیں اور تمام راجگان و اہالیان ہند کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تمام
عہدناجات جو اہلین اُنکے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے قرار دیئے گئے ہیں۔ ہم مقبول
و منظور کرتے ہیں۔ اور اُنکے جمیع شرائط اور اقرار واقعی ہم ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ او
اُسی طرح اُن سے بھی انکی تکمیل اور تعمیل کی ہمواری ہے۔ ہر کو ممالک متبرکہ موجود
کو وسعت دینی منظور نہیں ہے۔ اور درجہ الیک ہموار اپنے حقوق اور ممالک کچھ

کی دست درازی نامنوا بدانتظامی مرکوز نہیں ہے۔ تو ان کے حقوق پر بھی کسٹیں کا تجاوز جائز نہ رکھیں گے۔

جمع راجگان و رئیسان ہند کے حقوق دولت و توقیر و منزلت کا ہم ایسا لحاظ رکھیں گے۔ جیسا خاص اپنے کا۔ اور ہماری کچھ خواہش ہے۔ کہ وہ اور نیز ہماری رعایا برا یا اس خوشحالی اور مدنی بہبودی کا حفظ اٹھائیں۔ جو صرف اندرونی امور اور حین انتظام سلطنت سے میسر آ سکتی ہے۔ ممالک ہندوستان کے باشندگان کی نسبت ہم اپنے تئیں انہیں فرائض کا پابند کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنی دیگر رعایا کی نسبت پابند ہیں۔ اور وہ فرائض زمین خداوند تعالیٰ ہم پر کیا نڈاری اور دیانت سے پورے کریں گے۔ ہر کو اپنی ذات سے دین عیسوی کی صداقت کا یقین دانت ہے۔ اور مذہبی تشفی کے ہم شکر گزینہ کی کے ساتھ مقرب ہیں۔ مگر ہمارا حق اور ہمارا منشا کچھ نہیں۔ کہ ہم اپنے تئیں کو اپنی کسی رعیت پر جبراً منطوق کر اٹھیں۔ لہذا ہم یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہماری شانہ خوشنودی اور مرضی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی مذہبی رسوم و دینی عقائد سے کسی طرح روکا نہ جائے۔ اور نہ کسی طرح کی تکلیف اور اذیت پہنچائی جائے۔ بلکہ تمام اشخاص بلا روبرو تحت مساوی قانونی حفاظت کا پھیل پائیں گے۔ اور جو اشخاص ہمارے ماتحت و صاحب اختیار رہیں گے۔ انکو کچھ ہمارا سخت محکم ہے۔ کہ وہ ہماری کسی رعایا کی مذہبی رسوم و پرستش میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کریں۔ ورنہ نہایت ناخوشنودی کے مستوجب اور مورد عتاب ہوں گے۔ مزید براں کچھ ہماری مرضی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہماری رعایا بلالی ظالسل و قوم آزادانہ ہماری نوکری میں وہ عہدے پائیں۔ جن کے فرائض وہ اپنی علمیت۔ لیاقت و دیانت سے بحسن و وجہ ادا کر سکیں۔

جو محبت باسندگان ہند کو اپنی موروثی زمین کے ساتھ ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اور ملحوظ رکھتے ہیں۔ پس ان کے تمام حق اور مراعات جو اس سے متعلق ہیں بصورت مطالبہ و انگذار ہی کرنا ہم محفوظ رکھینگے۔ اور نیز ہمارا یہ مشاء ہے کہ عموماً بخوبی و لطف و تواضع میں قدیم حقوق رسم و رواج ہندوستان کا بخوبی خیال رکھا جائے ہم کو اُن خرابیوں اور مصیبتوں کا جو ہندوستان پر اولوالعزم اشخاص کے افعال کے سبب آئیں جنہوں نے بذریعہ جھوٹی خبروں اور ناراست افواہوں کے اپنے ملکی بہائیوں کو دھوکا دیکر بر ملا بغاوت پر براہِ نیگختہ کیا۔ کمال افسوس و رنج ہے۔ میدانِ جنگ میں اس بغاوت کے فرد کریمین پلائی تخت بخوبی ظاہر ہو گئی ہے مگر اب ہم اُن اشخاص کے جرائم جو اس طرح دھوکے میں آئے۔ اور اب اعتباراً اپنے فرائض کے راہِ راست پر آنا چاہتے ہیں۔ معاف کر کے اپنا رحم ظاہر کرتے ہیں اب بھی ایک صوبہ (اوڈہ) کو بحیالِ تخفیف خونریزی و اماندہی ممالک ہند ہمارے نائب السلطنت گورنر جنرل نے اکثر اُن اشخاص کو جو بلوہ گذشتہ میں بخلاف ہماری سرکار کے مرتکب جرائم ہوئے تھے چن کر شرائط پر اُمید معافی دی ہے۔ اور اُن اشخاص کی نسبت جنکے جرائم حدِ معافی سے باہر ہیں سزا تجویز کر دی ہے۔ ہم اپنے نائب السلطنت کا یہ کام مقبول و منظور کرتے ہیں ہماری رعایت اور معافی تمام مجرموں پر عام ہوگی۔ سوائے اُن مجرموں کے جن کا قتل رعایا انگریزی میں براہِ راست شریک ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ یا آئینہ ہو گا۔ ایسے اشخاص کی نسبت مقتضائے انصاف تعزیرِ رحم سے باز رکھتا ہے۔ جن اشخاص نے دیدہ و دلالت اپنی مرضی سے قاتلوں کو پناہ دی یا جو اس قاتل میں سرغنہ اور بائی مُفسدہ تھے۔ اُن کی صرف جان بخشی کی کفالت ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایسے اشخاص کی نہت سزا تجویز کرتے وقت اُن حالات کا جن کے باعث وہ

حلقہ اطاعت و الفتیاد اُٹارنے پر آمادہ ہو چکے۔ بخوبی لحاظ کیا جائے گا۔ اور
 اُن شخص خاص کی نسبت جن کے جراثیم بسبب سر بیج الاعتقادی ایسی جھوٹی
 خبروں کے امان لینے کے لئے جو مفسد مزاج شخصوں نے پہلا میں واقع ہوئے۔
 بڑی رسالت اور فراخ دلی کیجائے گی۔ تمام شخص خاص کیواسطے جنہوں نے برخلاف
 سرکار ہمتیار باندھے تھے ہم بذریعہ اعلان ہند بلا شرائط جان بخشی اور معافی فرما کر
 تمام جراثیم سے جو اُن سے برخلاف ہمارے تخت اور ہماری منہلت کے شہرندہ ہو
 اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے اور بالمشغال میں مشغول ہونے پر راضی دیتے
 ہیں۔

یہ ہماری شانانہ خوشنودی ہے۔ کہ پھر رحم اور راضی کے حدود تمام اُن شخص
 پر جو آئندہ جنوری کی یکم تاریخ سے پہلے اُس کی شرائط پر کار بند ہوں سب کیجائیں
 جس وقت خداوند کریم کے فضل و عنایت سے اندرونی امن و چین قائم ہوگا
 اُس وقت ہندوستان کی صنعت و حرفت اور دستکاری کو ترقی دینے اور عامہ غلام
 کے رفاه و فلاح کے کام چھیلائے اور اُس کے باشندگان کی بہبودی اور فائدہ
 کیواسطے اس کا انتظام اور حکمرانی کرنے کی ہماری عین خواہش ہے۔ اُن کی
 سرفہ الحالی میں ہماری قوت ہے۔ اُن کی خوشنودی اور رضامندی میں ہماری
 حفاظت اور اُن کی احساسندی اور شکر گزاری ہی ہمارا عمک انعام ہے۔
 قادر مطلق خدا ہمارے ماتحت صاحب اختیاروں کو ہماری رعیت
 کی بہبودی کیواسطے ہماری یہ خواہشیں پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

یکم۔ نومبر ۱۹۰۲ء

غدر کا خاتمہ۔ اس اعلان کے بعد غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ اور جب ہر طرح کا امن
 و امان ہو گیا۔ تو وائسرائے ہند نے ایک اہستہ عام سورج ۸ جولائی ۱۹۰۲ء کو

مشترکاً متہ غرض و اظہار اطمینان جاری فرمایا۔ اور عام طور پر تعطیل دیکر خوشی منائی گئی۔ اور جن عالی قدر ریشوں نے گورنمنٹ کو امدادی بھیجی۔ اُن کو سبذات اور بعض کو جاگیرات بھی عطا فرمائیں۔ اور وہ سب کے سب گورنمنٹ کے وفادار رؤسائے ماتحت قرار دیئے گئے۔

فصل نہم

عہدِ ملکہ و کٹوریہ میں ہندوستان کی طرزِ حکومت

وائسرائے کا منصب۔ ملکہِ معظمہ کے وقت میں ہندوستان کے گورنر جنرل کو وائسرائے کا منصب بھی عطا کیا گیا۔ جس کے ماتحت تمام صوبوں کے گورنر اور لفٹننٹ گورنر اور چیف کمشنر قرار دیئے گئے۔ اور وائسرائے کا صدر مقام کلکتہ قرار پایا۔ جس کے ساتھ ایک کونسل وضع آئین و قوانین کی مقرر کی گئی۔ جو ہندوستان کے لئے قانون بنایا کرتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ کونسلیں بعض دیگر صوبہ جات کی لوکل گورنمنٹوں کو بھی دی گئیں۔ انصاف و عدالت کے لئے جتنا گانا محکمہ جات مقرر ہوئے۔ اور بڑے بڑے صوبوں میں انپری چیف کورٹ اور ہائی کورٹ عدالت اخیر مقرر کی گئی۔ اور گورنمنٹ کو عدالتوں سے کوئی ظاہری تعلق نہ رہا۔

ملکی عہدہ دار۔ ہر صوبہ کے تمام افسران کی نگرانی اُس کے حاکم اعلیٰ کے متعلق ہوئی۔ اور پھر سب کا افسر وائسرائے تسلیم کیا گیا۔ اگر جتنے چھوٹے برے کونسلڈ (مستعمد) عہدہ دار ہیں۔ خواہ وہ کسی محکمہ میں کام کرتے ہوں۔ سکریٹری اور سنٹیٹ کی منظوری سے مقرر ہوتے اور پنشن پاتے ہیں۔ اور وہیں کی منظوری سے

موقوف ہو سکتے ہیں۔ لیکن دائرہ اسے کی تحریر پر منظوری بھی گویا لازمی ہے۔
فوجی انتظام کا مدار علیہ کمینڈر انچیف ہوتا ہے۔ اور جس قدر فوجی تقریباً
 یا تبدیلیاں وغیرہ ہوتی ہیں سبکی وہی منظوری دیتا ہے۔ ہر ایک صوبہ میں
 کمانڈر ٹنگ افسر مقرر ہیں۔ اور وہ سب کمینڈر انچیف کے ماتحت ہیں۔ فوج
 مختلف اور مناسب مقامات میں چھاؤنیاں ڈال کر رہتی ہے۔ کل فوج ہندوستان
 میں قریباً دو لاکھ رہتی ہے۔ جس میں سے ساٹھ ہزار گورہ فوج ہے۔ اور ایک لاکھ تیس
 ہزار ہندوستانی۔ لیکن رعایا کی اندرونی محافظت اور امن و امان کی نگہداشت
 اور جراثیم کی بندش کا کام محکمہ پولیس کے متعلق ہے اور وہ سول حکام کے ماتحت ہے۔
ریل اور تار و ڈاک ملک کے بہت سے حصوں میں لشت کر گئی ہے۔ اور
 دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور بالخصوص محکمہ ڈاک نہایت ہر دلغیزی کے ساتھ
 ہر طرف کام کر رہا ہے۔ ڈاک کا انتظام گورنمنٹ کے خاص اپنے ہاتھ میں ہے
 اور ریلوے کا کام کچھ تو گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ اور باقی پرائیمریزوں کی
 سوداگر کمپنیوں نے روپیہ لگا کر کھا ہے۔ اور یہ تینوں صیفے انگریزی برکائیس
 سب سے اعلیٰ ہر دلغیزی اور کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔
ہندوستان کے صومے یعنی پریسڈنسیاں اس وقت بارہ ہیں
 جن کا پتہ نقشہ ذیل سے بجائے گا۔

نام پریسڈنسی	نام صدر مقام	حاکم اعلیٰ کا عہدہ	انتظامی عدالت	قانونی کونسل
مدرا	مدرا	گورنر	مائی کورٹ	ہے
بمبئی	بمبئی	گورنر	مائی کورٹ	ہے
بنگال	کلکتہ	لفٹننٹ گورنر	مائی کورٹ	ہے

ہے	لفٹنٹ گورنر	مالک آباد	مالک ٹالہ
ہے	چیف کورٹ	لنکون	برہما
ہے	چیف کورٹ	لامپور	پنجاب
نہیں	جوڈیشل کمشنری	شیلانگ	آسام
نہیں	جوڈیشل کمشنری	ناگپور	مالک متوسط
نہیں	کشنر	ایلیچپور	برار
نہیں	کشنر	مرکرا	کورگ
نہیں	کشنری	اجمیر	اجمیر میروارہ
نہیں	کشنری یا جگہ سسٹم	پشاور	جدید صوبہ بہاری
ہندوستان کے محکام کی تختہ اہات حسب ذیل ہیں۔			

نام عہدہ	نام عہدہ	نام عہدہ	نام عہدہ
۸۳۳۳	لفٹنٹ گورنر مالک مغربی و شمالی	۲۵۸۰۰	گورنر جنرل و ایسٹ ہند
۸۰۰۰	اخراجات خانگی و سفر خرچ	۲۲۴۳	اسٹاف و اخراجات خانگی
۸۳۳۳	لفٹنٹ گورنر پنجاب	۱۰۰۰۰	گورنر مدراس
۷۱۸۱	اخراجات خانگی و سفر خرچ	۸۰۰۰	بہتہ و اخراجات سفر
۹۰۰۰	چیف جسٹس بنگال	۱۰۰۰۰	گورنر بمبئی
۶۴۰۰	ہر ایک ممبر کونسل آف گورنر جنرل	۸۰۰۰	بہتہ و اخراجات سفر
۵۰۰۰	چیف جسٹس مدراس	۶۴۰۰	پریزیڈنٹ کونسل آف گورنر جنرل
۵۰۰۰	چیف جسٹس بمبئی	۸۳۳۳	لفٹنٹ گورنر بنگال
۴۱۶۶	چیف کمشنر آسام	۲۷۲۶	اخراجات خانگی و سفر خرچ

نام عہدہ	نام عہدہ	نام عہدہ	نام عہدہ
چیف کمشنر مالک متوسط	۲۱۶۶	ہرنج بمبئی کورٹ	۳۷۵۰
لفٹنٹ گورنر برہما	۸۳۳۳	ہرنج چیف کورٹ پنجاب	۳۵۰۰
کمشنر سرحد و جمہوریت کورگ و بلار	۲۰۰۰	چیف جج پنجاب	۳۷۵۰
ہر ممبر کونسل مدراس	۵۱۱۶	کمشنر پرمٹ وغیرہ	۳۵۰۰
ہر ممبر کونسل بمبئی	۵۱۲۰	سروس اینڈ سیٹلمنٹ کمشنر	۳۸۰۰
ہرنلڈینٹ حیدر آباد دکن	۲۸۲۰	فرسٹ گریڈ جج و سشن جج	۳۷۵۰
ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ	۲۰۰۰	پولیسٹیکل ریزیدینٹ عدالت	۳۰۰۰
ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند	۲۰۰۰	پولیسٹیکل ایجنٹ کاٹھیاوار	۲۵۰۰
ایجنٹ گورنر جنرل بڑودہ	۲۵۰۰	پولیسٹیکل ایجنٹ کوٹھیاوار	۲۱۰۰
ایچ۔ ای۔ کمانڈر انچیف	۵۸۳۴	منٹ ماسٹر	۳۰۰۰
ایڈیشنل ممبر کونسل بمبئی	۲۲۳۵	کمشنر سالٹ روئیو	۲۵۰۰
چیف سکریٹری بمبئی	۳۷۵۷	ڈائریکٹر سسرٹھ تعلیم	۲۵۰۰
پولیسٹیکل سکریٹری	۳۱۲۵	سر جنرل	۲۵۰۰
جنرل کمانڈنگ فوئرن	۳۵۰۰		

ہندوستان کی دیسی ریاستیں - چھوٹی چھوٹی تو بہت زیادہ ہیں مگر جن ریاستوں کو اپنے ہاں دیوانی فوجداری اختیارات حاصل ہیں اور اتو اپنا سلامی بھی مقرر ہیں وہ ایک سو تیرہ ہیں۔ ان کی نگہداشت کے لئے بڑی ریاستوں میں جابجا ریزیدینٹ مقرر ہیں۔ اور عام طور پر راجپوتانہ اور نٹرال انڈیا میں ایجنٹ گورنر جنرل مقرر ہیں۔ جو اپنے خاص انتظامات سے اپنے اپنے

حلقہ کی ریاستوں کی خبر گیری رکھتے ہیں۔ یہ تمام ریاستیں گورنمنٹ کے ماتحت باجگذار شمار کی جاتی ہیں۔ اور دین بدن ان میں انگریزی انتظام کی تقلید ہوتی جاتی ہے۔ ان کل دیسی ریاستوں کا رقبہ قریب چھ لاکھ مربع میل کے اور آبادی موجودہ انداز سے قریب سات کروڑ نفوس کے ہے۔ مشہور ریاستوں کا نقشہ یہ ہے۔

اسلامی ریاستیں

سلسلہ	نام ریاست	رقبہ ریاست برسائے	آبادی ریاست	خراج کنٹینٹ	اتواب اسلامی	ملاقات ریڈیٹنٹی	سال عہد نامہ
۱	حیدر آباد دکن	۹۸۰۰۰	۱۰۰۵۰۰۰	کل آمدنی ملک برابر	۳۱	ریڈیٹنٹی مستقل	سنہ ۱۸۹۸ و ۹۹
۲	بہوپال	۸۲۰۰	۹۵۴۹۱	دو لاکھ	۱۹	سیپور	سنہ ۱۸۸۱ء
۳	بہاولپور	۲۲۰۰۰	۶۴۰۰۰۰	خراج نہیں دیٹی گورنمنٹ دوستانہ انکی مدد کرتی ہے	۱۷	پنجاب	سنہ ۱۸۳۸ء
۴	جونپور محبوب قہ برایت کاٹیاواڑ ہنود	چندرہ لاکھ	۳۸۰۰۰۰	۲۸۳۲۰۰	۱۱	کاٹیاواڑ	سنہ ۱۸۰۷ء
۵	رام پور	۹۴۵	۱۴۶۰۰۰	۵۱۰۰۰۰	۱۳	ریڈیٹنٹی	سنہ ۱۸۷۷ء

نمبر	نام ریاست	رقبہ ریاست مربع	آبادی ریاست	خراج کنٹینٹ	التواپ سلطانی	علاقہ ریاست	سال
۶	گڑناب	۲۶۳۰	۱۱ لاکھ	۲۳۸۰۲۹	۱۷	دیوانی	۱۸۱۷
۷	جادرہ	۸۷۲	۷۹۹۳۰	۱۰۸۳۳۳	۱۳	مالوہ	۱۸۱۷
۸	راڈ پور	۸۳۳	۵ لاکھ	۹۲۰۰۰	۱۱	اجنبی	۱۸۱۷
۹	پالپور	۲۳۸۴	۴ لاکھ	۲۱۶۰۰۰	۱۱	پالپور	۱۸۱۷
۱۰	کھمبی	۳۵۰	۳۵۰۰۰	۱۷۵۰۰۰	۱۱	مبئی	۱۸۱۷
۱۱	منیر پور	۹۱۰۹	۳۲۰۰۰	-	-	سندھ	۱۸۳۳
۱۲	مالیر کوٹہ	۱۶۵	۲ لاکھ	۷۱۰۵۱	۹ و ۱۱	پنجاب	۱۸۴۲
۱۳	باؤنی	۱۲۷	ایک لاکھ	۱۷۰۵۵	۱۱	پونڈیکش	۱۸۴۲
۱۴	بالاسور	۱۸۹	۸۰۰۰۰	۴۶۰۰۰	۹	ربوگنٹا	۱۸۳۸
۱۵	کورواٹی	۰۰۰	۰۰۰۰	۰۰۰۰۰	۹	۰	۰

ریاستہائے ہندو

۱	اجر گڑھ	۸۰۲	۲۳۵۰۰۰	۸۱۲۵۴	۷۰۱۳	بنڈیکش	۱۸۰۷
۲	علی راجپوت	۸۰۰	۲۰۰۰۰۰	۵۶۸۲۷	۱۰۰۰	سندھ	۱۸۰۷
۳	الور	۳۰۰۰	۲۳۰۰۰۰	۱۸۳۹۲۶	۱۵	راجپوتانہ	۱۸۰۳

ردیف	نام ریا	رقبہ ریاست میل مربع	آمدنی ریاست بحال	آبادی ریاست	اخراج کشجنت	اقواب صلای	علاقہ رشدی	سال عہد نامہ
۴	بالکند	۶۴۲	۱۰۲۸۳۶	۳۲۰۰۰	۷۳۵۱	۹	سورت	۱۸۲۵
۵	بالسوار	۱۵۰۰	۳۰۰۰۰۰	۱۵۲۰۷۵	۳۹۱۲۹	۱۵	راجپوتانہ	۱۸۱۸
۶	بریا	۸۱۳	۱۷۵۰۰۰	۵۳۰۰۰	۱۰۰۰۰	۹	راجپوتانہ	۱۸۰۳
۷	بڑودہ	۴۴۹۹	۱۰۲۵۰۰۰	۲۵۸۸۹۹	نہارو	۲۱	گجرات	۱۸۴۵
۸	بڑوانی	۲۰۰۰	۵۷۶۷۵	۵۷۶۷۵	ایضاً	۹	سورٹ	۱۸۴۵
۹	بنال	۹۸۵	۸۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۲۹۸۶۰۰	۱۳	الہ آباد	۱۸۲۵
۱۰	بردندہ	۲۳۰	۲۸۰۰۰	۱۷۲۸۲	نہارو	۹	بونڈیل کھنڈ	۱۸۷۷
۱۱	بھادنگر	۰	۲۵۰۰۰۰	۸۱۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰	۱۱	کاشیپور	۱۸۰۷
۱۲	بہرپور	۱۹۷۷	۲۸۷۵۰۰	۶۴۵۵۴	نہارو	۱۷	راجپوتانہ	۱۸۰۵
۱۳	بجاول	۹۲۰	۲۲۵۰۰۰	۱۱۳۲۸۵	ایضاً	۱۱	بونڈیل کھنڈ	۱۸۱۱
۱۴	بیکانیر	۲۴۰۰۰	۱۰۲۸۳۶	۵۰۹۰۲۱	ایضاً	۱۷	راجپوتانہ	۱۸۰۱
۱۵	بونڈی	۲۳۰۰	۸۰۰۰۰۰	۲۵۲۷۰۱	۱۲۰۰۰۰	۱۷	راجپوتانہ	۱۸۱۱
۱۶	کشمیر	۶۸۰۰۰	۲۳۳۴۰۰	۱۵۴۰۰۰	نہارو	۱۹	پنجاب	۱۸۴۶
۱۷	چمب	۲۳۱۶	۱۸۹۴۰	۱۱۵۷۷۶	۵۰۰۰	۱۱	پنجاب	۱۸۴۵
۱۸	چترپور	۱۲۴۰	۲۵۰۰۰۰	۱۶۴۲۶۹	چرام آمدنی ریا	۱۱	بونڈیل کھنڈ	۱۸۰۷
۱۹	چیکھاری	۸۶۱	۵۰۰۰۰۰	۱۲۳۶۱۵	۸۵۸۳	۱۱	بونڈیل کھنڈ	۱۸۱۱
۲۰	چٹاودپور	۸۷۳	۳۰۰۰۰۰	۷۳۰۰۰	۸۸۶۹	۹	راجپوتانہ	۱۸۲۰
۲۱	کوچین	۱۳۶۱	۱۲۸۵۱۴	۶۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۱۷	مدرا	۱۸۰۹

ردیف	نام زمین	رقبہ پیمائش	آبادی	خراج	سلامی	علاقہ	سال
ردیف	نام زمین	رقبہ پیمائش	آبادی	خراج	سلامی	علاقہ	سال
۲۳	دیشا	۲۸۰	۱۰۰۰۰۰	۱۸۲۵۹۸	۱۵۰۰۰	۱۵	۱۸۰۴
۲۴	دیواس	۲۵۴۹	۶۱۱۸۹۰	۷۳۹۴۰	۳۵۰۰۰	۱۵	۱۸۰۴
۲۵	دھار	۲۵۰۰	۸۰۰۰۰۰	۱۲۵۲۴۴	۱۹۶۵۶	۱۵	۱۸۱۹
۲۶	دھرم پور	۷۱۳۱	۲۵۰۰۰۰	۷۴۴۰۰۰	۷۰۰۰	۹	۱۸۱۹
۲۷	دھرتی	۰	۱۵۰۰۰۰	۱۹۰۰۰۰	۰	۹	۱۸۰۶
۲۸	دھرم پور	۱۶۰۰	۱۱۰۰۰۰	۲۴۵۹۵۷	ایضاً	۵	۱۸۰۴
۲۹	دھرم پور	۲۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۰	ایضاً	۱۵	۱۸۰۶
۳۰	دھرم پور	۱۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	۱۵۳۳۸۱	۲۷۳۸۷	۱۵	۱۸۱۸
۳۱	ایشر	۰	۲۵۰۰۰۰	۲۵۸۰۰۰	۳۰۳۹۹	۱۵	۱۸۰۳
۳۲	فرید کوٹ	۶۰۰	۳۰۰۰۰۰	۹۷۰۳۴	ندارد	۱۱	۱۸۶۳
۳۳	گرمال	۴۱۸۰	۸۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	ندارد	۱۱	۱۸۰۴
۳۴	گرمال	۰	۸۸۰۰۰۰	۱۴۰۰۰۰	ندارد	۹	۱۸۰۶
۳۵	گرمال	۳۳۱۱۹	۱۵۰۰۰۰	۲۹۶۲۹۵	۱۹۶۵۶	۱۹	۱۸۰۶
۳۶	اندور	۸۰۰۰	۵۰۰۰۰۰	۱۰۵۴۲۲۷	۲۳۸۱۵۲	۱۹	۱۸۱۸
۳۷	جیپور	۵۲۵۰۰	۲۷۵۰۰۰	۲۵۲۲۳۵۷	۲۰۰۰۰	۷	۱۸۰۶
۳۸	جیسلمیر	۱۲۵۵۰	۱۰۰۰۰۰	۱۰۱۱۴۳	۰	۱۵	۱۸۰۶
۳۹	جھانوا	۱۵۰۰	۲۲۵۰۰۰	۹۲۹۳۵	۱۴۷۴۴	۱۱	۱۸۰۶
۴۰	جھانوا	۲۵۰۰	۱۶۰۰۰۰	۳۴۰۴۸۸	۸۰۰۰۰	۱۵	۱۸۰۶
۴۱	جین	۱۲۳۶	۶۵۰۰۰۰	۲۴۴۸۶۲	۲۵۰۰۰	۱۱	۱۸۰۶

سال	علاقه	اتواب	خساج	آبادی	آمدنی ریاست	رقبه ریاست	ریاست	نام	ردیف
عهدنامه	ریاست	سالی	کنجنت	ریاست	ریاست	ریاست	ریاست	ریاست	ریاست
۱۸۱۴۵۵	بمبئی	۱۴	۱۸۴۶۲۹	۵۱۲۰۸۲	۱۳۰۰۰۰	۶۵۰۰	لکھنؤ	۱	۱۸۱۴۵۵
۱۸۱۵	کنشیری	۱۵	ندارد	۸۴۵۲۹	۱۰۰۰۰۰	۲۲۸	کابل	۲	۱۸۱۵
۱۸۱۵	ایضا	۱۱	۱۸۱۰۰۰	۲۵۲۹۱۴	۴۰۰۰۰۰	۸۰۰	کابل	۳	۱۸۱۵
۱۸۱۴	راجپوتانه	۱۴	ندارد	۱۲۸۴۴۰	۵۰۰۰۰۰	۱۸۴۰	قرولی	۴	۱۸۱۴
۱۸۱۵	سرحد	۰	ندارد	۰	۲۰۰۰۰	۳۴۲۵	کابل	۵	۱۸۱۵
۱۸۱۹	جنوبی	۰	۱۳۱۳۸	۰	۱۴۵۰۰۰	۲۰۲	کابل	۶	۱۸۱۹
۱۸۱۵	راجپوتانه	۱۵	ندارد	۱۱۲۴۲۳	۱۲۰۰۰۰	۴۲۲	کابل	۷	۱۸۱۵
۱۸۱۵	بمبئی	۱۹	ندارد	۸۰۳۰۰	۲۰۲۶۲۳۳	۳۱۸	کابل	۸	۱۸۱۵
۱۸۱۴	راجپوتانه	۱۴	۳۸۳۴۲۰	۵۱۴۲۴۵	۲۲۰۰۰۰۰	۵۰۰۰	کابل	۹	۱۸۱۴
۱۸۴۳	بنگال	۱۳	۴۴۴۰۰	۵۳۲۰۰	۱۰۰۰۰۰	۱۳۰۹	کابل	۱۰	۱۸۴۳
۱۸۰۶	کابل	۹	ندارد	۲۴۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۰	کابل	۱۱	۱۸۰۶
۱۸۲۲	ربوکنٹا	۹	۱۸۰۰۲	۴۵۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	۳۸۸	کابل	۱۲	۱۸۲۲
۱۸۴۹	مدراکس	۲۱	۲۲۵۰۰۰	۵۱۴۰۰۰	۱۲۹۴۲۳	۲۴۰۴۴	کابل	۱۳	۱۸۴۹
۱۸۲۷	کنشیری	۱۱	۱۰۰۰۰	۱۴۲۹۱۴	۳۴۵۰۰۰	۱۲۰۰	کابل	۱۴	۱۸۲۷
۱۸۱۵	کنشیری	۱۱	ندارد	۱۲۴۰۰۰	۵۰۰۰۰	۳۰۰	کابل	۱۵	۱۸۱۵
۱۸۱۵	راجپوتانه	۱۴	۲۰۸۰۰۰	۱۴۲۹۸۲	۲۵۰۰۰۰	۳۵۰۰	کابل	۱۶	۱۸۱۵
۱۸۱۵	ایضا	۱۹	۲۵۰۰۰۰	۱۲۹۲۲۵	۴۳۰۰۰۰	۱۱۹۱۳	کابل	۱۷	۱۸۱۵
۱۸۶۴	کابل	۱۱	ندارد	۹۱۰۰۰	۴۵۵۰۰۰	۰	کابل	۱۸	۱۸۶۴
۱۸۱۵	پونڈیل	۹	ندارد	۸۱۴۰۹۲	۸۰۰۰۰	۲۰۰۰	کابل	۱۹	۱۸۱۵

ردیف	نام ریا	رقعت حساب مربع میل	آمدن ریا بحساب روست	آبادی ریاست	خراج کشیک	اتواب سلطانی	علاقه رضیعتی	سال عبدالنامه
۴۰	نایب	۸۴۳	۴۵۰۰۰	۴۲۱۸۲۲	۵۰ سوار	۱۱	کشیک سلج	زبانی
۴۱	ناگود	۴۵۰	۱۵۰۰۰	۶۹۶۲۹	نماد	۹	بوزیل کشیک	زبانی
۴۲	شنگر	۴۲۰	۴۰۰۰۰	۱۱۲۲۲۶	۵۰ سوار	۱۱	جندی بوبک	۱۱۸۱۰
۴۳	نواکمر	۰	۱۵۰۰۰۰	۳۳۹۱۰۰	۵۰ سوار	۱۱	کاشیاوار	۱۱۸۰۰
۴۴	پرتاج	۱۲۴۰	۴۰۰۰۰	۶۹۵۶۸	۶۲۰۰	۱۵	راجوانه	۱۱۸۰۰
۴۵	پنا	۲۵۵۵	۵۰۰۰۰	۲۲۶۳۰۹	۹۲۰۵۵	۱۱	بوزیل کشیک	۱۱۱۱۰
۴۶	پیشا	۰	۳۰۰۰۰	۴۲۴۱	نماد	۹	کاشیاوار	۱۱۸۰۰
۴۷	پشیا	۵۲۱۲	۲۲۰۰۰۰	۱۲۲۲۲۲	یکصد نفر	۱۴	کشیک	زبانی
۴۸	پور بند	۰	۴۰۰۰۰	۶۳۰۰۰	۲۱۳۰۰	۱۱	کاشیاوار	۱۱۸۰۰
۴۹	راج پنا	۱۵۱۲	۰	۱۲۰۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۱	رلوکتا	۱۱۸۰۰
۵۰	راجکوت	۰	۱۶۰۰۰۰	۶۳۰۰۰	۱۸۵۹۱	۰	کاشیاوار	۱۱۸۰۰
۵۱	ریوان	۱۳۰۰	۲۵۰۰۰۰	۲۵۵۱۲۲	نماد	۱۴	بوزیل کشیک	۱۱۱۲
۵۲	رنام	۱۳۰۰	۵۸۰۰۰۰	۸۶۳۱۲	۴۲۰۰۰	۱۱	ماره	۱۱۸۰۰
۵۳	سمت	۱۴۵	۴۰۰۰۰۰	۲۸۴۲۳	نماد	۱۱	بوزیل کشیک	۱۱۱۲
۵۴	ستودار	۹۰۰	۲۹۲۰۰۰	۵۰۰۰۰	نماد	۹	بیبی	۱۱۸۰۰
۵۵	سودی	۳۲۰۰	۱۱۰۰۰۰	۱۲۲۹۰۰۰	۶۵۰۰	۱۵	راجوانه	۱۱۲۳
۵۶	سلانه	۵۰۰	۱۲۱۲۰۰	۲۹۶۲۳	۴۲۰۰۰	۱۱	مالوه	۱۱۸۰۰
۵۷	سوزنا	۱۰۹۴	۲۸۵۰۵۲	۱۱۲۲۴۱	نماد	۱۱	کشیک	۱۱۸۰۰
۵۸	سیتا	۳۵۰	۱۵۰۰۰۰	۳۰۸۳۹	۵۰۰۰	۱۱	مالوه	۱۱۸۰۰

ردیف	نام ریاست	رتبہ ریاست	آمدنی ریاست	اُبادی ریاست	خراج	اتواب	علاقہ	سال
۱	ریاست	بحساب میل	بحساب روپیہ	ریاست	کنٹینٹ	سلافی	ریزیدنٹ	عہد نامہ
۷۹	سوات	۳۹۴	۸۰۰۰۰	۸۰۰۰۰	۷۰۰۰۰	۹	ربو اکتا	۱۹۱۵ء
۸۰	سوکیت	۴۲۰	۶۷۵۳۲	۵۲۳۳۳	۱۱۰۰۰	۱۱	کشنری سٹیج	۱۹۳۴ء
۸۱	پشتر	۳۸۴	۱۸۶۶۳۳	۷۵۰۰۰	۶۷۷۰۰	۱۳	کشنری شمال و مشرق	۱۸۹۵ء
۸۲	ٹراڈنگو	۶۶۵	۵۳۵۰۰۰	۳۳۳۰۰۰	ندارد	۱۹	مد راس	۱۹۵۵ء
۸۳	اورچہ	۳۰۰	۹۰۰۰۰	۳۱۱۵۳	ندارد	۱۹	بورڈ پیکمنڈ	۱۹۱۵ء
۸۴	بروڈل	.	۳۵۰۰۰	۵۶۳۳۵	۲۳۳۹۷	۹	کاشپا وارڈ	۱۹۰۷ء
۸۵	وٹخانیر	.	۱۲۵۰۰۰	۳۹۰۰۰	ندارد	۹	کاشپا وارڈ	۱۹۰۷ء
۸۶	راجپور	۳۴۳	۳۵۰۰۰	۱۱۷۵۳۳	۸۵۰۰۰	۱۱	آبٹھی ہویال	۱۹۱۵ء

خود مختار ریاستیں۔ ہندوستان کے شمال میں افغانستان ایک خود مختار ریاست سلطنت ہے۔ جس پر نیا الملت والدین امیر عبدالرحمن خان صاحب حکمران ہیں ان کے دربار میں ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ خیر بہت ہے۔ اور اس طرح ایک انکسپیر وائس ہند کے دربار میں موجود رہتا ہے۔ افغانستان کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ وہ اس حفاظتی فوج رکھ کے اپنے ملک کو مستحکم کر سکیں۔ اور ہر وقت حملہ رو سے سرورہ انگلستان کے ساتھ ملکر دفاعت کریں۔

ان کے علاوہ سرحد کے بعض خود مختار فرقوں کے ملکوں کو بھی معقول وظایف اس غرض سے دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے ملک میں امن کے ساتھ رہیں اور سرکار کے وفادار بنے رہیں۔

ماسوا ان کے بہو مان (رتبہ) نیپال اور تھم کی ریاستیں بھی تھیں خود مختار ہیں

اور ان کے دکلاء بھی وائیسرائے ہند کے حضور میں حاضر رہتے ہیں۔

سفرائے دول یوروپ - ہندوستان چونکہ ایک زرخیز ملک ہے

اور قریباً یوروپ کی تمام سلطنتوں سے یہاں تجارتی اشیاء آتی رہتی ہیں۔ لہذا

تجارتی تعلقات اور پولیٹیکل وجوہات پر اکثر دول یوروپ کے سفیر بھی وائیسرائے

ہند کے مان رہتے ہیں۔ بلکہ وائیسرائے کے سوا بنا دیر بھی وہ اس وکرائی

میں بھی رہتے ہیں۔ جن نمائندگ کے سفیر یہاں رہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اٹلی - ۲۔ آسٹریا ہنگری - ۳۔ اٹلی - ۴۔ امریکہ - ۵۔ ایران - ۶۔ بیلیجیم

۷۔ ہنگال - ۸۔ ترکی - ۹۔ جرمنی - ۱۰۔ چلی - ۱۱۔ ڈنمارک - ۱۲۔ سویڈن ناروے

۱۳۔ سیام - ۱۴۔ روس - ۱۵۔ فرانس - ۱۶۔ ہند - ۱۷۔ ہسپانیہ - ۱۸۔ یونان

ہندوستان کے وائیسرائے - ملکہ عظیمہ کے عنان حکومت ہند

سنبھالنے کے بعد یہ صاحبان ہوتے ہیں۔

۱۔ لارڈ کےنگ - ۲۔ لارڈ لٹن - ۳۔ لارڈ کیننگ

۴۔ لارڈ کاننگ - ۵۔ لارڈ ڈیرن - ۶۔ لارڈ ڈیرن

۷۔ سر جان چارلس - ۸۔ لارڈ ڈفرن - ۹۔ لارڈ ڈفرن

۱۰۔ لارڈ ڈفرن - ۱۱۔ لارڈ ڈفرن - ۱۲۔ لارڈ ڈفرن

۱۳۔ لارڈ ڈفرن - ۱۴۔ لارڈ ڈفرن - ۱۵۔ لارڈ ڈفرن

۱۶۔ لارڈ ڈفرن - ۱۷۔ لارڈ ڈفرن - ۱۸۔ لارڈ ڈفرن

۱۹۔ لارڈ ڈفرن - ۲۰۔ لارڈ ڈفرن - ۲۱۔ لارڈ ڈفرن

۲۲۔ لارڈ ڈفرن - ۲۳۔ لارڈ ڈفرن - ۲۴۔ لارڈ ڈفرن

۲۵۔ لارڈ ڈفرن - ۲۶۔ لارڈ ڈفرن - ۲۷۔ لارڈ ڈفرن

۲۸۔ لارڈ ڈفرن - ۲۹۔ لارڈ ڈفرن - ۳۰۔ لارڈ ڈفرن

۳۱۔ لارڈ ڈفرن - ۳۲۔ لارڈ ڈفرن - ۳۳۔ لارڈ ڈفرن

۳۴۔ لارڈ ڈفرن - ۳۵۔ لارڈ ڈفرن - ۳۶۔ لارڈ ڈفرن

باب ششم

ملکہ و کوٹریہ کے سلطنتی جشن

فصل اول

جشن قیصری

جشن تاج پوشی اور جشن شادی کا تذکرہ ناظرین اس سے پہلے ابواب میں پڑھ چکے ہیں۔ ان کے بعد ہندوستان کی عنان حکومت اپنے دست خاص میں لینے کے باعث شہداء میں ملکہ معظّمہ نے ”قیصر ہند“ کا خطاب قبول فرما کر ایک جشن عام منعقد فرمایا۔ جو تاریخ میں اپنی عظمت و شان و تکرار و احتشام کے باعث خاص طور پر یادگار رہے۔ جس کے لئے ۱۲-۱۰ اپریل ۱۹۱۱ء کو ملکہ معظّمہ کے مہر و دستخط سے اس مضمون کا اعلان نافذ ہوا۔ کہ آپ اپنے القاب و خطاب میں قیصر ہند کا خطاب انفرادی فرمائی ہیں۔ اور سرکاری اوفیس میں ہند کے مراسلہ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۱ء کے ذریعہ گورنمنٹ ہند کو اس تزیین معید پر ایک عایدشان دربار منعقد کرنے کی ہدایت دی گئی۔ تاکہ ہندوستان کی تمام جماعتوں میں اس امر کا خاطر نماہ اعلان ہو جائے۔ اور ہندوستانی رعایا پر اپنے تعلقات کا تلقین برطانیہ سے پیوستہ ہو جانا بخوبی ظاہر ہو جائے۔

ہندوستان میں دربارِ قیصری کا اعلان - لارڈ لٹن صاحب برہم جو اُس وقت ہندوستان کے گورنر جنرل و وائس رائل تھے - انہوں نے ملکہ محمد کے اس منشاء سے واقف ہو کر تمام ملک میں اپنے ایک خاص اعلان کے ذریعہ مشہور فرمایا کہ اس تقریب سعید پر ہندوستان کے قدیمی دارالسلطنت دہلی میں یکم جنوری سنہ ۱۸۵۷ کو دربارِ قیصری منعقد کیا جائے گا جس کے مطابق تمام ہندوستان ہندوستان اور دالیان ریاست ہائے ہند کی خدمت میں دعوتی مراسلے روانہ کئے گئے اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ طیاریاں ہونے لگیں۔

دہلی میں دربارِ قیصری - واقعی نہایت موزون تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھی اُس موقع پر جو انتہام کیا گیا تھا۔ غالباً اُس کے بعد کبھی دیکھنے میں نہیں آیا ہندوستان کے تمام راجے مہاراجے۔ نواب۔ خواتین۔ رئیس۔ درباری۔ ایڈمنسٹریٹرز اخبارات۔ اُردو و انگریزی۔ معززین و عوامین اس موقع پر گورنمنٹ کے یہاں پہنچے تھے۔ اور ان کی جہاندارہ کی مراسم نہایت فراخ دلی اور انتظام کافی سے عمل میں لائی جا رہی تھیں۔ شہر کے باہریوں۔ خرگاہوں کا ایک طلسمی مگر اُجلا شہر آباد ہو گیا تھا۔ ہر طرف طرح طرح کے مختلف الا و ملع لوگ چلتے پھرتے ہستہ کھیلنے نظر آ رہے تھے۔ اور دریا دلی و فیاضی کی ریل پیل ہو رہی تھی۔ ایشیائی رئیسوں میں تو فیاضی۔ سیرجینی۔ جو دودھا۔ قُندی زیدریں۔ مگر اس موقع پر گورنمنٹ ہند نے بھی اس میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ ہزار ہا قیدی جو خفیف جرائم میں سزا یافتہ ہوئے تھے اسی خوشی میں رہا کر دیئے گئے۔ اور ہزار ہا کی قیدوں میں تخفیف کر دی گئی۔ ماسوا اس کے سوا وہ ایک عوض جو لوگ ہندوستان بہر کے دیوانی جیلخانہ جات میں قید تھے ان کا قرضہ گورنمنٹ نے اپنے پاس سے ادا کر کے رہا کر دیا۔ اور ہندوستان کے ہر ایک مقام پر چراغان اور دھبے ٹانسی ذرائع سے وہ اظہار خوشنودی

کیا گیا کہ تاج انگیزی میں یادگار رہیگا۔

دلیسی والیان ریاست مختلف صوبہ ہائے ہند کے گورنر اور بڑے بڑے ہمدرد
مؤمنکہ تمام مشاہیر ہند خیر و سیرت کے ایک دہلی پہنچ چکے تھے۔ ان سب کے بعد
ہزار یکسیلنسی نواب و ایسٹرن گورنر جنرل کشور ہند رولن افروز ہوئے۔
ان کے استقبال کو تمام مشاہیر ملک دلی شوق و محبت اور طاعت و ارادت
سے ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔ چنانچہ ۲۴ دسمبر کو لاہور کو لارڈ لکن صاحب
گورنر جنرل و ایسٹرن ہند کی سواری اس شانہ جلوس کے ساتھ شہر میں سے
ہو کر نکلی۔ جیسا کہ پرائے حکمرانان ایشیا کا دستور تھا۔ یہ جلوس بھی ایسا اٹھ
دید تھا کہ غالباً اس کے بعد خاک ہند نے نہ دیکھا ہوگا۔ جس طرح ہندوستان کے
ریشموں نے تجل و شان کے اظہار میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ ویسا ہی
سرکار نے بھی اظہارِ مسرت و شوکت میں کوئی کسر نہ دی تھی۔ جو راستہ سواری
کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے دورویہ دلیسی اور انگیزی سپاہ صف بستہ
تھی۔ اور پھر شوکت جلوس خود ایک مہل تک لمبا چلا گیا تھا۔

لطیفہ۔ جلوس کا یہ لطیفہ بھی قابلِ تحریر ہے کہ جلوس کے ساتھ چلتے ہوئے
ایک مہاراجہ صاحب دفعتاً اپنا ہتھی ایک طرف کو کر کے اپنے فرد گاہ کو تشریف
لے گئے۔ جس پر وائسرائے صاحب کو سخت طیش آیا۔ اور ان کے نام ایک پروانہ
جاری کیا گیا۔ کہ کیوں انہوں نے ایسی نازیبا حرکت ایسے جلوسِ بہت مانوس
کی تقریب میں جائز نہ رکھی۔ اس پر جو بڑے بڑے من خوب چرچا ہوا۔ اور خود وائسرائے
کو بھی بہت کچھ دھڑکا پیدا ہو گیا۔ کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہو۔ مگر جوں ہی وائسرائے ہند
بہادر کے فارل کمرٹری مہاراجہ صاحب سے ملے تو حقیقت حالِ من کے انکشاف
مقتضی ہوا۔ کیونکہ مہاراجہ صاحب کو اس وقت پاخانہ کی حاجت نے اس علیحدگی

مجبور کر گیا تھا۔

خیر اس کے بعد مختلف لمعاتیں اور بارز دیدیں ہوتی رہیں۔ اور انگریزی و
دو سناہ و آمد و شد بھی بہت اچھی طرح قائم ہو گئے۔ جس کے بعد یکم جنوری
کو وہ عظیم الشان دربار منعقد ہوا۔ جس کی خاطر سب صاحبان لاکھوں روپیہ کا
خرچ برداشت کر کے دہلی آئے تھے۔ اس دربار کی کیفیت کوئی کن لفظ طویل
لکھ سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ جہاد و جلال۔ سطوت و جبروت آرائش و زیبائش
انتظام و اہتمام سب اعلیٰ سے اعلیٰ اور بڑھ چڑھ کر تھا۔

اس تقریب کے متعلق ولادت میں بھی ایک عالیشان دربار اسی طرح منعقد
کیا گیا تھا۔ مگر ہندوستانی تعلقات کے لحاظ سے چونکہ اسی دربار کی پیچ زیادہ
کا رآمد اور سفید ہو سکتی ہے۔ اسلئے ذیل میں نواب دائیسرائے ہند کی تقریر
تیسری درج کی جاتی ہے۔

حضور دائیسرائے کی درباری پیچ

یہ کم و بیش ۱۸۵۷ء کو اعلیٰ حضرت مکہ معظمہ کے حضور سے ایک اشتہار جاری ہوا تھا۔ جس میں
ہند کے رئیسوں اور رعیت کی نسبت حضرت ممدوح کی طرف سے ایسے شاعرانہ الفاظ اور
خسروانہ خیالات کے اقرار درج تھے جنہیں وہ لوگ اپنے حق میں آج تک نہ سنا
سمجھتے ہیں۔ حضرت مکہ معظمہ کی طرف سے جن کے وعدہ کو کبھی نغرش نہیں ہوئی۔ انہوں
جو جو اقرار ہوئے تھے۔ ہماری زبان سے انکے اظہار ایفا کی کچھ حاجت نہیں۔ ان اظہار
برس کی رونق و سرسبزی روزانہ قروں خود انکا ایک ثبوت میر ہیں اور یہ جلسہ عظیمی انکی
تحکیل کی دلیل روشن ہے۔ اس سلطنت کے رؤساء اور رعایا جو اپنے اپنے موروثی
اعزاز پر مزاحمت برقرار اور اپنے اپنے مصلح و اچھی کی پیروی میں مخطوط رہے
ہیں انکے لئے زمانہ گذشتہ کی یہ سخاوت و معدلت آئندہ کیواسلئے پوری کفیل ہے

حضرت مکہ معظمہ نے جو خطاب قیصر ہند اختیار فرمایا ہے اُس کے اعلان کے لئے
 آج ہم لوگ جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو اس ملک میں حضرت مہر وح کے قائم مقام ہونے
 کی حیثیت سے لازم ہے کہ اُنکے کریمانہ الطاف کو جن کے باعث حضرت ممدوح نے القاب
 و منصب موردی کے اوپر یہ لقب اضافہ فرمایا ہے بیان کروں۔ حضرت ممدوح
 اپنے تمام ملک محروسہ میں سے جو دنیا کے ساتویں حصہ پر مشتمل ہیں اور جن میں پانچ
 کروڑ آدمی رہتے ہیں کسی ملک پر اس عظیم و قدیم سلطنت سے زیادہ توجہ نہیں رکھتیں
 مگر تو ہمیشہ اور برعکس قانون و کارگذار عمدہ و اسلامیین انگلشیہ کی سرکار میں ہوتے رہے
 ہیں لیکن جنگی دانائی اور شجاعت سے ہند کی سلطنت دولت انگلشیہ کے قبضہ اقتدار
 میں آئی اور قائم رہی اور اُن سے زیادہ نام آور کبھی نہیں ہوئی۔ اس کار نمایاں میں جس میں
 حضرت مکہ معظمہ کی کل انگریزی اور دیسی عیالائشائیت طور سے متفق رہی ہے اور ہر طبقے
 کے عظیم آئینان میں جن کے ساتھ مکہ معظمہ کا اتحاد ہے۔ یا جو انکی سلطنت کے تابع ہیں
 وہ اندازہ ہو خواہی معین و مددگار ہوئے ہیں۔ انکی سپاہ جنگ کی سختیوں اور فتح کی خوشیوں میں
 حضرت ممدوح کے افواج کی شریک رہی ہیں انکی وفاداری اور دانائی امن و امان کے
 فائدہ قائم رکھنے اور اُس کے خلع کرنے میں دولت انگلشیہ کی معاون ہوئی ہے۔ اور آج جو
 حضرت ممدوح کے خطاب قیصری اختیار کرنے کا روز سعید ہے اُن کا شریک ہونا اگر
 امر کی دلیل ہے کہ انکو حضرت ممدوح کی حکومت فیغریاں پر پورا اعتماد ہے اور اس سلطنت
 کے احکام میں انکا فائدہ ہے۔ حضرت ممدوح اُس سلطنت کو جو اُنکے ہندوگوں سے حاصل اور
 انکی ذات مقدس احکام پذیر ہوئی ہے۔ عزت جلیل سمجھتے ہیں۔ اور اس قابل جانتے ہیں کہ
 یہ ہمیشہ برقرار رہے۔ اور جو ان کا توں اُن کی اولاد کو پہنچے۔ اور اپنے قبضہ اقتدار میں رکھنے
 سے اپنے اوپر یہ فرض عین جلتے ہیں کہ اس ملک میں اس طرح حکمرانی فرمائیں کہ یہاں
 کی رعایا کے رفاه اور بہبود اور رؤسائے تابعین کے حقوق بڑی احتیاط کے ساتھ ملحوظ
 و مدنظر رہیں۔ اس لئے حضرت ممدوح کو منظور ہے کہ اپنے القاب پر ایک اور لقب ڈالیں
 جو آئندہ سب رؤساء اور رعایائے ہند کو اسطے ہمیشہ اس بات کی علامت رہے کہ طریق
 کی مصلحتیں واحد ہیں۔ اور اس دولت عظمیٰ کی خواہی اُس پر واجب جس خاندان کے
 پہلے ہند میں بہترین حکومت قائم کرنے کے لئے خداوند کریم نے دولت برطانیہ کو
 مقدر فرمایا اُن کا سلسلہ خلاطین عظام اور ملوک نیک نام سے خالی نہ تھا اُن کے جانشین

اپنی بے تدبیری سے سلطنت میں امن و امان قائم نہ رکھ سکے۔ فتنہ و فساد نے سلطنت
 ہند میں مرض کئیہ کی طرح جو کھڑی۔ اور بدعمری کا دورہ رہنے لگا مگر در زور آدروں کے
 شکار اور زبردست اپنی چوادر میں کے پھندے میں گرفتار رہے۔ غرض اس طرح خاندان
 عالی شان تیموریہ کے خونریزی کے متواتر سیلابوں سے کٹ کٹ کر اندرونی خصوصیتوں کے
 زلزلہ سے ہلکھلکا کر کھنڈہ گیا۔ اور بیٹھا ہی تھا کہ مالک شہر قی کی ترقی کا حامی رہا۔ اب
 بحالت قوانین جن میں کسی ملت و مذہب کا فرق نہیں ہے۔ رہا یا ہے۔ مدد و مدد میں سے
 ہر ایک متفق امن و امان کچھ خود زندگی لہر کا کرتا ہے۔ اور ہر شخص کو سرکار کی بے لوث ترقی کے
 باعث اس بات کی اجازت ہے کہ بلا غرض اپنے اپنے مذہب کے احکام و رسوم کو ادا
 کرے۔ قیصری اقتدار کا شہزادہ تختہ جو دراز کیا گیا ہے۔ وہ کسی کے برابر دیکھے اور دیکھنے
 کے لئے نہیں ہے بلکہ حمایت اور ہدایت کیو اسٹے ہے۔ اور سرکار کے حسن انتظام کو مستحکم
 ملک کی ترقی اور موبوں کی سرسبزی اور افزوں سے ہر جو کھ ظاہر و باہر ہے۔

اسے اہل طمانیہ کی منتظم اور اسے وفادار افسر یا فیض اثر بیچ اکثر آپ
 لوگوں پر حضرت محمد ص کی طرف سے انکی رضامندی اور اعتماد و کاپر کرتے ہیں۔ جتنے مغز
 افسر آپ سے پہلے گزرے ہیں اور جس استقلال سے اس سلطنت عظمیٰ کے فائدہ کے لئے انہوں
 نے محنتیں اٹھائی ہیں اور اس میں جیسی ہمت و ستم و حسن صداقت و جانفشانی کو کام فرمایا
 ہے۔ اس کی نظیر تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ آپ بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔ اموی
 کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن نیکو کاری کا موقع اس کے پاس
 کو ہمیشہ مل سکتا ہے۔ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے کہ کوئی حکومت اپنے ملازموں کے منصبوں کی
 جلد جلد ترقی کر سکے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ دولت و اختیاری کی لازمت میں سرکاری خدمتیں
 اور ذاتی جانفشانیوں خطابی مغزوں اور ذاتی منفعتوں کی توقع سے بڑھ کر ہمیشہ محرک معنی
 رہیں گی۔ ہندوستان کے نظام میں یہ بات ہمیشہ رہی ہے اور ہوگی کہ ہنات بانسراج
 اور مفید کام اکثر اعلیٰ منصبداروں کے حصے میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان صاحبانِ فہلوع
 سے متعلق رہیں گے۔ کہ درحقیقت جنی ہو شیار ہی اور بہت پر کمال انجام کا اچھا ہو نتیجہ
 ہے حضرت محمد ص کے ملازمان اہل قلم و اہل سیف جس خوبی کے ساتھ سارے ہند کو
 میں ایسی نازک اور مشکل خدمتیں سجالائے اور سجالائے ہیں جو بادشاہ اپنی رعایا میں سے
 نہایت محتاج کے سپرد کرے۔ انکی نسبت ملکہ معظمہ کی تحسین و توصیف کے اظہار میں مجھے مبالغہ

نکھایا نہیں۔ اسے اہل علم و اہل سیف ! جو نئے آغاز جوانی میں بڑی جواہری کے نصب
 پر مقرر ہوئے جو اور خوشی خوشی تن نہی کے ساتھ قواعد کی پابندی کرتے ہو۔ اور ہذا
 خاص انتظام سلطنت کے جیسے جیسے بہاری کام پہلائے ہو۔ اور پھر وہ بھی ایسے
 لوگوں میں رکھا جن کی زبان۔ مذہب۔ دستور بھاری بول چال بھاری ملت اور رسم
 و رواج سے مختلف ہے۔ اسلئے میری دعا ہے۔ کہ ہمیشہ مشکل کاموں کو نہایت استقلال
 اور نرمی کے ساتھ انجام دیتے وقت یہ خیال بھاری رہے کہ جس طرح ہم اپنی قوم کی
 نیکنامی قائم رکھتے اور اپنے مذہب کے پُر اشفاق احکام کی تعمیل کرتے ہیں اسی طرح
 اور سب قوموں اور قوموں کے لوگوں کو جو اس ملک میں بستے ہیں۔ حسن انتظام کے
 سبب بہاؤ و ناز سے مستفید کرتے رہیں۔ لیکن ملک ہند میں مغربی شائستگی کے دشمنان
 اصول کے برعکس حصول دولت کے وسائل کو جو براہِ برتری ہوتی ہے اس میں یہ
 ملک کچھ سرکاری کارروائیوں کا ہی مشور نہیں بلکہ ملک معطلہ کی رعایا میں سے اُن اہل فرنگ
 کا بھی مشکوکہ ہے۔ جو ہندوستان میں رہتے ہیں اور ملازمت سرکاری میں داخل نہیں
 اُن لوگوں کو تحت الحکومت اور ملک معطلہ کی ذاتِ خاص سے جو دلی ارادت ہے
 اور جو فریاد انہوں نے اپنی محنت۔ اپنے حوصلے اور رفاد غام کے کاموں میں بڑی
 شجاعت اور اخلاقِ مدنی سے سلطنتِ ہند کو پہنچائے ہیں۔ اُن سے حضرت مدوحہ
 بخوبی واقف ہیں اور انکی قدر کرتی ہیں۔ اگر میں آج ایسے موقع پر اس امر کا اعتراف
 کر کے انکا اطمینان نہ کروں تو حضرت موصوفہ کے ارادہ قیصرانہ کے اظہار میں قاصر ہو
 چونکہ حضرت مدوحہ کی یہ خواہش ہے کہ انکی رعایا میں جن لوگوں سے انکی سلطنت
 کے اس بڑے حصے میں خدماتِ ملکی اور محاسنِ ذاتی تہویریں آئی ہیں اُن کے ہر
 اختیار و زیادہ کرنے کے لئے موقع حاصل ہو اسلئے حضرت مدوحہ بطیب خاطر صرف
 طبقہٴ اعلا سے ستارہ ہندا اور طبقہٴ برٹش انڈیا کو کسی قدر بڑا ناہی منظور نہیں باقی
 بلکہ ایک مباحثہ موسوم بہ انڈین اسپیشل فرائی ہیں۔

اسے افواجِ ہند کے انگریز اور برٹش افسروں اور سپاہیوں نے ملکہ
 متعلقہ کی فوج کا اعزاز قائم رکھنے کے لئے جو جو بہادریاں ہر موقع پر جبکہ تم ساتھ
 میدانِ جنگ میں گئے وہ دکھائی ہیں حضرت مدوحہ انہیں خزانے کے ساتھ یاد رکھتی ہیں اور

حضرت ممدوحہ کو یہ یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اسی وفاداری کے ساتھ مستحق ہو کر اس امر اہم کو با حقین وجوہ سہرا جام دیں گے اس لئے آپ ہی کو یہ بھاری خدمت سپرد کیجاتی ہے کہ آپ حضرت ممدوحہ کے ملک محروسہ ہندوستان امن وامان قائم اور رونق برقرار رکھیں۔

اے وائٹنبرگ سپاہیو! آپ لوگوں کی کوششیں جو ہوا خرابی اور کامیابی کے لئے اس باب میں ظاہر ہوئی ہیں اگر ضرورت پڑے تو افواج بکھری کے ساتھ شریک ہو کر کام دیں۔ اس لائق میں کہ آج کے دن انکی دل سے ستائش کیجائے۔

اے سلطنت کے رؤسا و امرا! آپ کی ارادت استواری سلطنت کی نیک اور اپنی خوشحالی جلال سلطنت کی دلیل ہے۔ حضرت ملکہ عظمہ کو بہرہ رسہ ہے کہ اگر خدا سزا دے اس سلطنت کے مصلح پر کوئی حملہ یا تہدید واقعہ ہو تو آپ لوگ اس کی حفاظت کیواسطے آمادہ ہو جائینگے۔ حضرت ممدوحہ اس آمادگی پر آفرین فرماتی ہیں حضرت ملکہ کی طرف سے آپ لوگوں کو شہر دہلی کے آنے پر مرحبا کہتا ہوں اور اس جگہ عظیم الشان میر آپ کے شریک ہونے کو سلطنت برطانیہ کی نسبت آپ صاحبان کی اس عقیدت اور خیر بنگالی کی دلیل روشن جانتا ہوں جس کا اظہار جناب پرنس آف وینزبیا در کی تشریف آوری کے موقع پر بڑے شوق سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت ممدوحہ تو اپنے مہمان کو عین آپ کے مصلح تصور فرماتی ہیں اور مراسم اتحاد کے استحکام اور ان وابستہ کے قیام کیواسطے جو اتفاق حسنہ سے دولت انگلستانہ اور اس کے متوسلوں اور متحدوں کے مابین موجود ہیں حضرت ممدوحہ نے خسروانہ عنایت سے خطاب فیہمصری اختیار فرمایا ہے جس کا ہم آج اعلان کرتے ہیں۔

اے ویسی عیالائے حضرت قیصرہ ہند! اس سلطنت کی موجودہ حالت اور دائمی مصالحتیں اس بات کی مقتضی ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کے حاکم و ناظم خاصہ کے لئے انگریزوں جنہوں نے اس تدبیر کے اصول کی تعلیم پائی ہو جس پر کاربند ہونا حکومت قیصری کے تسلسل کیواسطے لازم ہے۔ اور تمدن میں ملک کی پیہم ترقی جو اس کی ملکی عظمت کو لازم اور روز افزوں قوت کا سبب ہے۔ اکثر انہیں تدبیروں کے عاقلانہ اختراعات کا نتیجہ ہے اور ضرور ہے کہ ابھی مذکور ملک فنون علوم اور ادب غربی جو مصلح اور جنگ کے موقع پر ہمالاک یورپ کی موجودہ فوقیت کا باعث ہیں۔ ممالک مشرقی میں

ناییدہ عام کیواسطے بدستور انہیں کے ذریعہ سے جاری اور مروج رہیں۔ یہ مسلمان ہے
 کہ آپ سب صاحب جو ہند کے رہنے والے ہیں خواہ آپ کی قوم و مذہب کچھ ہی کیوں
 نہ ہو۔ اس ملک کے انتظام میں اپنی لیاقت کے موافق انگریزی رعایا کے ساتھ شریک ہوں
 برطانیہ اور ہند کے بڑے بڑے مدبروں نے بار بار تسلیم کیا ہے اور یہی شاہی پارلیمنٹ
 کے قواعد سے ثابت ہے اور گورنمنٹ ہند بھی اسکو اپنے اوپر واجب اور اپنی ملکی تدابیر
 کی مگر مستحق قبول کے موافق سمجھتی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ ہند کو بڑی مسرت اور خوشی ہے
 کہ ہندوستان میں ہندوستانی نیکو زبان ملکی اور خاص کر جو لوگ بڑے منصفانہ یا موافق ان کے
 اوصاف و اطوار میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ اس سلطنت عظمیٰ کا انتظام اس بات کا تقاضا
 ہے کہ جو لوگ اس میں شریک ہیں ان میں سے بہت سے آدمی نہ صرف لیاقت علمی کے اعتبار
 سے صوف ہوں بلکہ ممتاز اور متصف باخلاق حمیدہ ہوں۔ اس سب سے علی الخصوص جو
 خاندان میں مرتبہ و اقتدار موجود ہے اس کے باعث آپ لوگوں میں ممتاز نہیں ان پر واجب ہے کہ
 اپنی ذات اور اپنی اولاد کو اس معتز خدمت کے لئے جس کی وہ ان کے واسطے کھلی ہے
 سزاوار بنائیں۔ اور یہ بات فقط اس تعلیم کے قبول کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے جو ہے
 آدمی انسان کو سمجھنے اور بہتے کے قابل ہو۔ چنانکہ ملکہ مغلیہ فیروز ہند کی گورنمنٹ نے
 ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ سب صاحبان کو لازم ہے کہ وفاداری اور دیانت۔ انصاف
 اور صداقت و راستی کو جو سیاست مدن کے اخلاق کی غایت ہے ہمیشہ مد نظر رکھیں
 اس صورت میں حضرت مہدو جہ کی گورنمنٹ ملکی انتظام میں آپ لوگوں کی اعانت و شرکت
 بڑی خوشی سے قبول کرے گی۔ کیونکہ گورنمنٹ مذکورہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں جہاں جہاں
 اس کو اقتدار حاصل ہے اپنی فوجی طاقت پر اتنا بہرہ و سہ نہیں کرتی جس قدر اپنی ایسی
 رضا مند رعایا پر کر سکتی ہے جو بالائے اتفاق اور بطیب خاطر اس کی اطاعت کرتی اور سخت
 کی حفاظت میں جانفشانی دکھاتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ ہمارے دیہی یہودی اور
 عافیت اسی کی سلامتی پر منحصر ہے۔ حضرت ملکہ مغلیہ اپنی سلطنت ہند کی ترقی کو ذرا سنا
 کے فخر کر لینے یا اس پاس کے علاقہ ملا لینے میں نہیں جانتیں۔ بلکہ اس میں سمجھتی ہیں کہ
 ان کی ہندوستانی رعایا بتدریج اور ایک لیاقت کے ساتھ اس نریم اور نصرت شعار
 حکومت میں شریک ہو کر وہ برتاؤ عمل میں لائے جس میں کسی طرح کی مزاحمت نہ ہو۔ لیکن
 حضرت مہدو جہ کی اغراض اور فوائد صرف وہی نہیں جو ان کی سلطنت سے متعلق ہیں۔

وہ بخلو صِ نیت بھ بھی خواہش رکھتی ہیں کہ اُن ممالک کے حکمرانوں سے جو اس ملک کی حدود پر واقع ہیں اور اُس کے ظلِ حمایت میں مدتوں سے خود مختار رہے ہیں کماں محبت اور دوستی کا رابطہ مستحکم رکھیں۔ ہاں اگر کبھی اس سلطنت کے امن و امان میں کسی بیرونی ہتھکڑی سے کچھ خطرہ ہو گا۔ تو قیصر ہند اپنے ان ممالک موروثی کی حمایت میں کسی طرح کو مامی نہیں فرمائیں گی۔ بیرونی دشمن کا سلطنت ہند پر حملہ آور ہونا گویا تمام ممالک شہ قیہ کی ترقی و ترقی و ترقی پر حرج نہ کر سکتے۔ اور حضرت ممدوحہ کو اپنے ممالک کو دوسرے کے غیر ممدوحہ دوسرے ممالک اور اپنے مستعبدوں اور رؤسائے تابعین کی شجاعت و وفاداری اور اپنی رعایا کی ہوا خواہی و جان نثاری سے ہر ایک حملہ آور کی ممانعت اور سرکوبی کے لئے کالی قوت اور پوری قدر قابل ہے۔ بڑا عظمہ ایشیا کے ممالک بعینہ کے جن بادشاہوں نے اپنے اپنے سمیر وکیل تہنیت نامے دیکھے ہیں اس تقریب مبارک میں انکا حاضر ہونا اس امر کی تہادوت ہے کہ گورنمنٹ ہند کی تدبیر شلج آمیز اور کل ممالک تب و جو کے فرمانرواؤں کے ساتھ اس کا ارتباط و دستا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت ممدوحہ کی گورنمنٹ ہند کی طرف سے اس علاقہ قیصریہ میں علیجناب خان قلات اور ان سفیروں کو جو دور دراز کی مسافت طے کر کے قیصر ہند کے ایشیائی مستعبدوں کی طرف سے حدود انگریزی میں آئے ہیں اور نیز اپنے معزز مہمانوں کو گورنمنٹ جنرل علاقہ گوا اور صاحبان کانسول دول خارجہ کو خوش مقدم کہوں۔

اے رؤسا اور رعایائے ہند!۔ اب میں مسرت کے ساتھ آپ لوگوں کو یہ فرما والا شان جو آپکی قیصرہ ملکہ معظمہ نے اپنے شاہی اور قیصری نام سے آپ لوگوں کو آج پہنچا ہے۔ سنانا ہوں۔ یہ وہ عبارت ہے جو آج صبح کو حضرت ممدوحہ کی طرف سے بذریعہ تار میرے پاس پہنچی ہے۔ ”ماباد ولت و کٹوریہ“ بفضلِ خدا سلطنت متحدہ کی ملکہ اور قیصرہ ہند اپنے نائب السلطنت کی معرفت اپنے سب سردارانِ اعلیٰ قائم اور اہل سیف اور کل رؤساء اور امرا اور رعایا کو جو دہلی میں اس وقت مجتمع ہیں اپنی شاہی اور قیصری و پانچواں اور اپنی توجہ دلی اور شفقتِ شامانہ سے ہند کی رعایا کو مطمئن فرماتا ہے۔ جو نگریم و تواضع رعایائے ہند نے ماباد ولت کے فرزند و ہند کے ساتھ کی اُس سے ماباد ولت کو دلی مسرت مائل ہوئی اور ماباد ولت کے خاندان اور تخت کی نسبت اُنکی اس ارادت اور عقیدت نے ماباد ولت کے دل پر بڑا اثر کیا۔

امپریٹ کی اُمید ہے کہ اس روز مبارک کے باعث روابطِ محبت ہمارے اور ہمارے
 رعایا کے درمیان زیادہ مستحکم ہوں اور ہر ایک اعلیٰ و اعلیٰ اس بات کا یقین کرے
 کہ ہمارے عہد میں حکومت کے بڑے اصول یعنی آزادی اور عدل انھیں ملے گا
 حاصل ہیں۔ نیز بادشاہ کی سلطنت میں انکی خوشی کی افزائش۔ ان کی سرسبزی کی
 ترقی اور ان کی بہبود کی زیادتی مدام مد نظر ہے۔ یہ یقین کرتا ہوں کہ آپ
 لوگ ان الفاظِ مرحمت آمیز کو نہایت عزیز جانیں گے۔
 اس کے بعد بارہ بخیر و خوبی ختم ہوا جس سے ہندوستان کا تعلق نہایت عمدگی کے
 ساتھ تاجِ برطانیہ سے پیوستہ ہو گیا۔

فصل دوم

جشنِ جیوبلی

جیوبلی کی اصلیت۔ جیوبلی کا مشتق ایک عبرانی زبان کا لفظ یوبیل ہے
 جس کے معنی سیدنگ کہیں۔ اصلیت اس کی یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ہر
 سات سال کے بعد ایک سال قومی طور پر ہذریہ بوقتِ وقرآن کے خوشی منانے
 جاتی تھی۔ اور ملک کے لئے ہر طرح کے سامانِ آسائش و بخشش مہیا کئے جاتے
 تھے۔ اور پھر ایسے سات جشنوں کے گزرنے پر ایک بڑا جشن مقرر کیا جاتا تھا۔
 جس میں اور بھی مسرت و شادمانی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور رعایا کو کئی قسم کی
 معافیاں دی جاتیں اور قرضداروں کے قرض ادا کئے جاتے تھے۔ بلکہ اس
 سال میں کو بھی کرشمہ کاری کی جھبیت سے آرام دیا جاتا تھا۔ اور شہر و دیہات
 کے اس سال کو بھی مقدس مانا جاتا تھا۔ پس یہ رسم یہودیوں سے پہلے پہلی
 عیسائیوں کے فرقہ رومن کیتھولک نے اخذ کی۔ اور یونانی دینس ششم پوپ

اوت روم نے اپنے اختیار سے اس کی مدت سو سال مقرر کی۔ مگر بعد اسی مدت
تھی کہ جس سے بادشاہ کو اس تقریب کی خوشی دیکھنے کی اُمید نہ ہو سکتی تھی۔
ہاں قومی اعتبار پر یہ ہو تو ہو۔ لہذا سیلنٹ ششم نے اس کی مدت وہی قدر ہی یعنی
پچاس سال مقرر کی۔ اس کے بعد پال دوم نے اُس سے بھی گھٹا کر پچیس سال
کر دی۔ چنانچہ اب نئی اصطلاح میں پچیس سالہ مدت کے لئے تقریبی حیوبلی۔ اور
پنجاہ سالہ مدت کے لئے طلائی حیوبلی کے لفظ مقرر ہیں۔

ایشیائی ملکوں میں اس رسم کا کہیں رواج معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جو شخص تیس سال سے
زیادہ حکومت کرتا تھا۔ اس کو صاحبِ قرآن کہتے تھے۔ قرآن ایک ایسی مدت ہے۔
جس کی نسبت لوگوں کو اختلاف ہے۔ بعض پچاس سال کو قرن کہتے ہیں۔ بعض
پچیس کو۔ بعض بیس کو۔ مگر ہر حال میں تقریباً ایسی ہے۔ کہ اس سے فی الجملہ ایک
ملک کو کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رہے۔

فرمانروایان انگلینڈ کی حیوبلی۔ انگلستان میں ملکہ وکٹوریہ کے عوا
صرف تین بادشاہ ایسے گذرے ہیں۔ جنہوں نے اس تقریب مبارک کا لطف
اٹھایا ہے۔ کیونکہ پچاس سال کی عمر نہیں۔ بلکہ پچاس سال تک سلطنت کرنے کے
بعد ہیہ تقریب ادا ہو سکتی ہے۔ اور اس قدر دراز عرصہ تک حکومت کرنا۔ کیا
یورپ میں اور کیا ایشیائی بادشاہوں کو ہوتی ہی کم نصیب ہوا ہے۔ بہر حال
ان تینوں بادشاہوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ہنری سوم جس نے ۱۲۷۲ء میں تخت نشین ہو کر ۱۳۱۲ء میں حیوبلی کی۔

۲۔ ایڈورڈ سوم جس نے ۱۳۱۲ء سے تخت نشین ہو کر ۱۳۷۷ء کو حیوبلی کی۔

۳۔ جارج سوم یعنی ملکہ وکٹوریہ کے جدا جدا مجدد جنہوں نے ستارے سے تخت نشین
ہو کر ۱۸۳۷ء تک حکومت کی۔ اور ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو حیوبلی منائی۔

ملکہ وکٹوریہ کی حکومت پہنچا ہ سالہ ۲۱۔ جون ۱۸۷۰ کو پوری ہو گئی تھی۔ اور اس دراز اور پیرامن اور بابرکت زمانہ میں جو ترقی انگریزی سلطنت انگریزی قوم اور انگریزی تجارت کو ہوئی تھی۔ اور جو آزام سلطنت کے تمام باشندوں کو پہنچے تھے۔ وہ بہ نسبت ہر صد شائد ان گذشتہ کے بہت بڑے اثرات تشریف و عزت تھے۔ لہذا اس موقع پر اس سے تین ماہ قبل یعنی ۱۵ مارچ ۱۸۷۰ کو ملکہ وکٹوریہ نے مندرجہ ذیل اعلان کے ذریعہ اس پیرامی رسم کی ادائیگی کا ارادہ ظاہر فرمایا

اعلان جیوبلی

”جملہ عوام و خواص پر روشن رہے کہ مابودلت و اقبال کو سلطنت کرتے ہوئے اسی جون ۱۸۷۰ میں چھ برس پورے ہو جائینگے جو جشن کہ اس چھاسویں سالگرہ کی خوشیوں اس گریڈ برٹن کی متبرک زمین پر منایا جاوے گا۔ اور ہندوستان کی وفادار رعایا ۱۶ فروری کو منایا ہے۔ اس کا نام جیوبلی ہے۔ یس دلی مسرت اور کمال فخر کے ساتھ یہ ظاہر کرنا کو بہ غیر مناسب اور ہیووقع نہیں خیال کرتی ہوں کہ جب یس زندگی کے محض ابتدائی حصہ میں تحت لشین سلطنت ہوئی تھی۔ اُس وقت سے آج تک یہ ظاہر حال آت میری زندگی کا آخر حصہ ہے۔ زمانہ نے کتنے پٹے کھائے اور کتنی چیزیں اور قابل قدر ترقیاں کیں اور اپنی سرعبت رفتار کو بائیں کہاں پہنچا۔ تاہم اس کے وہ پیرزور انقلابات جنکو ہماری سوانح عمری اور لائف میں خطہ حوادث تعبیر کریں گے میرے دل کو غیر مستقل اور میری زندگی کو معمول سے زیادہ مضطرب نہ کر سکے۔ نہ زمانہ کے چند روزہ اور فانی حیرت خیز مسرتوں اور بے انتہا کامیابیوں نے ہماری حالت کو معمول سے زیادہ ظاہر ہونے دیا۔ گو بیچے اس وقت زمانہ کے سبب و راحت خوشی و غم کی نفسیں منظور نہیں ہے۔ اور نہ اس بات کی کوئی ضرورت سمجھتی ہوں۔ تاہم ہم سے غالباً چند ہی باتیں قابل ذکر ہیں۔ اول اپنے پیارے اور بوسل شوہر کی زندگی کا وفانہ کرنا جو دنیا کی آنکھوں سے نہایت ہی وحشت انگ اور بے لطف زندگی دیکھی جاتی ہے۔ دوسرے اپنے پیارے نور چشم فرزند کا اس پیری میں کھوجانا جس کا صدمہ ہم و گمان سے باہر ہے۔ باوجود ان باتوں کے امدات و اقبال کو اپنی

جے بہا کا میا بیوں اور غیر جمالی اقتدار ہوا۔ پتہ پتا کہ آسمانی خدا کا تہ دل سے
 شکر بجالانا فرض عین ہے۔ خصوصاً اس جیوگی کی مبارک خوشی پر جو اس جہ و غیر
 اور خوبی کے ساتھ بہت ہی کم بادشاہوں کو دیکھنا نصیب ہوئی ہے۔ اس موقع پر
 مابعد دولت و اقبال اپنی خیر خواہ و جان نثار وفادار ہندوستانی رعایا کو کہہ اپنے گوش
 دل سے نہیں بٹھا سکتیں۔ چہنوں نے اظہارِ خوشی اور سامانِ آرائش میں اپنے
 حتی الامکان کوئی درجہ نہیں اٹھا رکھا۔ اور صرف ہماری خوشنودی خاطر کے لیا
 سے باقی ماندہ دولت کو کوٹریوں کے مول لٹا دیا۔ مابعد دولت و اقبال کو امید ہے کہ
 ہماری گریٹ برٹن رعایا بھی اظہارِ خوشی میں غیر جمالی حوصلوں سے کام لے گی۔ اور
 قابلِ یادگار خوشی منائے گی۔ چونکہ مابعد دولت و اقبال کو عنقریب اپنے نور چشم
 پرنس آف ویلز کی پیاری لڑکی کو اسی یورپ کے ایک عالی قدر جرمنی شہزادہ سے
 بیاہنا ہے۔ اسلئے مابعد دولت و اقبال کو بڑا حوصلہ ہے کہ بظاہر حال اپنی زندگی کے
 اس آخر اور مبارک تقریب کو نہایت فراخ حوصلگی اور الو الغزمی سے انجام دیں۔
 اور اپنے جان نثار ملک ہندوستان کے والیان ملک اور راجاؤں کو مدعو کر کے
 ان کی جان نثاری و پوری قدر فرمائی کریں۔ اور پرنس اُمید کرتی ہوں کہ جو خوشیاں
 جو بلی میں انہوں نے منائی ہیں اور اپنی سچی خیر خواہی کے باعث جو الو الغز میاں رکھا
 ہیں اس کا پورا معاوضہ میں اسی تقریب میں کر سکوں گی۔ مابعد دولت و اقبال کے ارکان دولت
 کو لازم ہے کہ ایک مینجنگ کمیٹی بغرض تقریب و تخمینہ خرچ و طرز اعزاز و مہمانی والیاں
 ریاست متعقد کر کے ایک پروگرام شائع کریں۔

دستخط۔ وکٹوریہ قیصر ہند کوٹین وفاق لندن

انتظام جیوبلی کی مینجنگ کمیٹی۔ (اس اعلان کے شائع ہونے پر
 یورپ اور ہندوستان کے عالی قدر رؤساء کے مدعو کرنے اور ان کے رائش و
 آرائش کے انتظامات سوچنے اور جابوس وغیرہ کے متعلق پروگرام وغیرہ مرتب
 کرنے کے لئے ایک شاہی مینجنگ کمیٹی مقرر کی گئی جس کے پریزیڈنٹ (مجلس
 ہز سائل مینس پرنس آف ویلز شہزادہ ولیم ہند ہار۔ اور وائس پریزیڈنٹ
 (نائب صدر مجلس) ڈیوک آف کیمبرج۔ اور سیکرٹری اور ڈساکری صاحب

دیدار فرحت آنا کو قدم پہنچم جاتے۔ مگر اس قدر دور دراز ولایت میں اس حیثیت سے جانا جو ایضاً وضع کے لئے لازمی ہے۔ اخراجات کثیر کا محتاج تھا۔ اور نہ حیثیت سے سفر کرنا اپنی حقیر تھی۔ اسلئے اکثر نے یہیں سے خوش وفاداری ظاہر کرنا مناسب سمجھا۔ اور دوسرے فریعوں سے اپنا اظہار مسترت فرمادیا۔

الغرض یہ دربار دربار تمام معزز جماعتوں کے ڈیپوٹیشن اور ایڈریس وغیرہ پیش ہونیکے بعد نہایت خوش وقتی سے برخاست ہوا۔ اور اکثر معزز شاہدین دربار کو خطابات سے معزز و متمیز فرمایا گیا۔

جیوبلی امپیریل انسٹیٹیوٹ۔ اسی تقریب سعید کی یادگار میں پرنس آف ویلز بہادر نے امپیریل انسٹیٹیوٹ کی بنیاد رکھی جس میں لاکھوں روپے رؤساء ہند کے اہلوجہندہ پیشکش کئے۔ اور اس طرح بھی ایک دوا کی یادگار ولایت میں قائم ہو گئی۔ اور ایسی ہی کئی یادگاریں قومی طور پر خود بخود قائم ہوئیں۔ اور یہ تمام ہندو انجینڈریں ملک کے بہت (سپیشل) قائم کئے گئے وغیرہ۔ تمام دنیا میں جشن جیوبلی۔ اسی روز بہت افزوں کو عداور سلطنت انگلشیہ کے وسیع مقبوضات کے تمام ہوئے زمین کی سلطنتوں نے بھی اپنی طرف سے اظہار تہنیت کے جلسے کئے۔ اور سلطانین غیر نے انگریزی سفیر کو مبارکبادیں اور تحفے دیکر اور چراغان وغیرہ کر کے اس مبارک جشن میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔ جو کہ ان وقت کی ہر دلعزیزی کی ایک بہترین دلیل ہے۔

ہندوستان کا جشن جیوبلی۔ ہندوستان میں چونکہ موسم گوارا پریل سے لیکر ستمبر تک ہوتا ہے۔ جس میں جون و جولائی زیادہ تر شدت گرمی کے لئے مشہور ہیں۔ لہذا حکام کی صلاح و سوابدیت سے ہندوستان کے لئے اس جشن عظیم کی تاریخ اسی تاریخ سے چار ماہ قبل ۱۶ فروری ۱۹۰۱ء کو متعین کی گئی تھی اسی روز گلات

میں حضور وائسراٹے نے اور تمام صوبوں کے گورنروں نے اپنے اپنے صدر مقامات میں اور تمام دیسی والیان ریاست نے اپنی اپنی ریاستوں میں بڑے بڑے عالی شان دربار اور جلسے منعقد رکھے۔ اور ان کے سوا تمام رئیسوں اور امیروں نے اپنے اپنے مقامات میں اور تمام محکام نے اپنے اپنے اضلاع میں اور تمام میونسپلیٹیوں نے اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں اور تمام رعایا نے ہند نے اپنے اپنے گروں میں اظہار سترت و شادمانی کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا۔ ہر ایک قوم نے ہمدانہ قابل قدر عمارتوں اور مفید انسٹیٹیوشنوں اور سبارک کارناموں کی یادگاریں قائم کیں۔ اور مختلف مقامات میں ملک کے سچے سچے قایم کئے گئے۔ تمام مایقہ شعرائے پیش ہوا نظمیں لکھیں۔ اور علمی صیغہ میں ملک و گورنر کے نام سے جوبلی و خلائف صدر قائم ہوئے۔ غرض کہ ہندوستان کے اس سر سے اس سر تک ایک سمندر اظہار وفاداری و خیر خواہی کا موج زن تھا۔ جو کی تفصیل لکھنے کو ایک دفتر کا رتبہ۔ مگر بنظر اختصار صرف لارڈ ڈفرن صاحب کی درباری پہنچ دیج ذیل ہے:-

وائسراٹ صاحب کی جوبلی تقییر

جنتلین! میں نازاں ہوں اور خوشی سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو قائم مقام مختلف شہروں، مختلف نیسوں اور گروہوں کے میرے گرد اس واسطے آکر فرما رہے ہیں کہ جناب ملک قیصر کے حضور میں جا کیا و عرض کریں کہ ممدوحہ کے جلوس کا پچاسواں سال شروع ہوا۔ دنیا میں کوئی تاجدار نہیں گذرا جس کی حکومت ایسی کسریز اور نئے الزام ہو یا جس سے اس کی رعایا اس قدر محبت کرتی ہو۔ عقلمندی، انصاف، عبادت اور فرائض اس کے تحت کے نگہبان ہیں۔ اور اس کے جہم اور رفیق ہیں۔ ایک شاہ وسیع علمداری راج مسکون پر حکومت کرتا ہے۔ خوبی قسمت سے اس کی رعایا کو قوم قوتوں میں کامیابی ہوئی اور کوئی مشکل اڑی نہ رہی۔ اس کی حکومت کی بنیاد ہر سال استحکام اور مضبوطی حاصل کرتی گئی۔ اور رعایا کی فرمانبرداری بوجہ وقت اور ملک قیصر کی حکومت ہر سال بڑھتی ہی گئی اس وقت اس کی دوستوں پر فوجی، عایا اپنی طبیعت اور ذیل کے خیال اس طریق سے

منتفیق ہو کر ظاہر کر رہی ہے۔ جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ دنیا کے کسی اور ملک میں
 یہ بات غیر ممکن ہوگی۔ سیری گورنمنٹ نے خوشی اور انتظام خوشی لوگوں ہی کی رائے پر منحصر
 کر دیا کہ وہ بطور خود جس مہنگے سے چاہیں خوشی کریں۔ جس سرزمین پر افسروں کی کارروائی
 سے کل باتیں ہوا کرتی ہیں۔ ابھی مرتبہ اس باب خاص میں یہ افسر کا رویہ اس کی عقل کی گئی
 تمام ہوا با کا سامنا قیصر ہے جس کے لئے ہندوستانیوں کی سادہ زبان سے ہر ایک پر نگاہ و معبد
 میں اور ہر دل اور ہر زبان سے دعا اٹھتی ہے۔ سب نے خوشی خرمی کی دعا مانگی ہے۔ اور نیکی کی
 برکت چاہتی اور تہ دل سے ذرا بے وفاری کا اظہار کیا، بڑے بڑے ریشموں نے دربار
 میں میو میو پلٹ دیئے اپنے مالوں میں سہا بیوں نے بارکوں میں۔ زمینداروں نے اپنے
 مکانوں میں ریشم والوں نے اپنے گھر والوں میں۔ اور رعایا نے اپنے جھونپڑوں میں۔ خوشی کی
 ہے۔ اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نصف صدی جو قریب بالاختتام ہے اس میں کسی
 امن و عافیت رہی۔ گھر گھر الفان ہوا جھل مٹا گیا گیا۔ دریاؤں پر پل بنائے اور لکھو کھا
 ایکڑ فائدہ زمین پر زراعت ہوئی۔ خوب شادابی ہوئی۔ احتمال اور خوف محط اور باریا لوگ
 دور ہوا۔ ہزار ہا شمعیں تسلیم کی روشن ہوئیں۔ ہر ایک مقام میں ان سے اپنے ہندوستان
 کا طالع علم مغربی علم کی دولت اور تجربہ حاصل کر سکتا ہے اور ہر ایک انگلش اور ہندوستانی
 رعایا نے جناب ملک معظمہ قیصر کا شخص صحیح طور سے کہہ سکتا ہے کہ حقیقت میں یہ باہمی
 مبارکباد کا بہت مناسب وقت ہے۔ اگر ہم زمانہ ماضی دیکھ کر خوش ہوں کہ اس سے فائدہ
 ہوا تو یہ خوشی اس وجہ سے نہیں کہ گذشتہ سے آئندہ کا زمانہ پیدا ہوئے۔ اصلاح اور ترقی
 کی زندگی کا قاعدہ ہے۔ ہر چند کہ یہ امر انگلستان اور نوآبادیوں اور اس ملک میں حاصل ہو
 ہیں جس سے دیکھو یہ کا زمانہ یادگار تاریخی ہوگا۔ مگر یقیناً یہ دیکھ کر آجوں کہ اس سے پیشین گوئی آئندہ
 بڑی بڑی خوشی کے زمانہ کی ہوگی۔ حقیقت گورنمنٹ ہند کی کوششوں نے وہ باتیں لپیٹ
 ہیں۔ لیکن مثل زمانہ گذشتہ کے اب وہ تہن محنت اور کوشش کرے گی۔ اس زمانہ میں جس کا
 حال بیان کیا جاتا ہے تعلیم نے اپنا کام پورا کیا۔ سب طرف ہمارے گرد ہندوستانی جنٹلمین
 اور فلاحی اور فہم اور ذکی موجود ہیں جن کی فرمانبرداری اور یگانہ نہ کیے اتفاق سے ہمارے بڑے
 نابندوں کے چھل ہونے کی امید ہے۔ واقعی ہمارے ایسے انتظام کے لئے انکی مشاقت
 اور اعانت کی اپنے کام کے انجام دینے کے واسطے بہت ضرورت ہے۔ بیش نہایت خوشی سے
 ان کی خواہش کو اپنے انگلش حکاموں کے ساتھ انتظام یا کسی بھی شریک ہو جائیں گے۔

اور میں نہایت خوش ہوں گا اگر چنگیز اپنے عہد حکومت میں انکی توسیع کا اور پولیٹیکل درجہ کی ترقی کا موقع ملا۔ جیسا کہ بڑے مفقہ عالم لارڈ سلیٹھکس نے ایسے ہندوستانی جنٹلمینوں کو ترقی دینی تھی جو بوجہ اپنے داب اور ریافت کے جنہ انکے ہم وطنوں کو بہت اعتماد تھا۔ ہماری جس لطیف کونسل میں داخل ہوئے کے لئے منتخب کئے گئے تھے جب میں اس طریقہ سے پولیٹیکل خواہشات مذکور کا صحیح ہونا تسلیم کرتا ہوں۔ تو یقیناً امید کرتا ہوں کہ ہماری پچیس عیالے ہندوستان ان فرایض سے بجا ورنہ کرے گی۔ جو حلقہ پولیٹیکل اور انتظامی کا ردوائی سے باہر ہیں۔ جس پر ملک کی سبزی کی گورنمنٹ کی کارروائیوں سے بھی بڑے مختصر ہے۔ مثلاً اصلاح طریقہ کاشت اور رستی اراضیات افتادہ اور فراخ مقامات میں گنجان آبادی کی توسیع اور دیار وصال میں جدید ذرائع صنعت و حرفت بوجہ ترقی تعلیم پیشہ کے پیدا ہو۔ اور حالت حفظان صحت ہمارے شہروں ہی کی نہ سمجھئے۔ بلکہ موضوعوں اور مزرعوں اور عمارت کے مکانات تک کی سمجھئے اور عقلندی سے ترقی تعلیم ان امریکیوں کی ہو جو آئینہ اپنی اولاد کی مایش ہوگی اور مسائل ملل کی بابت عام رائے میں بھنگ پیدا ہو۔ جس پر خوشی و خوشی گھروں کی اور نیک چلی ان لوگوں کی بنیاد ہے۔ اور توسیع استحکام کارروائی کی ہو جس سے عورت ہند کا ڈاکٹری علاج جو۔ سپر ہمارے شاہ کو ذاتی دلچسپی ہے۔ ہندوستان کی صنعت و حرفت کو کچھ ترقی ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ بعض امر تو یورپ سے مقابلہ کرنے میں پیدا ہونا یا یوں کہوں کہ از سر نو قائم ہونا اگر صنعت کا ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہندوستان ایک زمانہ بس اپنی عمارتوں۔ اپنی آراستگی اور قیمتی اشیاء کی ساخت۔ زیورات۔ اپنی مصوری۔ اپنی رنگامیری۔ اپنی قلمی کتب کے طلاء کر سبب مشہور تھا۔ جو لوگ ہر قوم اور مذہب کے پسپا ہیں انکی ترقی ہونا کہ سب ایک تھ ترقی کی کوشش کریں۔ خواہ اس سے عزت و ناموری حاصل ہو یا دولت کی ترقی ہو۔ یہ تو چند باتیں ہیں جو چھٹنے لگاؤ کو تیرے کے سامنے اور مصنون پنجاہ سالہ حکومت میں حاصل کی ہیں۔ اور تہ دل سے آپ کا راسخ عاقل میں شریک ہوتا ہوں۔ کہ ہماری عزیز دل قیصرہ کی ایسی عمر واران ہو۔ جو ان سب باتوں میں کامیابی حاصل ہوتی دیکھیں۔ میرا بیان یقین کر دو۔ اور میں ذاتی واقفیت سے کہتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے جن کی فلاح و بہبود کا نہایت شوق ہے ہر وقت قیصرہ کو خیال رہتا ہے۔ آپ لوگوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ اس طریقہ میں جو شایان شان شاہ کے ہے۔ انگلش کی طبیعت اور خیال کا اظہار فرماتے ہیں۔ بفضل خاقان کون و مکان اس سلطنت رفیعہ کی حکومت برائش قوم اور آپس کے حاکموں کو تغویض ہوئی ہے کہ اس کا اعزاز قائم

اُس کی عملداری محفوظ رہے۔ انصاف سے مختلف اقوام اور گروہوں پر حکمرانی ہو سہی
بہت سی قومیں باعتبار مذہب اور ملت اور طریقہ کے بالکل جدا اور مختلف ہیں۔ اور بغیر
ضرر رسانی داب و استحقاق مرعات خراج گذار رعیتوں کے قائم رکھے۔ اور ایسی رعایا کی
بہبودی کو محفوظ رکھے جو شمار میں عنقریب مساوی تمام یورپ کی رعایا کے ہے۔ جس میں
ہر قسم کی تہذیب کے لوگ موجود ہیں اور یہاں کے لوگوں کے اوصاف کو محفوظ رکھ کر
ترقی دے۔ اور ایسا انتظام کرے کہ یہاں کی اقوام محبت اور ہمدردی اور اطمینان
حاصل کرے۔ جن قوموں کو ذرا سی بھی نا انصافی ناگوار ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ ہر بانی
اور راستبازی کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے وہ اتفاق پیدا کرے
کہ جو سب خیر خواہ ملکی ہمدرد ہوں۔ جس زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گا وہ آئندہ پوشیدہ زمانہ
ہے۔ لیکن کوئی آمادگی انگلستان کی ایسے استقلال سے نہیں ہے۔ جیسی یہ خواہش
مکہ قیصرہ اور برٹش اشخاص کی ہے۔ کہ خیر خواہی۔ دلییری۔ اور ثابت قدمی سے اس
مشکل اور عظیم کام کو انجام دیں جس کی مین نے یہ تشریح کی ہے۔ اور جس سے ہماری
ہمجنس رعایا اور برادران ہند کو فائدہ پہنچے۔

فصل سوم

دائیمہ جوبلی

جس جوبلی تو صرف پنجاہ سالہ حکومت کا جشن تھا۔ مگر یہ جو امر جوبلی ساٹھ سالہ عہد
حکومت کا جشن اعظم تھا۔ کیونکہ پنجاہ سالہ عہد حکومت دابے تو بھر بھی اس سے پہلے
انگلستان کو تین حکمران میسر آ چکے تھے۔ اور ایشیا میں بھی چند ایک ہو گذرے
ہیں۔ مگر بخلاف اس کہ ساٹھ سالہ عہد حکومت انگلستان میں کسی بادشاہ کو اس سے
پہلے نصیب نہیں ہوا۔ اور نہ ایشیائی ممالک میں ایسے بادشاہ زیادہ ہوئے ہیں۔ پس
اس سے زیادہ اور کیا دلیل اقبال مندی اور نصرت و برکت کی ہو سکتی ہے کہ مملکت
و کمٹوریہ کا عہد حکومت سب بادشاہوں سے بڑھ گیا۔ لہذا اس کے متعلق بھی

نہایت شوکت و شان سے دیاریاں ہوئیں۔ اور ۲۰ جون ۱۸۹۶ء کو یہ روز سعید
 مثل عید تمام سلطنت انگلستان و ہندوستان وغیرہ میں نہایت ہی مسرت
 و شادمانی کا گھنڈا۔ اور بدستور تمام ممالک کے شہزادے اور سفیر اور ریش پائینٹ
 لندن میں ملکہ و کٹوریہ کے مہمان ہوئے۔ اور دربار شاہی میں اپنی اخلاص مندی
 اور حسنِ اداوت کا اظہار سپاسناموں اور مبارکبادوں کے ذریعہ کر کے انعام و اکرام
 خاص سے سربلند ہوئے۔ شہر لندن تو اس دن ایک چمنستان پُربہار بنا ہوا تھا۔
 جس کے لئے وہ حق بھی تھا۔ مگر دوسرے مقامات اور بالخصوص ہندوستان بھی
 کچھ کم رونق نہ تھی بدستور اس عظیم آستانِ مسرت و کامرانی پر حکامِ اعلیٰ کے دربار
 اور ریشموں۔ امیروں کے جلسے اس افراط و بیتائیت سے منعقد ہوئے کہ کوئی حد نہ
 اور غالباً کوئی طریقہ اظہار و فاداری کا ایسا نہ تھا۔ جو باقی اٹھارہ کھا گیا ہو۔ بلکہ کہا
 جاسکتا ہے۔ کہ ان تقریباتِ سعید پر ہندوستان کے اظہار و فاداری کو دیکھتے
 ہوئے انگلستان کی رعایا بھی کچھ فوقیت نہ جتا سکی۔ اور اس طرح معلوم ہوا
 تھا۔ کہ گویا ہندوستان ایک عرصہ دراز سے نسلا بعد نسل ملکہ و کٹوریہ کی ہیرا
 میں جلا آتا ہے۔ اور کبھی ہندو وغیرہ ہوا ہی نہیں۔ چنانچہ حضور و ایشرائے
 نے بھی اپنی پیمپی میں اس کا اعتراف فرمایا ہے۔ جس کو تمام و کمال اس جگہ
 درج کیا جاتا ہے۔ وہی ہذا۔

در پارٹینڈ بیو بی کلکتہ میں ایسراہیل کی تقریر

انگلستان میں قاعدہ ہے کہ عام انجمنوں اور سوسائٹیوں کے ایڈریس کرٹری آفٹیش
 کی وساطت سے ملکہ معظمہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ جب ہندوستان کے
 مختلف حصوں سے مجھ سے یہاں کے ایڈریسوں کے بارہ میں مشورہ لیا گیا۔ تو میرے

دوست ہمارا جہ درجنگ نے جو اپنی معمولی علو و صلوگی کی وجہ سے اس معاملہ میں لپی لیتے تھے (انکو اسکرینج ہے کہ ڈاکٹروں نے انکو باہر آنے کی اجازت نہیں دی جسکا ٹھیکہ بھی افسوس ہے) یہ بات میرے ذہن نشین کی کہ اگرچہ ہندوستانی حضور قیصر کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کے موقع کو نہایت گراں قدر سمجھیں گے مگر تاہم وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس امر میں حضور مدوح کی خواہش کا دریافت کرنا مقدم ہے۔ جب نیچے اس وفادارانہ اور حضور قیصر کی آسائش مد نظر رکھ کر صلح دی گئی۔ تو پھر غرض اس بارہ میں ملکہ معظمہ کے احکام حاصل کرنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کیا۔ سر جی نے بھی ہمت کی کہ ان کی جانب سے مین ایڈریس قبول کر دیں۔ نیچے معلوم ہوتا ہے کہ اس محترم فریق کا کافی نظریے بجا نا میرٹ خلا مکان سے باہر ہے۔ یعنی ان ڈیپوٹیشنوں سے ایڈریسوں کا لینا جو بلا طلب غلطی نیت سے آئے ہیں۔ اور جن کا مناسب طور پر استقبال نہ کیا گیا۔ یہ امر اطمینان بخش ہے کہ مین اس موقع پر اس قدر کہیں کہیں ڈیپوٹیشنوں کو یہاں موجود پایا ہوں۔ اس سلطنت عظمیٰ کے حصے اتنے دور دراز فاصلے پر واقع ہیں کہ کسیکو بھی ان سے نیا بتوں کے آنے کی توقع نہ تھی۔ لیکن باوجود ان ڈیپوٹیشنوں میں سے بہت سے دور دراز سفر کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ احاطہ کنگار جس قدر معمولوں سے ملکر رہا ہے۔ ان میں سے ایک بھی یہاں اپنے آپکو ریپرینٹ کرتے ہیں تاہم نہیں رہا۔ یہی پریسیڈنسی کی کیفیت ہے۔ ہم میں مختلف حسب و نسب۔ مذہب و ملت۔ زبان و مقاصد اور پیشوں کے لوگ ہیں۔ لیکن اظہار سرت میں سب متفق و یک زبان ہیں۔ اور اس خیال سے بھڑکے نہیں سماتے۔

میں حضور قیصر قہند کی جانب سے آپکو خیر مقدم کہتا ہوں۔ اور ان ایڈریسوں کو جو آپ نے پیش کئے ہیں قبول کیا ہوں۔ نیز حضور مدوح کی خاص درخواست کے مطابق میں آپکو یہاں آنے اور سر جی کے متعلق آپکی وفاداری اور جوش ملک حلالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیچے بذریعہ ان ایڈریسوں کا خلاصہ پہنچنے کی ہدایت ہوئی تھی چنانچہ میں نے حسب ذیل تار روانہ کیا ہے۔

ان ایڈریسوں میں بالعموم حضور قیصر کو شان انگلستان میں سب سے زیادہ سلطنت کرنے پر حبار کیا دی گئی ہے۔ تخت انگلستان کی اطاعت اور سر جی کی وفاداری کا اعتراف کیا گیا ہے۔ شہرہ کے اعلان اور یورپی کی کے دور حکومت میں اندرونی ملک

اس زمانہ کی برکتوں کا شکر یہ ادا کیا گیا ہے۔ ایڈریسوں میں اس عہد کی اخلاقی و عقلی ترقی، گورنمنٹ کی عہدگی، تمام ملک میں خط و کتابت کی سہولیت، تعلیم اور تجارت کی گرم بازار، مذاق کھایت شعاری، پویشیکل ترقی، اخبارات کی آزادی، بالخصوص جب سے حضور مدوحہ نے عنان حکومت اپنے ماتحتوں میں لی ہے نیز یہ محبتوں کی اس ہمدردی کی طیف بھی شمارہ کرتے ہیں جو طاعون و قحط کی نسبت حضور مدوحہ نے ظاہر فرمائی ہے۔ بطور ایک کاغذ والدہ اور فرما نروا کے حضور مدوحہ کی زندگی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور وہ طوالت سلطنت اور محبتی اور آپسی رعایا کے حق میں مزید برکتوں کے لئے دست بردار ہیں۔ مجھے آپ صاحبوں کو اس تار کے جواب پہنچانے کی اعلیٰ عزت حاصل ہوئی ہے۔ جو غالباً اس جوتیلی کی مبارک تقریب پر حضور مدوحہ کے پہلے الفاظ ہیں۔ چنانچہ وہ تادمیر سے ناگہ میں ہے۔ جو سکرٹری آؤن مینٹ نے گزشتہ شب پہنچا ہے۔ ”مجھے حضور قیصرہ ہند کی پیش گاہ سے بھگنے کا حکم ہوا ہے۔ کہ حضور مدوحہ نے مسرت اور اطمینان سے آپ کے مرسلہ تار کو ملاحظہ فرمایا جس پر ان ایڈریسوں کا خلاصہ مندرج تھا۔ جو آج بمقام شملہ حضور مدوحہ کے نائب سلطنت کو ہرجسٹی کی خدمت میں داند کرنے کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ حضور مدوحہ ہند نے رعایا کی اس وفاداری اور جوش و شہلا کی اعلیٰ درجہ کی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں جسکی خوشی اور قابلمندی کو ترقی دینے کا خیال سب سے زیادہ حضور مدوحہ کے مرکز خاطر رہا ہے۔ ہرجسٹی اسکو اجازت دیتی ہیں۔ کہ آپ انکی جانب سے ایڈریس پیش کر نیوالوں کا شکریہ ادا کریں۔ اور کہیں کہ حضور مدوحہ انکے بہبود کی دل سے تمنی ہیں۔ راجیرن) حضور قیصرہ ہند کو فوراً اس امر سے مطلع کیا جائے گا کہ میں نے حضور مدوحہ کا پیغام حاضرین دربار کو پہنچا دیا۔ نیز میرا فرض ہے۔ کہ جس قدر ایڈریس آج میرے پاس پیش ہوئے ہیں اور مع ان کثیر التعداد تحریری پیغامات مبارکباد اور تاروں کے جو گزشتہ چند روز سے میرے نام آ رہے ہیں اور اس دربار میں جن کی رسید دینے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ دیگر مراسلوں کے ساتھ فوراً حضور مدوحہ کی خدمت میں پہنچا دینا نہایت ہر دہ سے دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ تقریب جبکہ دنیا کے تمام حصوں سے ایڈریس مبارکباد پہنچیں گے۔ کوئی خط و کتابت حضور قیصرہ کے نزدیک اس سلسلہ سے زیادہ عزیز نہ ہوگی جس میں کہ حضور مدوحہ کو ہندوستانی رعایا کی محبت کا یقین

دلایا گیا رچیرن میں نے لوگوں کو بھی کہتے سنا ہے کہ جس قریب کو آج ہم سارے ہیں
یہ ایک شاذ و نادر امر ہے۔ اصلی معنوں میں جا بچ سوم کا دور حکومت بہت زیادہ نہیں
تھا۔ زندگی اس قسم کے حادثات سے پر ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم اس مضمون کو ان دو مسئلوں
کی بحث کے واسطے چھوڑ دیں جو کسی کو غرض ہوتا ہو نہ دیکھ سکیں۔ میری رائے یہ ہے
کہ ہزار سال گزشتہ کے سلسلہ شاہان میں کسی فرمانروا کا سب سے زیادہ دور حکومت ہزار
ملک میں قابل یادگار واقعہ ہے۔ وہ لوگ بلاشبہ نہایت بے دروہ ہیں جو اس کی پیروی
نہ کریں۔ بالخصوص جبکہ موجودہ مثال میں وہ عہد سلطنت بادشاہ کے حق و توجہ سے
ترقیوں اور خوبیوں کا مجموعہ ثابت ہو تو ایسے موقع پر کوئی نہایت کینہ اور ناسپاس
شخص ہی ہوگا۔ جو بادشاہ کو مبارکباد دینے سے انکار کر گیا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ محض
معدلت مہد سراسر ترقیوں اور خوبیوں کا نمونہ ہے۔ جیسے کوئی ایسا حق حاصل نہیں
کہ اس کی تفصیل سے آپکا بار خاطر نہوں۔ لیکن اس خیال سے کہ کسی کو ٹھٹھہ ہو بین
اس امر کو نہایت مختصر الفاظ میں پایہ ثبوت کو پہنچانا چاہتا ہوں۔ جہاں تک میرے
معلومات ہیں میں ان کے رو سے ملکہ مغلیہ کی سلطنت کا صحیح رقبہ بیان نہیں کر سکتا۔
تہذا عرصہ ہوا ہے کہ ایک ذمہ دار عہدہ دار نے کہا تھا کہ گزشتہ بارہ سال میں حضور محمد
کی تلمذ بالخصوص افریقہ میں ۲۶ لاکھ مربع میل وسیع ہو گئی ہے۔ ہندوستان کی نسبت
میں زیادہ صحت سے کہہ سکتا ہوں کہ گزشتہ صدیوں میں ہندوستان کا کوئی ملک ایسا نہ تھا
تحت الحکومتان کے ماتحت نہیں تھا۔ یہاں کمپنی کا دور دورہ تھا۔ اور سال مذکورہ میں
اس کے مقبوضہ ملک کل قریب ۶۴ ہزار مربع میل تھا۔ برٹش انڈیا کا موجودہ رقبہ مل لاکھ
اربع ہزار مربع میل ہے۔ اگر آبادی کو معیار قرار دیا جائے۔ تو سلسلہ میں ایک کروڑ
آبادی تھی۔ اور سلسلہ میں ۲۲ کروڑ تک بڑھ گئی۔ قدرتاؤں سے زمین کے بعض ویران
قطعات کی آبادی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ سلسلہ میں کی مردم شماری میں ایک سو تیرہ نام لکھے
کی آبادی ۲۲۴ آدمیوں کی تھی۔ سلسلہ میں کی مردم شماری سے ظاہر ہوا کہ آبادی مذکور
گیا ۱۶ لاکھ چالیس ہزار تک ترقی کر گئی ہے۔ پہلی بستیوں میں سے کناڈا کی آبادی پانچ لاکھ
بڑھ گئی۔ اور انگلستان میں دیگر کی آبادی مضاعف ہو گئی ہے۔ قطعہ مختصر اس وقت برٹش
قلمرو میں ۴ کروڑ آدمی بستے ہیں جو کل دنیا کی آبادی کا تقریباً چوتھا حصہ ہے (رجسٹر)
اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سلطنت کی خوشحالی بھی کم سے کم آبادی اور رقبہ کے

مناسب سے بڑھتی گئی ہے۔ اس کے نقشہ ہائے تجارت سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ عیال
 کی طرف مالی پس کھانٹتے تھے ہوتی ہے۔ ۱۷۵۷ء میں انگلستان کی برصغیر سے تجارت
 درآمد و برآمد کی مالیت ۲۰ کروڑ روپہ تھی۔ ۱۷۵۸ء میں اسکی مالیت ۲۰ کروڑ روپہ بن گئی۔
 گو تجارت انگلینڈ نے اس سرعت سے ترقی کے منازل طے کئے ہیں۔ تاہم وہ اس
 بارہ میں ہندوستان کے گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ چنانچہ ۱۷۵۷ء میں اس کی مجموعی مقدار
 ۱۹ کروڑ روپہ تھی۔ اور ۱۷۵۷ء میں دو ارب روپہ تک بڑھ گئی۔ میرے خیال میں
 یہ اعداد اس عہد کے اُن بڑے بڑے تغیر و تبدل کے اظہار کے لئے ناکافی نہیں ہیں
 جسے کہ لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مجھے بارہا ایجاد و اختراع کے متعلق عظیم الشان فتوحات
 کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ستیم (بخارت) اور بجلی کا استعمال، لیکن میں اُس کی تفصیل
 سے آپکو حلیف نہیں دوں گا۔ مس ایلڈن نے ۱۷۵۷ء کے سفر شہر کی تخلیفات کا جو
 حال قلمبند کیا ہے میں صرف اُس کی طرف آپکو توجہ دلاتا ہوں۔ حتیٰ کہ گورنر جنرل بھی ان
 مصائب سے مستثنیٰ نہ تھے۔ اُس دشوار گزار سفر میں گورنر جنرل کو کلکتہ سے دو سال غیر جان
 رہنا پڑتا تھا۔ جس آسانی، کم خرچ اور سرعت سے آج شہر پہنچتے ہیں۔ اگر اس کا لگدشتہ
 تکالیف سفر سے مقابلہ کیا جائے تو اگر کل نہیں تو کم از کم بعض لوگ ضرور اس نعمت کی قدر
 کریں گے۔ جس سے اہل ملک کو بالعموم اور عوام کو بالخصوص آمد و رفت کے وسائل کی آسانی
 سے اس عہد میں فائدہ پہنچا ہے۔ ایک لاکھ روپہ کا ریل محکمہ ہے جو ہماری روزانہ زندگی سے
 نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے جس کو مین ملک کی ترقی کی مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔
 ۱۷۵۷ء میں ہندوستان میں پہلا ڈاک خانہ قائم ہوا تھا۔ اس سے پہلے مختلف طریقوں اور
 اچھنبیوں کے ذریعہ سے خط و کتابت کی جاتی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہر کاروں کی فضا
 کی تیزی اور اجرت کی شرح مختلف ہوتی تھی۔ گورنمنٹ نے پہلے پہل کلکتہ سے بمبئی تک
 ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور اخراجات کے لحاظ سے ایک روپہ فی ٹوکر
 معمول لگا دیا گیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس وقت کتنے خطوط بھیجے جاتے تھے لیکن
 اب فی سال کم کر دوڑ خطوط روانہ ہوتے ہیں۔ اور معمول فی ٹوکر ایک آن ہے۔ اس پر
 بڑا تغیر تقریباً بعید الغم معلوم ہوتا ہے۔ ہم جبرائیل کی یکا دوئیں جب ڈاک خانے کا قیام ہوا
 اور میدان جنگ سے بہت سارے روپہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے کا حال میں نے پڑھا تو جو
 بخور و میرے دل میں خیالی پیدا ہوا کہ اگر ۱۷۵۷ء کے سپاہیوں سے یہ کہا جاتا کہ وہ

خبر ال کے بہیمانک پہاڑوں سے (جو اُس زمانہ میں غیر معلوم ملک تھا) باقاعدہ اور بلا کسی تکلیف کے اپنی تختہ راہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کیواسطے پہنچ سکا کرینگے۔ تو معلوم نہیں کہ وہ کیا خیال کرتے؟ یہ ایک نہایت موثر تغیر ہے جبکہ زیادہ غور سے مطالعہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ لیکن میں اس پر ضرورت سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

علاوہ انہیں علمی۔ اخلاقی اور عقلی ترقیوں کے بھی بہت سے نظائر موجود ہیں جنکی کیفیت اُن لوگوں کو دلچسپ کوم ہوگی جو فرصت رکھتے ہیں۔ آج ہم سب کے آئینہ خیال میں حضور قیصر ہند جلوہ افروز نہیں۔ ہم اس موقع پر حضور محمد ص کی ذات اشرف کی نسبت ایجنسی اور جوش اطاعت کو ظاہر کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں (چیز) میں اُن امور کی طرف توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں جبکہ حضور محدود کی کمزوری کا باعث فرض کیا جاتا تھا۔ مگر بخلاف اس کے ہر محبت کی بدولت اسے سلطنت کو اعلیٰ درجہ کی تقویت حاصل ہوئی مثلاً جنگ جمل کو لیجئے۔ یہ ایک ایسا عہد ہے جس کے اصل اصول دنیا میں امن قائم کرنا ہے۔ لیکن کوئی بادشاہ جنگ کی مجبورانہ ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس آٹھ سال میں کریمیا۔ غزیریل۔ افغانستان اور دیگر پیشہ مار لڑائیوں میں بہادر ی اور شجاعت کے جوہر دکھائے جانے لگے ہیں۔ لہذا یہ دو سلطنت سپاہیانہ ادولوا لغری کے لحاظ سے بھی میٹا نہیں رہا۔ صرف ایک ایسا بادشاہ لڑائی کا حکم دے سکتا ہے جو اپنی طاقت سے باخبر ہو۔ اس ساٹھ سال میں انگریزی سپاہ زمین میں اُس تمام فوج کو شامل کرتا ہوں جو انگریزی جہاز سے کے نیچے لڑتی رہی ہے (چیز) کو بخوبی یقین ہو گیا ہے۔ صرف ایک ہی آواز ہے۔ جو سب سے پہلے اُن کی بہادر ی کی قدر کرتی ہے۔ اور ہر ایک نقصان و تکلیف میں بہادر ی کی روح پہنچتی ہے۔ میں ان لوگوں سے جتنے سینوں پر تپ چمک رہے ہیں دریافت کرتا ہوں کہ کیا دنیا میں ملکہ کے سوا کوئی اور بھی ایسا بادشاہ ہے۔ جس کی حمایت میں اُس کی سپاہ مرنے اور مارنے کو فخر تصور کرتی ہو؟ (چیز) ایک اور کم جوش پیدا کرنے والے مگر مشکل مسئلہ پر مگر غور کیجئے۔ میں نے اس بہترین سلطنت کے عظیم اُستادان ہیلاؤ کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ سکندریر نیو امین جیسے بادشاہوں کا نمونہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ جنہوں نے ان تمام رکازوں کو جو ان کے سدراہ ہوئیں دور کر کے باند نظری اور بزرگ شمشیر ڈیل کے ایک بہت بڑے حصہ کو طوق اطاعت پہننے پر مجبور کیا۔ لیکن اس پابند قوانین بادشاہ کو عزت

سلطنت کو جو وسعت حاصل ہوئی ہے ستیزہ و سکنہ رو نیولین کی فتوحات اس کو نہیں پہنچ سکتیں۔ گزشتہ ستمبر میں مجھے یہ کہنے کا موقع ملا تھا کہ کس طرح وقت کے بے بغور و بے حضور ممدوحہ سے اس کے معتقد وزیر کو جدا کر دیا۔ مین کمراسل مضمون پر یا علیحدگی کی وجوہات پر بحث کرنا نہیں چاہتا۔ یہ حالت جو فتح بادشاہوں کے لئے بھی کمزوری کا باعث ہو سکتی ہے۔ حضور ممدوحہ کے منتقل اداے فیض کے خیال۔ زمانہ عطوفت اور امتیاز سے ایک ایسا اعزاز اور اصل طاقت ثابت ہوئی کہ کوئی سلطنت اس بارہ میں انگلستان سے لگا نہیں لکھا سکتی (جیرنر)۔

ایک بات اور سنئے اگر بلکہ مغلقہ کی تحت نشینی کے وقت کوئی مدبر آئندہ ساٹھ سال کے پولیٹیکل پیپو پر نظر ڈالنا تو اسے محض اس وجہ سے اندیشہ پیدا ہو جاتا۔ کہ فرانسو اسے انگلستان ایک عورت ہے۔ مین یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ لڑائیوں اور ملکی معاملات میں یہ کمزوری اعلیٰ درجہ کی طاقت ثابت ہوتی رہی ہے۔ اپنے خیالات کو بوضاحت ظاہر کرنے کے لئے مجھے کہنا چاہیے۔ کہ دو تصور میں ہیں۔ ایک تو کسی مصدور کی صداعی کا نتیجہ ہے۔ جس کے ہوش بہ نسبت میری تقریر کے زیادہ فصاحت سے متکلم ہیں۔ یہ ایک نوجوان لڑکی کی تصویر ہے جو دو شیرازہ شہر و میا اور تمانت کے ساتھ کونسل میں اجلاس کر رہی ہے۔ دوسرا وہ ہر قح ہے جو آج طلوع آفتاب کے وقت کچھ رہا ہوگا۔ جس کی کیفیت باوجود ابجد سافت شعاع کی طرح بذریعہ تاریکیاں پہنچ جائے گی۔ بلکہ اعظم اس وقت لڑکوں اور لڑکیوں کی والدہ ہے۔ اس کی اولاد جو جمنی اور روس جیسی بڑی سلطنتوں کی حقہ دار ہے۔ دار الخلافہ میں لکھو کھا رہا یا مبارکباد دے رہی ہے۔ اور وہ اپنی معمولی دلکش فروتنی سے ان کی طرف متوجہ ہے۔ مین یہ کہتا ہوں کہ اس عہد میں کمزوری نے طاقت کا نمونہ دکھا دیا ہے اسی طاقت نے حضور ممدوحہ کی سپاہ کے وفادارانہ حوصلہ بڑا دیے ہیں۔ وزیر ایں اعتماد اور رعایا کے دلوں کو محبت سے تسخیر کر لیا ہے۔ اس کے دربار کو نیکوئیوں اور خوبیوں کا مرکز بنا دیا ہے جنکے آثار آئندہ نسلوں تک پہنچیں گے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے زمین کے لوگوں میں آج افران و افتخار حاصل ہوا ہے۔ (جیرنر) مین ایک لفظ اور کہنا چاہتا ہوں

میں خیال کرتا ہوں کہ میں اس امر کو ثابت کر چکا ہوں کہ ہمارے فرمانروا کی سلاطنت
سالہ دور حکومت کی طاقت رعایا سے محبت اور انجام فراموشی کے خیال پر مبنی ہے
ہم یہاں آج اظہار عقیدت کے لئے فراہم ہوئے ہیں۔ میں یہ معاملہ کہ کس خوش
ہوں کہ ملک کے مختلف حصوں میں ہم اس عظیم الشان دربار کی ایسی یادگار
قائم کرنا چاہتے ہیں جو ہماری آئندہ نسلوں کو اس واقعہ کی یاد دلائیں۔ جب میں
اپنے گرد اس مجمع کو دیکھتا ہوں اور یہ معاملہ کہ کس کے میں سلطنت ہند کے فوجی
اور ملکی افسروں کے سامنے گفتگو کرتا ہوں۔ نیز جیسا کہ میں اپنی تقریر کے
ابتداء میں یہ مارک کر چکا ہوں کہ یہاں بہت سی قوموں کے لوگ موجود ہیں جنکو
روح و روان سلطنت کہنا چاہئیں۔ تو میں جو خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا
کہ حضور محدود کی زندگی کی یادگار قائم کرنے کے واسطے اس سے بہتر انداز ہو
اور حضور قیدہ کی تمنا کے مطابق کوئی یادگار نہیں ہو سکتی کہ ہم باہمی اختلافات کو
غیر یاد کہیں۔ آپ نے بڑے بڑے تودوں کو دیکھا ہو گا جو روایتوں کے مطابق
جاتری لوگ اپنے عہد کو پورا کرنے کے ثبوت میں مٹھی مٹھی بھریت متبرک مقامات
اٹھا لاتے تھے۔ اور ایک جگہ جمع کرتے جاتے تھے۔ ان کے بانیوں کے نام اگرچہ
صفیہ دنیا سے مٹ گئے۔ لیکن وہ تودے تاہنوز باقی ہیں۔ کیا جو لوگ یہاں موجود
ہیں ان کے لئے یہ نام ممکن ہے کہ وہ عہد کر لیں کہ ہم اپنی اپنی تھوڑی تھوڑی امداد
سے اختلافات کے کوہ گراں کو آخر کار اکٹھا کر پھینکیں گے۔ یا کم از کم اس جوش
تعصب کو دہیاں کر دیں گے جس نے اس ملک کے رہنے والوں کی طرز معاشرت
کی صورت بگاڑ دی ہے۔ (چیرنا)

مشیت ایزدی سے سالہاں حال کو جو خوشی و خرمی اور شکوہ گزاری کی واسطے وقف تھا
وہاں قحط اور آب زلزلہ کے مصائب کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہم جانتے ہیں کہ رنج و غم کے
زبان بادلوں نے حضور محمد کی مسرت کو کس قدر منہ مٹا کر دیا ہے۔ نیز ہمیں یہ بھی
ہے کہ ہر خوشی کی رہنمائی اور اثر سے دنیا کے ہر ایک حصہ نے ہندوستان سے ان
مصائب میں ہمدردی کی۔ یہ فیما بین کارروائی جس کا کہ ان ایڈیٹروں نے بھی
اعتراف ہوا ہے جلد بھول جاتے ہوئے نہیں رہے۔ اگر قحط فترت جیسے خود و کشوریہ
کی طوالت عمر کی ایک غیر موزون یادگار نہیں ہے۔ ہر چیز کی یہ کیفیت ہے کہ اگر

جو میلی کے سال سے حاکم و محکوم کے باہم اعتبار کو ترقی دینے کی واسطے سرگرمی سے کوشش کرنے کا خیال پیدا ہو جائے۔ اور جہاں قومی و مذہبی جویش کا احتمال ہو وہاں تحمل سے کام لیا جائے۔ اور نیک غنئی اور امن جیسے ضروری امور کو مد نظر رکھ سکیں۔ تو ہم اپنے ہر و عزیز فرمانروا کی ایک ایسی یادگار قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے جو کسی بادشاہ یا قوم کے مایہ ناز و ناز بیتل کے بت سے زیادہ پایہ درآ ثابت ہوگی۔

ان تقریبات عظیمہ کے علاوہ ہر سال ۴۷۷ سے کوئٹہ کی سالگرہ کا جشن تمام ملک میں منایا جاتا تھا۔ اور اُس موقع پر تمام مستحقین کو خطابات اور تحفے تقسیم کر کے اُن کی عزت افزائی کی جاتی تھی۔ اور وہ دن بالعموم خوشحالی اور شادمانی کا تصور ہوتا تھا۔ نیز ہر سال کی یکم جنوری کو دربارِ قیصری کے نام سے ایک دربارِ ہندوستانی کے تمام اقطاع میں فسرانِ اعلیٰ کی صدارت سے منعقد کیا جاتا تھا۔ اور اس میں بھی خطابات و تحفہ جات اُن لوگوں کو برابر عطا ہوتے تھے جو گورنمنٹ کی کوئی خدمت کر چکے ہوں۔ بلکہ اس دربار میں علاوہ خطابات وغیرہ کے مشہور و اہل خدمت آدمیوں کو خلعین عطا کر کے بھی سر بلند کیا جاتا تھا۔ اور یہ ہر سال کے دونوں دن ملک میں نہایت مبارک و مسعود تصور کئے جاتے تھے۔ اور انہر بھی اکثر قصائد و قطعاتِ تاریخِ حکام مقامی کے روبرو رعایا کی طرف سے پیش ہو کر پڑھتے تھے۔



باب ہفتم

ملکہ وکٹوریہ کی تلخ کامیاں

فصل اول

ملکہ کی والدہ کی وفات

ملکہ وکٹوریہ کی با اقبال زندگی کے حالات ناظرین کی قدر پڑھ چکے ہیں۔ جن کے مطابق ملکہ اُن کو ایک باغ بے خزاں کا گلِ سدا بہار نظر آتی ہوں گی۔ گریہ مانہ کسی اپنے ٹھکلیات سے مستثنیٰ نہیں کیا کرتا۔ اور شاہ ہو یا گدا۔ امیر ہو یا غریب زندگی کی کہن منسروں کو طے کرنے پر مجبور ہوا کرتا ہے۔ ضابطہ خدا وندی اور آئینِ قدرت کچھ ایسا زبردست واقع ہوا ہے۔ کہ کسی کو اُس کے روبرو مجالِ مژدوں نہیں چھو سکتی۔ اس خوشحال زندگی میں ملکہ وکٹوریہ نہایت فرحت و انبساط کے دن کاٹ رہی تھیں۔ اور اگرچہ انکی تین اولادیں طفلی میں ضائع بھی ہو چکی تھیں۔ مگر وہ اپنی والدہ کے سایہ عاطفت۔ اپنے شوہر کے آغوشِ محبت اور اپنی چھ اولادوں کی الفت و چاہت میں بالکل مسرور نظر آتی تھیں۔ کہ یکایک موت نے انکے گھر کا مچ کیا۔ او سب سے پہلے انکی والدہ ڈچس آف کینٹ کو آدبوجا۔

ڈچس آف کینٹ بیمار ہوئیں تو شاہی ڈاکٹر انکے معالج نظر کرنے لگے۔ ملکہ مع اپنے کنبہ کے انکی خبر گیریاں ہوئیں۔ مگر طبیعتِ دین بدن بگڑتی گئی۔ آخر شش انکو فروگ مور کے

پر نفی نامشام پہ لایا گیا۔ مگر وہاں بھی حالت کھینچنے نہ پائی۔ بلکہ روز بروز
روایت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور بالآخر وہ وقت آ پہنچا۔ جو سب کے لئے قدر
ہے۔ مگر جو خبر بڑے گمراہ بنے ہوئے اور خاندان ہمیت فوراً فروگ ہو گئیں۔ تو ڈچس حالت
نزع میں تھیں۔ مگر نے نہایت پیار سے اپنی والدہ کے ماتھے چومے۔ اور انہیں بستہ
سے لگایا۔ مگر ڈچس مطلق پہچان نہ سکیں جس سے مگر کے دل بخت صد پہنچا۔ اور
وہ مدتی مدتی رنج و اس پر گئیں۔ کیونکہ یہی وہ بزرگ ڈچس تھیں جنکے زیر سایہ آباء
شیر خوارگی سے اس حالتِ مادی تک مگر نے نشوونما پایا تھا۔ القہر اسی دن ہوا۔
راجہ شمس کوہ، برس کی عمر میں ڈچس کا انتقال ہو گیا۔ اور خاندان شاہی ایک
بزرگ اور با برکت مفاہون سے خالی رہ گیا۔

ہر آنکہ نداء بنا چار بایش نونید ز جام دہرے گل من علیہا فان
غرض کہ ڈچس موصوف کا جنازہ نہایت شکر و احتشام سے اٹھایا گیا۔ اور
حسب قاعدہ تمام ممبرانِ خاندان اور عہدہ دار اس میں شریک ہوئے۔ اور مرتے
ہوئے ڈچس موصوف نے پرنس البرٹ کو اپنی جائیداد کا متولی قرار دیا۔

فصل دوم

پرنس کنسرت البرٹ شوہر ملکہ وکٹوریہ کی وفات

میں کسی سے کسی کا بھی حبیب نہ ہو
یہ دل غم ہے کہ دشمن کے بھی نہیں ہو

ملکہ وکٹوریہ اور پرنس البرٹ کی محبت باہمی جس وجہ پہنچی ہوئی تھی اس کی
نسبت بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ عشق کا درجہ تھا۔ اور یہی محبت و الفت تھی

جس نے مکہ و کتبہ کو غموم و ہوموم سے بچایا ہوا تھا چنانچہ مکہ انہیں دلوں سے
 ماموں کو ایک خط میں لکھتی ہیں کہ

”شہر چند میری والدہ اور تین چھوٹے بہنوں نے جہان کافی سے عالم ہار دانی میں
 رخت اقامت جا ڈالا ہے۔ مگر پھر بھی اپنی چھ اولادوں سمیت جو اس وقت ہمارے
 پاس ہیں ہمارا جوڑہ باہمی محبت و الفت سے بے انتہا خوش وقت رہتا ہے“

اور کیوں نہ ہو۔ پرنس البرٹ جیسا خوبصورت و نیک سیرت اور متقی و عجبی شہسوار
 واقعی ایسا ہی تھا۔ مگر تقدیر کے آگے استحقاق اور ضرورت کا قدر کیا ہو سکتا ہے

شادی کے اکیس سال بعد ہی تینتالیس برس کی عمر میں شہزادہ کا وقت اخیر چلی پہنچا

پرنس البرٹ کی بیماری۔ شہزادہ اگرچہ برب نزاکت طبع کے پہلے بھی گاہ

گاہ علیل ہو جایا کرتا تھا مگر ڈیڑھ دن کنٹ کے مرنے پر کاروبار کے بڑھ جانا

باعث آؤر بھی کسمند نہ ہونے لگا۔ اور آخر میں بستر موت پر جا گرا جس کی ابتدا یوں ہوئی

کہ آٹھ برس قبل اس میں ایک دن کیمبرج کے سبزہ زار میدان میں شہزادہ سیرنگاریں میں مصروف

تھا کہ دفعہ تیارش شروع ہو گئی اور اسے تمام کپڑے ترسیر ہو گئے۔ شہزادہ واپس ہوا

تو کمر مغلطہ ایٹن کالج کی وائٹیر یا ایٹنر قواعد دیکھنے کو طیارہ تھیں۔ لہذا اسے اس

زمانہ میں بھی بغیر پرشاک بدلے فی الزامہ رسا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہزادہ

کے جوڑوں میں درد محسوس ہونے لگا۔ اور بخار بھی رہنے لگا۔ مگر اس نے کچھ پروا

نہ کی۔ لیکن اور فروغ میں جب طبیعت زیادہ گر گئی۔ تو ڈاکٹر کسٹنر اور جیمس کلارک

شہرہ نشاہی ڈاکٹروں کا معالجہ شروع ہوا۔ اور خود ملکہ متذکرہ شہزادی الیس

کے تیمارداری کے فرایض ادا کرنے لگیں۔ مگر مرنے الموت کا علاج کیا ہو سکتا تھا

۵ اکیلی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دواسے کام کیا

آخر اس بیماری دل سے اسے کام تمام کیا

الغرض ۱۸۷۱ء دسمبر ۱۵ء کا مہینہ جس دن غضب کا جلاؤ تھا۔ جس نے شہزادہ کا رشتہ
حیات جبراً توڑ دیا۔ اُس وقت کا حال کیا لکھا جائے۔ شام کی وقت جب شہزادہ کی سہارا
اولاد بننے لگا۔ پلنگے کے گرد جمع ہوئی۔ کہ مرنے والا سب کے ایک آخری نظریے کے لئے
تو اُس بچہ کی طبیاری درپیش تھی۔ طاقت گفتار جواب دے رہی تھی۔ اور چہرہ
مردنی چھا رہی تھی۔ مگر اُس حالتیں بھی اُس نے نیم باز آنکھیں کھول کر اور ملکہ کیٹن
دیکھ کر اپنے سر کو اُن کے کندھوں پر ڈال کر یوسہ لیتے ہوئے کہا۔ ”میری نیک بی بی“
ملکہ نے جواب دیا۔ ”پیارے دیکھو تو بیشک اُن تھماری وہی چاہتی ہوئی ہوں“
شہزادہ مسکرایا چاہتا تھا۔ مگر طاقت نہ تھی۔ آخر اُن اسی حالتیں گیارہ بجے شب کے
شہزادہ کا مریخ روح نفسِ مضری سے پرواز کر کے اہل خاندان کو دُکھوں تک اپنا
غم یادگار میں دے گیا۔

ملکہ کی حالت سخت اندوہناک تھی۔ اُن پر ایک کوہِ الم ٹوٹ پڑا تھا۔ کہ جس شمع ہر کو
وہ ایک دم کے لئے جُدا نہ کرتی تھیں وہ مدتِ العمر کے لئے اُن سے جُدا ہو گیا۔
اولادِ شاہی کا بھی مار سے غم کے بُرا حال تھا۔ ڈیوک ادونا رتہ اور پرنس اوف یلز
خاص کر زیادہ نوحہ خوان تھے۔ آخر شہزادہ کو دہا دہا کر فوجی پوشاک پہنائی گئی۔
اور خوبیش و اقارب کے جمع ہونے پر جنازہ اُٹھا کر دُندستر کے شاہی گرجا میں لایا
گیا۔ جہاں ادائے رسوم منہ ہی کے بعد ملکہ تعظم کی طرف سے ایک نوحہ جرمنی
زبان میں پڑھا گیا۔ جس کا مطلع یہ تھا۔ کہ

بے تیرے کس طرح میں رہوں گی دیار میں بلکہ یہی گلی قبر بھی میری فشار میں
اسی میں ایک شعر اس شعر کا ہم مضمون تھا۔ کہ

کہاں کی نیند آگئی ابھی سے مسافرانِ رہِ عدم کو
کچھ ایسا ہونے کہ پہر نہ جاگے تھکے ہم اُنکو جگا جگا کر

بعد ازاں تابوت قبر میں اتارا گیا۔ اور خویش واقارب نے آخری دیکر کے ہمیشہ کیلئے اوداع کہا۔ اُس وقت شہزادے کے تابوت پر سر کی طرف اٹکا وہ تقریباً رکھا گیا۔ جس کو وہ بحیثیت شوہر ملکہ پہنا کرتے تھے۔ اور پابنتی کا ٹکڑا منہ اور دہانہ میں ایک لوح سیمین جیسے اٹکا نام و نشان کندہ تھا۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا تاج بھی ساتھ رکھا گیا۔ جو بحیثیت ڈیوک آف کوبرگ اٹکا موروثی تاج تھا۔ شہزادے کے ہاتھ میں ملکہ کی تصویر دی گئی۔ اور تمام جسم شہزادی ایلکس کے گوند سے بہتے ہار سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور سو گوار ابدل مخزون گہروں کو دہانہ پر شہزادہ کی جدائی ملکہ پر سخت گراں تھی جس سے اُنکی حالت دگرگوں ہو رہی تھی مکان کاٹے کھاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے جزیرہ واسٹک کے سُنسان محل میں چند یوم تنہا جا بسر کئے۔ کہ کسی طرح دل کی بہر اس بھی تو نکلے۔ سچ ہے۔ س نالہاے کلبہ احزاں تسلی بخش نیست در پیاباں میتواں فریاد خاطر خواہ کرد۔ مگر فرایض جہان بانی اور امور خانہ داری کا خیال کر کے خود ہی طبیعت کو استوار کیا اور مقام فروگ تہر میں شہزادہ کا ایک عالیشان مقبرہ ۲۰ لاکھ کی گت سے بنوا کر نہایت اعزاز سے اُنکی لاش ۲۵ مارچ ۱۸۸۱ء کو شاہی قبرستان وٹسورسٹ دہلی منتقل کی گئی۔ اس عالیشان عمارت میں صرف جٹے مقبرہ کا طول و عرض ارقاعاً متفرق ہے۔ اور اُس پر یہ کتبہ درج ہے۔

”یہ مکان ۲۵ مارچ ۱۸۸۱ء کو مکہ و کشور نے اپنے عزیز شوہر کی یادگار بنایا“
 ”با برکت ہمیں وہ لوگ جو خدا کی یاد میں ستمیں اُسی کی یاد میں جہان لہر جائیں“
 اس یادگار کے سوا مکہ نے ایک عظیم الشان مال بھی اپنے شوہر کی یادگار میں تعمیر کرایا۔ اور جسے سوانہ کی تمام تقریروں کو کتابی صورت میں چھپوا کر تمام مسلمانوں اور مناسب اشخاص میں مفت تقسیم کیا۔ اس کے علاوہ شہزادہ کے وطن میں اٹکا

ملکہ ویکتوریہ کی تصویر



ایک سٹیج پر قائم کیا گیا۔ جس کو ملکہ نے بذات خاص افتتاح فرمایا۔
 شہزادہ البرٹ واقعی بڑا قیمتی وجود تھا۔ اُس نے اپنے حیدر حیات انگلستان
 کی بہتری کے لئے وہ سود مند کوششیں کیں کہ جتنا دیکھنا نہیں پاسکتا۔
 اور گو بعض لوگ اُس کے مخالف بھی ہوئے مگر آخر اُسکی نیک نیتی ہی سب پر
 غالب رہی۔

شہزادہ البرٹ کے حالات زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ شہزادہ ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوا۔ ۱۸۹۶ء میں ملکہ سے بیاہ گیا۔ ۱۸۹۷ء میں کیمبرج یونیورسٹی
 کا چانسلر مقرر ہوا۔ ۱۸۹۹ء میں اشاعتِ علوم کی برٹش ایسوسی ایشن کا
 سیر مجلس منتخب ہوا۔ ۱۹۰۱ء میں ڈیوک آف ویلنگٹن کے اس کے لئے کمانڈر
 کا عہدہ بخیر کیا جس سے اُس نے بدیں وجہ انکار کر دیا۔ کہ اُس کے ادا سے فریض
 کے لئے ملکہ سے جدا بھی رہنا پڑا کریگا۔ ۱۹۰۲ء میں اُس نے انگلستان کے لئے اہم
 عظیم انسان نمائش کھولی۔ اور آخر ۱۹۰۲ء میں داعی اہل کولمبیک کہتا
 ہو ملکہ کو بیوہ اور بچوں کو یتیم چھوڑ گیا۔ ع۔ جھوٹا نسیم کا تھا کہ آیا نکل گیا۔
 شاہی قبرستان۔ بطور ایک تہ خانہ کے ہوتا ہے جس کے اندر تابوتوں
 کے رکھنے کے واسطے جگہ بنی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ مکان بھی قبر سے کم نہیں کیونکہ
 اس میں روشنی وغیرہ کا کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔ اور جب تابوت رکھا جاتا ہے
 تو مرنے کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر کوئی اُسے کھول نہیں سکتا۔

ملکہ وکٹوریہ کی بیوگی۔ ملکہ عظمہ پہلے سے ہی رحیم المزاج تھیں۔ اس
 واقعہ کے بعد اور بھی رقیق القلب ہو گئیں۔ اور کیٹوں نہوتیں اُنکی آنکھوں کے
 سامنے دنیا پلٹ گئی تھی۔ بالخصوص بیواؤں کے دردِ اندرونی پر انہیں زیادہ
 رحم آتا تھا۔ اور وہ اُن کی مصیبت پر سخت متاثر ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک دفعہ

جبکہ انکاستمان میں کوئلہ کی ایک کان کے پھٹنے سے چوبیس مزدور مر گئے۔ تو ملکہ نے اُنکی بیواؤں کو پیغامِ تعزیت ان الفاظ میں بھیجا۔ کہ ”مجھے تم سے دلی ہمدردی ہے۔ کیونکہ تمہاری مصیبت نے تمہارے مصائب کا وزن کرنا بتا دیا ہے“ ایسی ہی ایک دفعہ جبکہ فیس اوں سدہر لید کی معرفت بیوہ عورتوں کی طرف سے اُنکی خدمتیں ایک بائبل مطالعہ کی بطور پیشکش گُذرائی گئی۔ تو اُس کے جواب میں آپ نے لکھا۔ کہ

”میرے دل پر اپنی بیوہ بہنوں کی اس یادگار سے بڑا اثر ہوا ہے۔ اور انھوں نے اُن الفاظ نے بڑا درد پیدا کیا ہے۔ چن میں میرے متوفی خاوند کی خوبوں کو سراہا گیا ہے۔ میں اپنی شامِ رعایا میں سے اپنی ان ہم سبق ہمدردوں کی قدر کرتی ہوں اور خاصکر اُن الفاظ کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جو ہر انسان کی نسبت لکھے گئے ہیں۔ اور جس کی یاد میں محض اس اُمید پر حیاتِ چند روزہ کے دن کٹ رہے ہیں کہ ایک دن اُس سے ایسی ملاقات نصیب ہوگی کہ جس کے بعد فراقِ نہو سکے گا۔ یہی اُمید ہے۔ جو ہموم و غموم و غموم میں بھلا دے رہی ہے۔ اور میری دعا ہے کہ خدائے پاک اسی طرح سب بیوہ بہنوں کو صبر و استقلال عطا فرمائے“

انقصہ زندگي بھر ملکہ نے شہزادہ کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ جب بھی وہ اُس یادگار سی ٹال میں گئیں آبدیدہ ہو گئیں۔ جب کبھی اُس کے رہنے کے کمروں کا رخ کیا چشمِ پُرباب ہو کر نکلیں۔ اور جب انکا قصور ہو تا دل و جگر پر ایک جوٹ لگتی۔ چنانچہ ابتداء میں تو ملکہ نے خلوتِ نشینی ہی اختیار کر لی تھی۔ بالکل معاملاتِ سلطنت اور جماعتِ ریاست کو ترک فرما دیا تھا مگر رعایا اور عہدہ داروں کے اضطراب اور گرفتار ٹاٹ سے پھر دل کو ڈھارس دیا۔ کہ

زندگی در گردن اُفتاد است و بیدل چارہ نیست
شاو باید ز لیسن ناست و باید ز لیسن

پھر بھی تات العمر مقام فروگ سور میں ہر سال شہزادے کی برسی کے دن ملکہ خود
جاتیں اور عبادت مذہبی میں آپ شریک ہوتیں۔ اور مزید برآں یہی وصیت
بھی فرماتیں کہ پس مرگ مجھے بھی پیارے البرٹ کے پاس اسی مقبرہ میں دفن کیا
جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل سوم

اولاد شاہی کی موتیں اور ملکہ وکٹوریہ کا بیچ و غم

آدمی کیوں طالبِ راحت ہے دو چرخ میں چین دالے کو بنیرِ آسیا ملتا نہیں
اگرچہ دونوں روح و فسادِ رات چٹکاؤ کر فضولِ گذشتہ میں آچکے۔ ملکہ کی زندگی
کو تلخ کر دینے کے لئے کافی تھے۔ مگر نہ کسی کو چین لینے نہیں دیتا۔ اور مصیبتیں
ایک ایک کر کے نہیں آیا کرتیں۔ پہم آتی ہیں۔ چنانچہ ملکہ کے ساتھ بھی ایسا
ہوا۔ اور سب سے پہلے۔

پرنس ایلزبتھ ملکہ کی عزیز لڑکی ۱۸۷۵ء میں ۱۸ سال کی عمر میں غنفوانِ شباب میں
انتقال کر گئی۔ یہ شہزادی برٹے درجہ کی لائق اور معاملہ فہم تھی۔ اور ملکہ کو اس
کمالِ محبت تھی۔ ۲۵۔ اپریل ۱۸۷۵ء کو یہ پیدا ہوئی تھیں۔ اور جولائی ۱۸۷۵ء
میں انکی شادی ملکہ کے گرانڈ ڈیوک لوئیس کے ساتھ عمل میں آئی تھی۔ انکا
ایک شہزادہ اور چارہ شہزادیاں اب باقی ہیں۔

پرنس لیوپولڈ ڈیوک اوف ایلمینی کی وفات پانچ ستمبر ۱۸۸۱ء میں

عالم جوانی میں واقع ہوئی جس نے ملک کے زخمِ دل پہ ہر سے کر دیئے۔ کیونکہ
پریشِ مدوح ابھی تازہ تازہ بلیست ہوئے تھے۔ اور صرف ایک سالہ کارِ ان کا
یادگار ہے۔ اس غمِ گری پر تمام ہندو انگلیڈز میں سخت رنج و افسوس کا اظہار ہوا۔
اور واقعی اس ماحولِ سخت است کہ گویند جوانِ مُرد۔

شہزادہ موعود نے ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء کو پیدا ہوئے۔ سن بلوغ پر ڈیو کے آدھ
ایٹن بنائے گئے۔ ۲۰ اپریل ۱۹۰۲ء کو اپنی شادی پیر تونٹ کی شہزادی چلین
سے ہوئی۔ اور ۲۱ اپریل ۱۹۰۳ء کو تھاکر گئے۔ اس کے بعد۔

پیرنس البرٹ و کٹرک کا منہ کے باغباں پڑنے کی وفاتِ حسرتِ آیات نے
۲ جنوری ۱۹۰۴ء کو اور بھی رہی تھی مگر توڑ دی۔ بھٹو جوان شہزادہ ہی اپنے
باپ کا ولیعهد ہو کر کسی آئندہ زمانہ میں شاہِ انگلستان ہونے والا تھا۔ پرلے
درجے کا خلیفہ۔ مذہبی۔ ذہین اور مستعد۔ ہندوستان کی بھی سیر کر چکا تھا۔ اور
اسی ضمن میں لاہور بھی ہو گیا تھا۔ اس کے لئے بھی قومی معمولی بخار ٹھیک ہوا
جو بارش میں بھیگ جلنے کے بعد ہوا تھا۔ اور ہر چند واو ووش ہوئی۔
مگر سب بیکار گئی۔ ۵

گنبدِ نذرِ انجان دستِ فوت چو در طب ندیدند دار و موت

انجامِ تمام انگلستان و ہندوستان میں دلی رنج و افسوس سے ہوا۔ اور
واقعی شہزادہ کا عالمِ شباب اور اس کی طبیعت کی پاکیزگی اسی کی متقاضی تھی
پھول تو دو دن بہارِ جانِ فزا دکھلا گئے حسرت اُن غنچوں پہ جو بہن کھلے مڑھ گئے
بھٹو شہزادہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تھا۔ اور ابھی شادی بھی نہ ہونے پائی تھی
صرف نسبتِ ٹھہر چکی تھی کہ یکایک چوند خاک ہو گیا۔ بلکہ گھٹن سے جوڑا اس
شہزادے کے تابوت پر ڈال لیا تھا اس پر بھٹو لکھا تھا۔ ایک غم زدہ دادی کی طرف سے،

ڈیوگسٹ اوف اڈنبرگ کی موت ان سب پر سزا دیتی۔ جو عین اپنے وقت
انخیز میں ملکہ نے دیکھی۔ یعنی یہ شہزادہ سن ۱۷۹۷ء کو صرف چند روزہ بیماری کے بعد
راہی عدم ہو گیا۔ ان کی زبان پر سرطان ہو گیا تھا۔ یہ شہزادہ بڑا سادہ مزاج
اور نہایت شریف النفس تھا۔ مگر آخر سب کرنے کے لئے ہیں۔

۱۸۔ انخیز پورا نام الفریڈ آرٹسٹ البرٹ ہے۔ یہ ۱۷۹۷ء کو پیدا ہوئے۔
۱۸۳۳ء۔ جنوری ۱۷ء کو شہزادی روس سے بیاہ گئے۔ اور ۱۸۳۳ء جنوری ۱۷ء کو
انتقال کر کے پانچ بیٹے چھوڑ گئے۔

پرنس کمرچین ملکہ کے عزیز نواسے کی وفات بھی ۱۸۳۳ء کو برٹش اے کرعین عاتلم سنا
میں بحر قسطنطینہ سال وقوع میں آئی۔ یہ شہزادہ بھی ملکہ کو بڑا عزیز تھا۔ مگر تقدیر سے
چارہ و بارہ کیا۔ ۷

لائی حیات آئے۔ قضا لے چلی چلے اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
بوجہ طوالت ان صاحبوں کے جنازوں کے جزی حالات لکھے نہیں گئے مختصر یہ
کہ ہر ایک کا جنازہ نہایت اہتمام کے ساتھ اٹھایا گیا۔ اور نہایت حسرت کے تھا
پیوند زمین ہوا۔ شاہی خاندان کے دستور و کھانے کے لئے کسی قدر پرس الہرٹ
کے جنازہ کے حالات اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

فصل چہارم

ملکہ وکٹوریہ کی ذات خاص پر چلے

گذشتہ فصول میں تو ملکہ کے عزیز و قریب رشتہ داروں کی مفارقت دائمی کا ذکر ہوا
لیکن اب خاص اُن حملوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ملکہ کی ہلاکت کے لئے کئے گئے تھے۔

اسی کے ساتھ ملکہ کی رحمدلی اور منتقل مزاجی کی بھی تعریف کرنی پڑتی ہے۔
 کہ انہوں نے کسی حملہ پر نہ تو کچھ اضطراب ظاہر کیا۔ اور نہ کسی مجرم کو قتل و غارت کی
 سنگین سزائیں دیں۔ حالانکہ زائد و جس پر ایک دو حملوں کا یہ اثر ہوا کہ وہ تنہا
 زندگی اور حیات بے تحلف کے لطف سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ جب دیکھ
 کہ دل اور پہرہ سر پہ کھڑا ہے۔ کہیں اندر باہر سوائے حفاظت کے آ جا ہی نہیں سکتا
 بر خلاف اس کے ملکہ کو کئی دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ کبھی کوئی ایذا دی اپنے پہرہ چوکی میں نہیں کی۔ او
 ہمیشہ محافظ حقیقی خود ہی اٹھوا اپنے حفظ دامن میں رکھتا ہے۔

پہلا حملہ۔ ملکہ پر پہلا حملہ ہوا جبکہ وہ اپنے ستونہ زمار کے ساتھ ایک گائے
 میں کالٹینیٹین ہل کی سیر کو جا رہی تھیں۔ کہ ایک شراب فروش نے اس کو
 نے اپنا دو دفعہ بندوق کا فیر کیا۔ مگر دونوں دفعہ نشانہ خطا ہوا۔ اور عند تحقیقات
 جووری نے مجرم کو دیوانہ قرار دیکر باطل خانہ بھیج دیا۔

دوسرا حملہ۔ ملکہ پر ۳ مئی ۱۸۸۷ء کو ایک شخص جان فرانسس ۴۴ سالہ انگریز نے
 اسی مقام پر کیا۔ جہاں پہلے ہوا تھا۔ مگر پہر بھی نشانہ خطا ہوا۔ اور اگرچہ عدالت نے
 جووری سمیت اس کو مجرم قرار دیکر پھانسی کی سزا دی۔ مگر ملکہ نے رحمدلی سے سزا کو
 جلا وطنی سے بدل کر اس کی جان بچا دی۔

تیسرا حملہ۔ ملکہ پر ۱۸۸۷ء کے اخیر میں خاص اُس دن ہوا۔ جس دن ملکہ معتمد نے
 جان فرانسس کی سزا میں تبدیلی سے اُس کی جان بچائی تھی۔ ملکہ گاڑی میں ہوا اور
 پہر ہی تھیں کہ بین نامی ایک کبوتر نے اس آگرو کو نشانہ بنانا چاہا۔ لیکن ایک
 عام لڑکے نے جو اس وقت گاڑی کے پاس کھڑا تھا بندوق داغے ہوئے اس کا ہاتھ
 پکڑ لیا۔ اور نشانہ ٹھیک نہ رہا۔ جس پر اس کو صرف اٹھارہ باغ کی فیر کی گئی۔

چوتھا حملہ ۱۹ مئی ۱۸۸۷ء کو اسی مقام کے قریب ہالٹن ٹاؤن ایک ہمارے کیا۔

جہاں پہلے دو ٹکے ہوتے تھے۔ مگر اس کی بدولت سبھی بھٹائی۔ نشانہ ٹھیک نہ بیٹھا۔ اور مگر سچ لگئیں۔ اس پر اس کو سات سال قید کی سزا دی گئی۔

پانچواں حملہ اسی سال کے اخیر مارچ میں ہوا۔ نام ایک پشتر فرمی بھٹا دے گیا مگر نشانہ خطا برآ اور مگر اس کو سات سال کے لئے جبراً دیا۔ سزا کی سزا دی گئی۔

چھٹا حملہ اسے سترہ مارچ کو اس وقت ہوا جبکہ مگر ایک اور کیمبرج کے محل سے اُنکی عیادت کے بعد اپنے محل کو واپس آنے کے لئے سوار ہوئے کو تھیں مگر بیٹھنے پر مگر ایک ضرب موٹے بید کی نہایت زور سے آپ کے چہرہ پر لگائی۔ جس سے جان تو بچ گئی۔ مگر ضرب شدید اگر بہت عرصہ تک آپ کی بیماری کا باعث ہوئی۔ گرفتار ہونے پر مجرم نے آئیں بائیں شاہیں بنا کے دیوانہ پری کی ٹیس جانی جاہی مگر جوری نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور سات سال کی جلا وطنی کی سزا تجویز کی۔ ساتواں حملہ ۱۴ فروری ۱۸۸۵ء کو آرتھر کو سزا نام ایک سترہ سالہ لڑکے نے خالی بندوق داغنے سے اس وقت کیا۔ جبکہ ملکہ شام کی وقت معمولی سیر سے فار ہو کر محل کے نگہبہ میں واپس داخل ہو رہی تھیں۔ اس پر اس کو ایک سال قید اور چند ضرب بید کی سزا دی گئی۔

آٹھواں حملہ مارچ ۱۸۸۵ء کو سکلیج نام ایک لنگہ نرنے اس وقت کیا جبکہ ملکہ اپنی گاڑی میں سوار ہونے کو تھیں۔ مگر حسب معمول بندوق کے فیرنے خطا کی اور سکلیج دیوانہ قرار پا کر باطل خانہ بھیجا گیا۔

اس کے علاوہ آدھ بھی کئی دیوانے آکھوڑنے اور دھمکانے آجاتے تھے۔ مگر ہم ملکہ کے مالک اور وارث تخت و تاج ہیں۔ جنکو ملکہ نہایت خوشامی کے ساتھ رخصت ہوتی تھیں۔ غرض کہ جس طرح ملکہ کی زندگی بخش و کامرانی میں بے نظیر تھی ویسے ہی غم و الم سے بھی خالی نہ تھی و کہ دونوں چیزیں توام ہیں۔

باب مشتمل

ملکہ وکٹوریہ کا انتقال پر سلال

فصل اول

ملکہ وکٹوریہ کی بیماری اور موت

نزال و اخطا ایسی شے ہے کہ ذاتِ خاوند کی بغیر کوئی اس سے محفوظ و مصون نہیں ہو سکتا۔ ملکہ وکٹوریہ جو اپنے والدین کے گھر میں سچے سچ لچھی ہو کے پیدا ہوئی۔ اور تحتِ سلطنت پر واقعی اقبالِ عدو مال لیکے جلوہ افروز ہوئی اور جس طرح طرزِ تمدن و طریقِ معاشرت نے گویا سلامت روی۔ استقلالِ صحت و توانائی کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ آخر کار وہ بھی اس آئینِ قدرت سے خالی نہ رہی اور نقصانِ عمر کے ساتھ متعلقین اور اولاد کی مفارقت کے دلغ اور بالخصوص اس پرانی سالی میں نوجوان بیٹے ڈیوک آف انڈنبرا اور موہنا پریتے پریش البرٹ وکسٹر کی موت نے رہی رہی مکر توڑ دی۔ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ جنگِ ٹرانسوال نے قومِ انگلند کی ہزاروں نو نہالوں اور بیسیوں ناموروں کو خاک و خون میں ڈبا کر ملکہ کی طبیعت کو آؤر بھی کمزور و ناتوان کر دیا۔

دل ہی تو ہے نہ سنگِ خشتِ درد سے بہرہ آئے کیوں

ملکہ وکٹوریہ کی بیماری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ماہ اکتوبر میں ہی شروع

ہو گئی تھی۔ مگر چونکہ حالت کچھ خطرناک نہ تھی اس لئے اُس کا افشا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک اخبار نے یہ خبر لکھی تو دوسرے نے ساتھ ہی تردید کر دی۔ مگر آخر الامر کثرت غم و ہم نے طبیعت کو نڈھال اور مرض کو غالب کر دیا۔ نام کو سقوطِ اشتہا کا عارضہ تھا۔ مگر دراصل یہی پیامِ موت تھا۔ جس نے آخر کار بے ڈال ڈاکٹر دم بدم تجویزیں کرتے تھے۔ مگر وسطِ جنوری ۱۹۷۱ء میں طبیعت اور یہ بھی کمزور ہو گئی۔ اور گودن میں دو دو تین تین بار طبعِ معلیٰ کی کیفیت چھاپ کر ہتھ کیجاتی تھی۔ مگر ۔۔

چوں مجبوظ شد اعتدالِ مزاج نہ غریمت اثر کند نہ علل ج
بدشگونئی۔ انگلستان و انوں کا اعتقاد ہے کہ ملکہ ایلزبتہ کی موت میں جس محل میں ملکہ میری قتل ہوئی تھی۔ جب کسی فرمانروائے انگلستان کی موت قرب ہوئی ہے۔ تو اُس محل سے آوازیں آیا کرتی ہیں۔ چنانچہ ملکہ وکٹوریہ کے ایامِ حکمرانی میں بھی سنوا کر کئی راہیں دہاں سے رونے کی آوازیں آتی رہیں۔ مگر اس خبر کو ملکہ نے پوشیدہ رکھا گیا کہ طبیعت پر زیادہ اثر نہ پڑے۔

ملکہ کی وصیت۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ نے چند با توں پر چلتے وقت بھی اپنے فرزند ارجمند کو آگاہ کرنے سے دریغ نہ فرمایا۔ ایک۔ تو یہ کہ آپکا نام جوائیٹ ایڈلڈ ورڈ تھا۔ اُس کی ثبت فرمایا۔ کہ صرف ایڈلڈ ورڈ کے نام سے تخت نشین ہونا۔ کیونکہ اس نام کے چھ بادشاہ پہلے اسی تخت پر بیٹھ چکے ہیں۔ اور علاوہ ازیں البرٹ کا نام ایسا پیارا اور بے شر اور مبارک معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو وینوی و ہندوں میں استعمال کرنے کے لئے جی نہیں مانتا۔ اور یہ بھی مقصود ہے کہ تمہارے باپ کی ہی مشکلات کا سامنا نہیں نہ ہو۔ دوسرا اپنی پیدائش کے وہ جائیداد میں سے کچھ حصہ اپنے پوتے کو بھی عنایت فرمایا۔ اور باقیہ ولیعہد صاحب

کے لئے رکھ دیا۔ تیسرا بھی فرمایا۔ کہ میرے جنازہ کو فوجی جلوس سے نکالنا۔ اور دفن ہوتے وقت تک اس پر ہندوستانی ملازمین کا پہرہ رہے۔ (ہندوستان سے دو خاندانوں آپکے پاس گئے تھے۔ جن پر خاص مہربانی تھی۔ اور حافظ عبد الکریم صاحب آپکو اردو پڑھایا کرتے تھے۔ اور اپنے تو کمال نظر شفقت تھی۔ مگر وہ اُس وقت ہندوستان میں تھے۔ اور آپکے پاس صرف وہی معمولی خاص نگار ہی موجود تھے)۔

ملکہ کی موت۔ آخر کار ۴۴ منوری ۱۱۸۷ء کو وہ نمونہ حشر دن آن پہنچا جس کے لئے ملکہ پیدا ہوئی تھیں۔ اُس دن صبح سے ہی طبیعت نے مختلف رنگ بدلنے شروع کئے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ تو موت کا دھوکہ دہوکہ مشہور بھی ہو گیا۔ مگر ابھی چند گھنٹے اس دُنیا کی ہوا اور بھی کھانی تھی۔ دن بہر تمام ممبرانِ خاندان ملکہ کے پلنگ کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ اور شہنشاہ جرتن بھی ہفتہ بہر سے زیادہ آئے ہوئے اپنی نانی کی خدمت میں مصروف تھے۔ اس وقت ایک عجیب رقت آمیز سکوت و تحیر چھا رہا تھا۔ کہ ایک بجے شب کے ملکہ کا مرغِ روح نفسِ حضری سے پرواز کر گیا۔ ۵۰

برقنت آن گلہن خرم بادے در یغے ماند فریادے و دادے

ملکہ کا خاتمہ۔ اَللّٰہُ دُنیا بھی عجیب قسام ہے۔ ابھی ابھی جو خاتون دُنیا کے ایک کنیرہ حصّہ کی فرمانروائی کرتی تھی اور جس کے اقبالِ عدو مال کے روبرو دُنیا بھر کے فاتحوں کی عقلِ دنگ تھی وقتِ آخر آئے پر ایک جسمِ بجان کے سوا آپ پر نہ تھا۔ مرنے وقت کہا جاتا ہے کہ ملکہ و کتوریہ کو کوئی زائد کرب و اضطرابِ مطلق نہیں ہوا۔ دونوں باہیں صلیب کی صورت سے سینے پر رکھی ہوئی تھیں اور جسم مثل سنگ مرمر کے بالکل سفید و سرد معلوم ہوتا تھا۔

فصل دوم

ملکہ کا جنازہ اور تدفین

جنازہ کی تاریخ ملکہ وکٹوریہ انتقال اگرچہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کو ہوا۔ اور ہر چند کہ ممبرانِ خاندان شاہی اور عزیز و قریب بھی سب موجود تھے۔ مگر رسمِ جنازہ کے موافق جنازہ اٹھانے کی تاریخ یکم فروری ۱۹۰۱ء اور تاریخ دفن ۱۹ فروری ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی تھی۔ اس عرصہ میں ملکہ کی لاش بدستور محلِ آسپورن میں پڑی تھی اور اس کی محافظت ایک ممبر خاندان اور دونوں ہندوستانی خدمتکاروں کے ذمہ کی گئی تھی۔ اور اس دوران کے فوجی بہرہ بھی محل کے ارد گرد بدستور لگا ہوا تھا اور اس قدر وقفہ اور عرصہ اس واسطے دیا جاتا ہے۔ کہ ایک تو تمام عزیز و قریب جمع ہو جائیں اور دوسرا فوجی جلوس کا بھی بخوبی بندوبست ہو جائے۔ اور سب سے بڑا یہ بھی کہ مرنے والے کے رشتہ دار اور خاص الخاص اہل خدمت مرنے کے پیچھے بھی چند دن صورت دیکھنے سے محروم نہ رہیں۔

جنازہ کا جلوس یکم فروری کو پورے دو بجے محلِ آسپورن سے وکٹوریہ پارک کے لئے اس ترتیب سے روانہ ہوا کہ سب سے آگے ایک خاکی رنگ کی توپکڑی پر تاج کا تابوت رکھا ہوا تھا جس کے اوپر تاج تاج بھی لگا گیا تھا جس کی چمک و کام سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ اس کاٹھی کے آگے آٹھ گھوڑے تھے جو تھے تابوت کے پیچھے شاہ ویدورڈ ہفتم ملکہ کے فرزند اکبر اور دوسرے جرنیل ملکہ کے نواسے امیر البحر کی وریاں اور ڈیوک آف کینٹا جرنیل کی وردیاں گھڑ و پیرسوار تھے جنکے پیچھے چھ اور شہزادے اور نو خاندان شاہی کی لیدی

مع جدید شاہ کی ملکہ کے منہ پر سیاہ نقاب ڈالے ہوئے چہل ہی تھیں۔ اس
 ترتیب سے تولاش البرٹ نامی جہاز پہنچائی گئی۔ جہاں سے فوجی جلوس شروع
 ہوا۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ البرٹ جہاز کے ساتھ نشین پر سرخ مفل کا فرش
 کر کے اس پر بلاگے کا تابوت اس ترکیب سے رکھا گیا تھا کہ ہر سب کو نظر آ سکے۔ اس
 جہاز کے گرد گرد آٹھ تارپیڈو غرق کرنے والی کشتیاں تھیں۔ اور دونوں طرف
 جہازات کا پیرا جما ہوا کھڑا تھا۔ جنہیں سات جہاز دوسرے دنل عظام کے بھی
 شریک تھے۔ البرٹ کے لنگر اٹھاتے ہی سب جہاز اس کے ساتھ شامل ہوئے
 اور بینڈ نے نامی باجا بجانا اور توپخانہ نے القواب سلامی کا سر کرنا شروع کر دیا۔
 اسی طرح پانچ بجے شام کے بندرگاہ سپورٹ پر پہنچے۔ اور رات بھر اسی طرح
 تابوت پرستور جہاز میں رکھا گیا۔ دوسرا دن جنازہ کے باقاعدہ فوجی جلوس
 کے ساتھ ونڈستور کے شاہی گرجا میں پہنچنے کے لئے مقرر تھا۔ جس کیو اسٹ
 مخلوق اور گورنمنٹ نے بڑا بہارا اہتمام کر رکھا تھا۔ یعنی دورویہ مکانات
 اور عوامی رنگ سے رنگے گئے تھے۔ اور صحن کھلی جگہ پر بیٹھنے کی فیس فی شخص
 ایک سو روپیہ اور درجوں میں بیٹھنے والوں سے پندرہ پندرہ سو روپیہ فی کس
 ہو گئی تھی۔ جلوس کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ جو دس میل تک لمبا چلا گیا تھا۔
 بیس ہزار تین سو پچاسی سپاہی صرف دورویہ پرے پر مقرر کئے گئے تھے۔ اور
 چار ہزار کے قریب جلوس میں شامل تھے جنہیں سوا سو سپاہی نوآبادیوں کے اور
 بیس ہزار کے بھی شامل تھے۔ مخلوق کا اندازہ پانچ لاکھ کیا جاتا ہے۔ جس میں ریگن
 گارڈز اور جرمن ہزار کا دوسرا اس کے علاوہ تھا۔ لارڈ آئرلینڈ فیلڈ مارشل
 کا گز لئے ساتھ ساتھ تھے۔ جہاز سے خشکی پر چلنے کے لئے تابوت پرستور توپ
 گاڑی پر رکھا گیا۔ اور بدستور ممبران خاندان شاہی اور شہنشاہ جرمن اور

تمام دوسرے شہزادے جلوس میں چل رہے تھے۔ اس موقع پر ایک عجیب اتفاق ہوا کہ تابوت گاڑی کے آگے جو گھوڑے لگائے گئے تھے باوجود سخت کوشش کے وہ قدم اٹھانے کا نام نہ لیتے تھے۔ بالآخر انکو کھول کر ایک لمبا پتیا باندھا گیا۔ اور سپاہیوں نے خود کھینچ کر گاڑی کو گر جاتا تک پہنچایا۔ ان دنوں خلا کے باعث دوسوا دہی کچلے گئے اور بیہوش ہو گئے۔ جنگ لڑنے فی الفور ہسپتال پہنچائے کا انتظام پہلے سے ہی ہو چکا تھا۔ مگر پھر بھی بہت لوگ مر گئے۔ لیکن اوصاف اس انبوہ خلائق کے سنائے کا عالم چھایا ہوا تھا۔ اور خاموش سرج کا ابر ہو رہا تھا۔ عرض کہ اس تھل و شان سے برطانیہ اعظم کی عظیم الماشال خاتون کا جنازہ شاہی اگر عیاں پہنچایا گیا۔ جو برابر دوسرے دن تک ہیں پٹارہا مگر حکم فوری کو غار جنازہ ہر ایک جگہ ادا کی گئی۔

ملکہ کی تدفین۔ یہ فوری سلسلہ کو عمل میں آئی اس موقع پر کوئی جلوس نہ تھا۔ بلکہ صرف شاہی خاندان کے ممبران اور شہنشاہ جرمن وغیرہ غنیہ شہزادہ کی موجودگی میں اس آفتاب عالم تاب کو اس کے پیارے البرٹ کے پہلو پر قبرستان فروگ ہوئیں تہ خاک کر دیا گیا۔

شاہزادہ عدم چہ ہموار است چشم و ابستن و توان رفتن
ملکہ کی عمر۔ اکاسی سال کی ہوئی ہے۔ اس میں سے تریسٹھ سال اپنے حکومت کی۔ اٹھارہ سال دوشیزگی میں گذارے۔ اور اکیس سال شادی خانہ آبادی کے بعد لطف و محبت سے گذرے جس کے بعد پورے بیالیس سال آپ نے حالت بیوگی میں زندگی بسر کی۔ اور یہ سب اوقات ایسی خوش اسلوبی سے گذرے کہ زمانہ میں انکی سداوت روی اور صلح پسندی ضرب المثل ہو گئی۔ اور یہ اُسی کا اثر ہے کہ آپ کے مرنے پر زمانہ خود بخود رو رہا ہے گویا ایک دھڑکنے

اس نصیحت کو اس کے اصلی معنوں میں پورا کر دکھایا کہ -
تو چناں ذی کہ وقتِ مُردن تو ہمہ گریاں شو ند و نو خنداں

فصل سوم

ملکہ و کٹوریہ کا ماتم

اسے دل بچشمِ زخمِ حوادثِ فگارِ شو اسے چشم از تراوشِ الِ شکرِ بارِ شو
اسے لب بنوحِ نالہ جانگاہ سازدہ اسے سبغۂ ناک سر بہ گدازِ شو
ملکہ و کٹوریہ کے صدرِ انتقال کو کوئی کن الفاظ میں لکھ سکتا ہے۔ اور جو برخ
والم اور قلی و در داس حادثہ جانگاہ اور ساتھ ہوش رہا سے نہ صرف خاندانِ
شاہی بلکہ تمام ملکِ انگلستان اور قومِ انگریزی اور تمام رعایائے ملکہ کو
ہوا ہے اُس کا انداز و بیان کس کے امکان میں ہے۔ واقعی ایسی بے نظیر
ملکہ کا اٹھ جانا ایک عام ملکی آفت اور ہر شخص کی خانگی مصیبت سے کم نہیں
وہ ملکہ و کٹوریہ جس سے تریبِ شہ سال تک ایسی کامیاب حکومت کی کہ غالباً اسی
بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی ہوگی جس نے تختِ انگلستان کی وقعتِ یکا سے
سزا کر دکھائی جس کے عہدِ دولت میں تہذیب و شائستگی کا دورِ دورہ اور تاجِ
کا سکہ بٹھ گیا۔ جس کے انتظامات و آئین نے ہر گوشہ ملک میں امن و آسودگی
کی برکات عام پہیلا دیں۔ جس کے وجود سے فرقہ انانہ کو ایک خاص امتیاز
حاصل ہو گیا۔ اور جس کی بے تعصبی شیر آور بکرتی کو ایک گھاٹ پر پانی پلانے
لگ گئی۔ جس کا نام دوستوں کے لئے راحت اور دشمنوں کے لئے آفت کا
کام دیتا تھا۔ اور جس کے درانہ زمانہ سلطنت میں بھوں اشخاص تعلیم پاکر

مدارج اعلیٰ پر پہنچ گئے۔ اور ہزاروں سرکاری خطابوں سے معزز کئے گئے
جو اپنی رعایا کی مصیبت کی وقت خود مبتلائے رنج اور رعایا کی خوشی پر خود مست
مست رہ جاتی تھی۔ اُس کا اٹھ جانا واقعی ایک ناقابلِ تلافی صدمہ ہے۔
وہ جاتے تو کیوں نہ آئے افسوس۔ افسوس افسوس ہائے افسوس

بیشک اُسی کی موت تھی کہ جسکی تاریخ برقی در اہل اپنے اصلی معنوں کا جلوہ دکھا
رہی تھی۔ کہ انگلستان و ہندوستان وغیرہ وغیرہ میں جہاں کہیں کسی نے سنی
سنچ مچ اُس کے خرمنِ عافیت پر ایک بجلی سی گر گئی۔ اور ایک عام کھرام مچ گیا
عیسائی تو عیسائی۔ ہندو و مسلمان کو بھی ایسا نہ رہا جو اس خبر پر چشم پر
اور دل کباب نہوا ہوا۔ جا بجا ہر ایک پیش نے لہ لہک لہی چاٹتے ہوئے ہر ایک
جماعت نے۔ ہر ایک سو سائیٹی نے۔ ہر ایک دفتر کے کلرکوں نے ہر ایک مجلس نے
اور ہر ایک کمیونٹی نے۔ اور ہر ایک مشہور و مشہور شخص نے تعزیتی جلسے کر کے اپنے دل
سچ و قلق کا اظہار کیا۔ اور ہر ایک شاعر نے پُر تائیر اور دل دوز مرثیے اور
قطعاتِ تاریخ لکھے۔ اخبارات کے نہ صرف کالم بلکہ ہفتوں تک صفحے کے صفحے
اس درد انگیز موت کے فسانوں بلکہ مینوں کے نذر ہوتے رہے۔ غرض کہ ایسا
عالمِ ماتم کبھی دیکھنے اور نہ سنانے میں نہ آیا تھا۔

ماتم کو روس کی میعاد سرکاری طور پر دو قسم کی مقرر کی گئی یعنی عام
طور پر تمام مایا کے لئے چھ ہفتہ کامل ماتم کے لئے۔ اور بارہ ہفتہ نصف ماتم
کے لئے جسے کل ماتم ۷ مارچ ۱۹۱۷ء تک اور نصف ۱۹ اپریل ۱۹۱۷ء دوسری میعاد
سلطنتی طور پر چھ ہفتہ کامل ماتم کے لئے ۲ جولائی ۱۹۱۷ء تک۔ اور ایک سال
نصف ماتم کے ۲ جنوری ۱۹۱۷ء تک مقرر کی گئی۔ اور اس عرصہ میں
خوشی کی تقریبات بند کی گئیں۔

فصل چھام

ملکہ وکٹوریہ کی یادگار

ملکہ وکٹوریہ کی یادگار کے لئے خود بخود وفادار ملے ہندوانگلینڈ کی طرف سے تحریکیں پیش ہو گئی تھیں۔ چنانچہ ولایت میں حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اس کے انتظام و انصرام کیلئے ایک کمیٹی مقرر فرمادی جو اور انگریز پونڈ جبب خاص سے دیئے میں ہندوستان میں سب سے پہلے ہمارے متاثرین نے یادگار وکٹوریہ قائم کرنے کے لئے پندرہ لاکھ روپیہ وائسرائے صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر وائسرائے صاحب نے اس موقع پر ایک لاکھ روپیہ کی حد قرار دیکر تمام ہندوستان کو یکساں حصہ لینے کے لئے رستہ کھول دیا۔

لارڈ کرزن صاحب وائسرائے ہند نے اس چندہ سے کلکتہ میں ایک اعلیٰ شان پبلک عمارت کی تجویز کی ہے۔ اس کے پریزیڈنٹ خود لارڈ کرزن بہادر اور وائس پریزیڈنٹ ہرنامینس نظام حیدر آباد اور ممبران ملک کے نہایت اعلیٰ حکام و مشائیر ہیں۔ اس عمارت میں ملکہ معظمہ کے سیٹیجیو (مجسمہ) کے علاوہ اور انگوہد کے تمام مشہور ریفارمرز اور فلاسفروں کی تصاویر کے سوا صنعت و حرفت کے تمام نمونے بھی رکھے جائیں گے۔ تاکہ یہ مال ان کے عہد کی ایک کمال اور زندہ تاریخ کا کام دے۔ اس تجویز کے لئے اس وقت تک فیما چالیس لاکھ روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ اور آئندہ ابھی اور بھی کافی امید ہے۔ جس کی نسبت ہندوستان کے بیدار مغز وائسرائے نے یہ تجویز کی ہے کہ جو روپیہ اس کے اخراجات سے بچ رہے وہ ہندوستان کے قوط فیڈ میں بچا جائے۔

اس یادگار کے متعلق بعض لوگوں نے اس بنا پر اختلاف رائے بھی کیا ہے کہ اگر بجائے اس کے کوئی ایسی مفید یادگار قائم ہوتی جس سے ملک کے دو ملکی فوائد پہنچنے یقینی ہوتے۔ تو زیادہ تر مناسب تھا لیکن اصلیت یہ ہے کہ ہندوستان میں اب تک کوئی ایسی عمارت قائم نہیں ہے۔ جو اس نوعیت کی عمارت کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اور ظاہر ہے کہ شاہی یادگار کے لئے جس طرح ملکی فوائد کا خیال لازمی ہوا کرتا ہے۔ ویسا ہی اس امر کا لحاظ بھی ضروری ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ شاہی تناسب اور موزونیت بھی نظر انداز نہ ہو۔ ہر معاملہ میں فائدہ فائدہ کہنا بھی ایک کھلی ہوئی خود غرضی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ایسی عمارت کی ہندوستان میں فی الواقع نہایت ضرورت ہے ہر ملک میں جہاں سیلج اور دولی غیر کے سفیر اور دوسرے کاروباری لوگ آتے جاتے ہیں۔ تو وہاں کے بادشاہوں کے محلات کا دیکھنا بھی وہ اپنے فرائض میں سے سمجھا کرتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو باوجود شہنشاہ وقت کی غیر حاضری کے اس منشاء کو پورا کر سکے۔ پس یہ عمارت شاہی محلات کا بھی قائم مقام ہوگی۔ اور بوجہ اپنی نرالی طرز و انداخت کے ملکہ معظمہ کے عہد کی ایک خود بولنے والی تاریخ کا کام بھی دے گی۔ جس میں نہ صرف اُنکے بلکہ اُنکے وقت کے تمام بڑے آدمیوں اور اُنکے عہد کی ترقیات کے حالات آئینہ کی طرح پیش نظر ہوں گے۔ ماسوا اس کے دائرے کے صاحب نے دوسری تجاویز کو بھی رد یا نا منظور نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف طور پر اجازت دی ہے کہ ہر ایک صوبہ بجائے خود جس قسم کی یادگار قائم کرنی چاہے اُسے اختیار ہے۔ اور اس غرض کے لئے مختلف پرنسپلٹیوں میں مختلف گورنروں اور افسران اعلیٰ کی ہدایت سے الگ الگ جلسے بھی ہوئے۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴

صاف ظاہر ہے کہ لارڈ کرزن بہادر و الی شہر آئے ہندو دوسری بجا وینز سے بھی دلی چھوڑ دی رکھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی چھ ضرور ہے کہ مندرجہ بالا ضروری خیال کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ جو واقعی فراموش کرنے کے لائق بھی نہیں۔ ماسوا اس کے ایڈری کرزن صاحب نے ملکہ کی یادگاریں فن دائیہ گری کی تکمیل کے لئے ایک فنڈ کھولا ہے۔ جس کی ہندوستانی مستورات کو واقعی سخت ضرورت تھی۔ اس فنڈ میں روزانہ فروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور اُسید ہے کہ بہت جلد اس کے فوائد مستورات ہند کے لئے عام ہو جائیں گے۔

اس یادگار کے علاوہ ہر ایک صوبہ میں مختلف یادگاریں قائم کرنا انتظام ہو رہا ہے۔ مثلاً مدراس والوں نے اشاعتِ علوم و فنون کے لئے بہاری اہتمام کا ارادہ کیا ہے۔ بمبئی والوں نے زنانہ ہسپتالوں کی توسیع کا بیڑا اٹھایا ہے۔ پنجاب میں سے ہندوؤں نے صنعتی تعلیم کی ترقی کے لئے اور مسلمانوں نے زنانہ مدارس کی درستی کے لئے فنڈ کھولے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایک چھوٹے چھوٹے مفید عام کام جاری کئے جانے کی تجویزیں ہو چکی ہیں۔ اور کئی ایک والیان ریاست نے طرح طرح کی یادگاریں قائم کر دی ہیں۔ لیکن مولف کے نزدیک اگر دیسی والیان ریاست اپنے اپنے ملک میں مختلف کلوں کو اس یادگاریں جاری فرمائیں تو ان کی رعایا اور خاص انکی ریاستوں کے لئے اس یادگار سے بھی مثل ملکہ و کٹوریہ کے وجود کے بیشمار فوائد حاصل ہوں۔



مکملہ

شاہ ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی اور ان کے مختصر سوانح نامہ

شاہ ایڈورڈ ہفتم جو بجائے اپنی والدہ ملکہ وکٹوریہ کے اس وقت سربراہ تھے سلطنت میں۔ ملکہ وکٹوریہ کے فرزند اکبر ہیں۔ جو ۱۹- نومبر ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے تھے۔ ان کا نام ان کے والد اور نانا کے نام پر البرٹ ایڈورڈ رکھا گیا تھا۔ اور ان کی پیدائش پمپاٹھار سٹریٹ وینڈامانی کا کوئی دقیقہ والدین متعلقین یا رعایا کی نظر سے باقی نہ رہ گیا تھا۔ ۹- دسمبر ۱۸۹۴ء کو ان کے اصطبل گ دیئے کی رسم نہایت شان و شوکت آدھوئی اور فریڈک ولیم سنوئی اقیقہ زمین ان کے دینی باپ مقرر کئے گئے۔ اور شہزادہ مذکورہ علیحدہ سلطنت قرار دیئے جا کر پرنس آف ویلز بنائے گئے جس کا ملکہ معظمہ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ میں اعلان ہوا۔ کہ

”ہم اپنے پیارے بچے کے موسوم بہ البرٹ ایڈورڈ کو پرنس آف ویلز اور ارل آف چیٹر سے لقب کرتے ہیں۔ اور اس اعزاز و امتیاز کے ساتھ حسب دستور سلطنت ہم اس کی بغل میں آوارہ سر پہ تاج۔ انگلی میں انگشتری اور ہاتھ میں سوئے کا آئینہ دیکر خواہش کرتے ہیں کہ وہ ان معزز نشانات سے سلطنت کی حفاظت اور رہنمائی کا کام دے۔“

اسی فرمان کے ساتھ ملکہ کے ہوم سیکریٹری نے ایک ایشہ ہا اس تولید سعید کی تہنیت میں ان قیدیوں کی رہائی کے متعلق جاری کیا۔ جنہوں نے دوران قید میں اپنا چال چلن بہتر ثابت کیا تھا۔

رائی کے بعد شہزادہ کی عمر کے حسب حال انکی تعلیم و تربیت کے لئے لایق تالیف وادیب مقرر ہوئے رہے۔ مگر حق الامکان ملک معظمہ اور انکے شوہر نامدار خود ہی اپنے خلف الرشید کی تعلیم و تربیت کے نگران تھے۔ شہزادہ کے تالیفوں میں مسٹر بیچ ایک مشہور و معروف عالم گذرے ہیں۔ جو گویا اس خدمت کے لئے ذمہ دار قرار دیئے جائچکے تھے۔ شہزادوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا حال ناظرین ملکہ و کٹوریہ کی لائف میں کمی قدر پڑھ چکے ہیں۔ کہ کیسی احتیاط اور قابلیت سے کیجاتی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ باعث ایہود کے خاصکہ شہزادہ کی تعلیم و تربیت میں کہانتکارانہ تمام کیا جاتا ہوگا۔ بہر حال جب شہزادہ صاحب لکھنے پڑھنے لگے تو انکو انگریز باغی سکاؤں میں لایا گیا۔ جہاں سے ترقی پاکر اسکورڈ ایکسچینج یونیورسٹی میں تعلیم پاکر کامیاب ہوئے۔ ۱۹۱۷ء میں ہنگ نام شہزادی پرنس انگریز کے ساتھ آپکی شادی خانہ آباد نہایت دہوم دہام سے عمل میں آئی۔ اس تقریب کی مندروں اور تحائف کا انداز تیس لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔ جس میں صرف اہل لندن کی طرف سے ایک ٹار ڈیڑھ لاکھ کا پیش ہوا تھا۔ بہر حال اس ازدواج ایکو مندرجہ ذیل چھ اولاد میں سے اول۔ جو سری سسٹم کو پرنس البرٹ و کٹرینا ہوئے۔ جو حالت جوانی میں سسٹم میں ہندوستان بھی تشریف لائے تھے۔ اور جنکی عضد دانش اور فہم و فراست سے بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر افسوس کہ سسٹم میں یکخت ایک ہفتہ کی بیماری کے بعد انکا سسٹم عمر لبریز ہو گیا۔ اور وہ اپنے والدین کو داغ جدائی دے گئے۔

دوم۔ ۳۰ جوان سسٹم کو پرنس جارج فریڈرک آرلنٹ البرٹ پیدا ہوئے جو اس وقت بمبئی خدا چھتیس سالہ جوان ہیں۔ اور آئندہ ہی دیکھیں سلطنت

ڈار پاگڈاؤف کارگوال دیار مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ شہزادہ صاحب بھی اپنے باپ کی طرح پہلے درجہ کے محاسن اور متوفی بہائی کی مانند نیک خیالات کے حاملے امید ہیں۔

سوم۔ پرنس لوئیس وکٹوریہ الگزنڈرہ جو ۲۰ فروری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں۔
چھام۔ پرنس وکٹوریہ الگزنڈرہ اولگامیری جو جولائی ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں۔
پینچم۔ پرنس جولیت میری وکٹوریہ جو ۲۰ نومبر ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں۔
ششم۔ پرنس الگزنڈرہ جو خور دسالی میں ہی وفات پا گئے۔

شاہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مثلاً اپنی والدہ اور والد کے نہایت تہا سے فرمائی ہے۔ اور انکو بعد تحصیل علوم کے دنیا پر کی سیاحت سے بخوبی بخیر بنا دیا ہے۔ جن سے ہمیشہ نیک توقع ہو سکتی ہے۔

پرنس اوف ویلز برادر اپنے زمانہ ولیعہدی میں اپنے اہلایق کے ساتھ خود بھی بہت بڑی سیاحت کر چکے ہیں۔ بلکہ شہنشاہ میں ہندوستان کو بھی اپنے قدم بہت لزوم سے مشرف فرما چکے ہیں۔ اور گوہندوستان نے بوجہ ناک حملی اور خیر سگالی انکی خاطر مدارات اور استقبال و مشایعت کے جلسوں میں مدد کر دکھائی تھی۔ اور دیسی ریشوں نے کوئی کسر اظہار ارادت و عقیدت میں اٹھانے رکھی تھی۔ مگر آپکی طبیعت نے ہمیشہ سادگی پسند ہی اور دنیا کا سفر آپ نے بطور ایک معمولی امیر کے اختیار فرمایا تھا۔

آخر شہنشاہ میں آپ مبتلائے بخار ہو کر نہایت رنجور ہو گئے تھے جس سے ملکہ متوفیہ اور ارکان دولت کے سوا تمام عیال کو بھی سخت تردد و انتشار پیدا ہوا تھا۔ کیونکہ آپکی بیماری نہ صرف بحیثیت اولاد ملکہ ہونے کے بلکہ بحیثیت ولیعہد ہونے کے واقعی سخت تردد میں ڈال دینے والی تھی۔ جس کے لئے سب

دہات بدعادت تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم فرما کر جسے عطا فرمایا تو ہوا خواہوں کی جان میں جان آتی۔ ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء کو شہزادہ کے غسلِ صحت کرنے پر انگلستان و ہندوستان میں ایسے عالیشان جلسے اظہارِ مسرت کے منعقد ہوئے کہ جن کا کوئی حدود و حساب نہیں۔

ملکی منفعت اور رفقاء عام کا رویہ اس آگاہیہ سے دلچسپی رہی ہے۔ اولاً آپ کا کسی عمارتوں اور نمائشوں کو اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا ہے۔ بالخصوص شہزادہ کی کوئٹہ میں اینڈرٹن ایگزیکٹو کمیشن اور پھر شہزادہ کی امپیریل انسٹیٹیوٹ تو آپ کی ہی مساعی جیلہ کی یادگار ہیں۔

احتیاط آپ کے مزاج میں اس قدر ہے۔ کہ باوصف ایسی اعلیٰ واقعیت اور اختیار داری کے کسی پبلک معاملہ میں کہی آپ نے اپنی رائے ظاہر فرمائی ورنہ وزارت اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا جس طرف ہو جائے وہی خواہ مخواہ بھی وزیر ہوتا۔ مگر آپ نے ہمیشہ اپنی رائے کو محفوظ رکھا۔ اور یہ ایسا مشکل کام ہے۔ کہ بہت کم لوگ اس پر قادر ہو سکتے ہیں۔

سیاقہ کے بچے معنی ہیں کہ باوصف ان کے لایا داد اور کثیر المصارف ہوئے ان کے کبھی مفروض نہ ہوئے۔ اور ہمیشہ وظیفہ مقررہ میں ہی کام کرتے رہے بلکہ اپنی ملکوتی سے بڑی بڑی عالی قدر رقعات پبلک چندوں اور رفقاء عام امور کے لئے عطا فرماتے رہے۔

علمی قابلیت اسی سے ظاہر ہے۔ کہ تیرہ مختلف یونیورسٹیوں نے آپ کو اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں دے رکھی ہیں۔ بلکہ آپ ویزو نیورسٹی کے چانسلر مقرر ہو چکے ہیں اور انگریزی کے سواجینی۔ فرانسیسی۔ اٹالین اور وینی بانو پر بھی کل عبور و مرور ہے۔ شہزادہ میں آپ فریسنوں کے گرانڈ مارشر اور پھر شہزادہ میں فرسٹ پرنسپل بھی

گماں فرقوں کے دلوں میں پیدا کی تھی۔ اور جس طرح پر انہوں نے اپنے عام
 رنج و افسوس کا اظہار کیا، منظر کی وفات پر کیا ہے۔ اُس کا میرے دل پر بڑا اثر
 ہوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ جو اظہار اطاعت و فاداری میری تخت نشینی پر
 کیا گیا ہے اُس کی نسبت میرے شکریہ کی اطلاع ہند کے والیان ریاست
 اور باشندوں کو دیدہ بچائے۔ جن کا ملک میں دیکھ چکا ہوں۔ اور جنکی فاداری
 پر اپنے تخت کی نسبت مجھ کو اعتماد رکھتی ہے۔ اور جن کی ترقی اور بہبودی کجانب
 مجھ کو ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی دلچسپی اور فکر رہیگی۔

تمت تمام شد

محکم دلائل سے مزین
 متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل
 مفت آن لائن مکتبہ

